Izza Iqbal
Meray Dil Meray Musafir
Kahanifreak.com

شہر میں شام ڈھلنے لگی تھی اور رات آہستہ آہستہ اپنا سحر اتارنے لگی تھی۔ کہیں خاموشی اور کہیں باہر کی سن سناہٹ کا خوف۔۔۔ جاڑے کی آمد میں شامیں اندھیر ہونے لگی تھیں۔۔۔ سڑک کے دونوں اطراف جلتی پول لائٹس کے باوجود بھی اک اندھیرا تھا جو سردیوں کی آمد کا پتا دے رہا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح آفس کے بعد سکون سے اپنا کام انجام دینے کے بعد گھر کے راستے پر تھی، پچھلے چند دنوں سے اسے جس قسم کی دھمکیاں مل رہی تھیں وہ کسی عورت کو تو کیا مرد کو بھی خوفزدہ کر دینے کیلئے کافی تھیں۔

اب ناچاہتے ہوئے بھی احتیاط لازم ہو گئی تھی، وہ جانتی تھی اگر جو وہ پکڑی گئی اس کے بعد جو اس کے ساتھ ہو سکتا تھا اس کا خیال ہی جسم میں سنسناہٹ پیدا کر رہا تھا اور پھر ہمارے معاشرے میں عورت کی عزت سے زیادہ آسان حدف کون سا ہو سکتا ہے۔۔۔ دو حرف اور پارسائی ہی سر میدان آ گئی۔۔۔

جاڑے کے سبب باہر دھند چڑھنے لگی تھی تاہم حد نگاہ پر ابھی اثر انداز نہیں ہوئی تھی۔۔۔ گاڑی کے شیشے ہلکے ہلکے نمی کے زیر اثر آتے دھندلے پڑنے لگے، اس نے ہلکا سا شیشہ نیچے کیا اور اگلے ہی پل ٹھنڈی ہوا کا جھونکا پورے جسم کو لرزا گیا۔۔۔ اس نے شیشہ اوپر کرتے ہیٹر کا درجہ حرارت کم کیا اور سیدھی ہوئی ہی تھی جب بے ساختہ ہی اس کی نظر بیک ویو مرر کی جانب اٹھی اور اس کے چہرے پر خوف پھیلتا چلا گیا۔ کچھ ہی فاصلے پر کالے رنگ کی جیپ اس

کے پیچھے تھی۔اس نے اپنے شک کے پیش نظر لائن بدلی اور اس کا شک تب یقین میں بدلنے لگا جب وہی جیپ اس کے ساتھ ہی اس کے پیچھے لائن بدلتی واپس سے اس کے پیچھے آگئی تھی۔ اس نے احتیاط سے گاڑی ڈرائیو کرتے اپنی ساتھ والی نشست پر رکھے اپنے موبائل کو اٹھایا اور جلدی جلدی سے اس پر نمبر ملایا۔

"ہیلو، پہنچ گئی گھر۔۔۔؟"اس نے معمول کے مطابق سوال دہرایا۔

"نہیں۔۔۔یار مجھے لگتا ہے وہ لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔"وہ گاہے بگاہے پیچھے دیکھ رہی تھی۔

"ت۔۔۔تم۔۔۔تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔؟"سٹیریو سے چیختی آواز ابھری۔

"فکر کی بات نہیں ہے یہ میرا وہم بھی ہو سکتا ہے۔۔۔"اس نے تسلی دیتے کہا۔"بس مجھے شک ہو رہا ہے تو میں نے سوچا تمہیں بتا دوں۔۔۔"اسے پریشان کرنا اس کا مقصد نہیں تھا۔

"بہت اچھے۔۔۔کسی دن یونہی کال کر کے کہنا چند لمحوں میں میرا جنازہ ہے آکر شرکت کر لینا۔۔۔"بھنائی ہوئی آواز پر اس کے منھ کے زاویے بگڑ گئے۔

"زبان نہیں چلاؤ۔۔۔کچھ کرو۔۔۔میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔۔۔"

"کچھ دیر پہلے تک تو ڈر نہیں لگ رہا تھا۔۔۔"اس نے فوراً سے اسے دھرنے کی کی۔"کب سے تم سے درخواست کی جا رہی تھی ہم مدد لے لیتے ہیں مگر تم پر دشمنی کا بھوت سوار تھا۔۔۔جان بچے گی تو دشمنی نبھاؤ گی۔۔۔"اس نے بھڑکتے کہا۔

"دشمنی نہیں ہے۔۔۔"اس نے دبادباسااحتجاج کیا۔

"ہاں انا ہے۔۔۔ضد ہے۔۔۔مجھے لگتا ہے تمہارے متعلق سب افواہیں ٹھیک ہی ہیں۔۔۔"

"ہاں اگر تمہارے آس پاس والوں نے اڑائی ہوں تو غلط کیسے ہو سکتی ہیں۔۔۔"

"وہ حقیقت میں پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔"اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

دوسری جانب بھی ہتھیلیاں خوف کے سبب پسینے سے بھیگ گئی تھیں۔"تم کوشش کرو مین روڈ پر ہی رہو۔۔۔"

"کال آرہی ہے۔۔۔"اس نے جلدی سے مطلع کیا۔

"فوراً اٹھاؤ۔۔۔میں نے تمہارا نمبر اور لوکیشن بھیجی ہے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید کوئی سوال کرتی یاں اس سے پوچھ پاتی کہ نمبر کس کو دیا ہے لائن منقطع ہوئی اور دوسری کال خود بخود پک ہو گئی۔

"ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔"

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟"دوسری جانب سے بھاری مردانہ آواز ابھری۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔مجھے مرنا نہیں ہے۔۔۔"اس کی آواز میں خوف واضح ہوا۔

"دیکھیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔"دوسری جانب اس قدر تحمل تھا کہ روبایا کے تو گویا سر پر لگی تلووں پر بجھی تھی۔

"کیا آپ نے انہیں پیسے دے رکھے ہیں جو اتنے یقین سے کہہ رہے ہیں۔۔۔"خوف اور بے بسی میں وہ مزید بھڑک اٹھی تھی۔

"میں نے آپ کو پولیس سٹیشن کی لوکیشن بھیجی ہے، آپ کو یہاں پہنچنا ہو گا۔۔۔"اس مرتبہ لہجہ مضبوط اور ٹھہراؤ لئے ہوئے تھا، وہ ٹھٹھکی۔۔۔گاڑی کا ہارن بجا اور اس نے بیک ویو مرر سے دیکھا۔۔۔ان دونوں کی گاڑیوں کے بیچ اک گاڑی آ چکی تھی، جس پر اب وہ مشتعل ہوئے مسلسل ہارن دینے لگے۔

"کیا بھنگ پی رکھی ہے آپ نے۔۔۔میں کہہ رہی ہوں کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں میں فلاں فلاں جگہ پہنچ جاؤں۔۔۔"وہ برہم ہوئی، وہ پیچھے والی گاڑی کو راستہ نہیں دے رہی تھی، پیچھے والی گاڑی اشارہ لگاتی نیچے آئی وہ بھی اس کے ساتھ نیچے آئی تھی۔وہ گاڑی اشارہ لگاتی اوپر والی لین میں گئی اور اس کے ساتھ ہی روبایا بھی اس کے آگے آگے اپنی گاڑی اسی لائن میں ڈال گئی۔ پیچھے والی گاڑی اس کے ساتھ مقابلے میں اترتی اب مسلسل اس سے آگے نکلنے کی کوشش کرنے لگی تھی یوں وہ اس گاڑی کو اپنی ڈھال بنا چکی تھی، پیچھا کرنے والی گاڑی میں اس سبب فاصلہ مسلسل بڑھنے لگا تھا۔

"ایسے کام ہی کیوں کرتی ہیں کہ لوگ آپ کے مداح بنے۔۔۔"وہ تو سرکار کی سننے والا نہیں تھا جس سے تنخواہ لیتا تھا یہاں تو پھر پیسے کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

"آپ ایسے کام کیوں کرتے ہیں کہ لوگ آپ کو گولیاں مارتے پھرتے ہیں۔۔۔"اس نے بھی دوبدو جواب دیا۔

"دیکھیں۔۔۔"اس نے تحمل سے گہری سانس لیتے خود کو پر سکون رہنے کی تلقین کی۔"ہم پولیس والے ہیں جنات کے خاندان سے نہیں۔۔۔آپ اس وقت سڑکوں پر گاڑی دوڑا رہی ہیں۔۔۔یہ کوئی فلم نہیں ہے کہ قاتل آپ کے پیچھے پیچھے اور میری ٹیم قاتلوں کے پیچھے پیچھے۔۔۔اس صورتحال میں دو ہی حل ہیں، یاں تو آپ اپنی گاڑی اک جگہ روک دیں اور میری ٹیم آپ کی لوکیشن ٹریس کر کے شواہد اکھٹے کرنے کیلئے آپ تک پہنچ جائے کیونکہ اس صورت میں آپ تک ہم سے پہلے غنڈے پہنچ چکے ہوں گے اور دوسرا حل یہی ہے کہ آپ وہاں پہنچیں جہاں میں نے آپ کو کہا ہے۔۔۔۔"

وہ اک ہاتھ سے سٹئیرنگ تھامے دوسرے ہاتھ سے لوکیشن کھولنے لگی۔

"مس۔۔۔۔آر یو دئیر۔۔۔؟"

"نہیں اڑ گئی مس۔۔۔۔"اس نے تنک کر کہا۔ نظریں بار بار اپنے پیچھے محتاط انداز میں آتی گاڑی پر تھیں۔"جانے کب ہماری پولیس ایکس مارنے سے نکل کر حقیقت میں کچھ کرنا شروع کرے گی۔۔۔"

"دیکھیں میں جانتا ہوں آپ اس وقت خوفزدہ ہیں اور اس۔۔۔"

"بہت شکریہ۔۔۔" وہ سامنے والے کا جواب بیچ میں ہی اچک گئی۔ "افف اللہ۔۔۔ پولیس سٹیشن بنانے کیلئے اس سے زیادہ اندر کوئی جگہ نہیں ملی تھی۔۔۔ ہاں صحیح بھی ہے کوئی اس جگہ تک پہنچے گا تو کمپلین کرے گا۔۔۔ کمپلین ہو گی تو کوئی کام آئے گا۔۔۔ اور پھر کہتے ہیں کرائم ریٹ کم ہے۔۔۔"

"میں امید کرتا ہوں جس رفتار سے آپ کی زبان چل رہی ہے اسی رفتار سے آپ کی گاڑی بھی دوڑ رہی ہو گی۔۔۔"

وہ اس وقت بالکل اوپر والی لائن میں گاڑی چلا رہی تھی۔

"آپ یہاں سے غلط اشارہ لگائیں گی۔۔۔" دوسری جانب سے ہدایت ملی، لہجہ پھر تبدیل ہوا۔ "اور اب مجھ سے یہ مت کہیئے گا کہ میں اپنی جان کی خاطر اوروں کی زندگی کو مشکل میں نہیں ڈال سکتی۔۔۔" وہ اور حساب کتاب میں چونک جائے ایسا ابھی تک نہیں ہوا تھا۔ سانپ کچھار بدلتا ہے اور انسان رنگ، وہ یہاں لہجہ بدل رہا تھا۔

"نہیں ابھی میرے پاس پولیس والوں جتنا دماغ نہیں آیا۔۔۔"

اور پھر اس نے بالکل ایسا ہی کیا تھا بائیں جانب مڑنے کے بجائے وہ دائیں جانب مڑ گئی تھی۔ دوسری جانب اس نے سکون کا سانس لیا تھا، وہ بھی سکرین پر اس کی گاڑی پر نظریں رکھے ہوئے تھا۔ یہ ان کی غلط فہمی ثابت ہوئی تھی کہ وہ انہیں ڈاج کروا سکتے ہیں، نہیں۔۔۔ وہ گاڑی

بھی شاید ان کی حرکت سے پہلے سے ہی آشنا تھی، جب ہی وہ بھی دائیں ہی مڑی تھی ہاں کچھ فاصلہ مزید بڑھ گیا۔

"انتہائی فضول قسم کی پلیننگ کرتے ہیں آپ پولیس والے۔۔۔ناٹ سرپرائیزڈ مجرم آپ کے ہاتھوں سے کیسے فرار ہو جاتے ہیں۔۔۔" وہ تپ اٹھی تھی۔

"میڈم ہمیں کیا پتا اب آپ کس قسم کے لوگوں کو اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔"

"ایک منٹ۔۔۔ کہیں آپ ان کے ساتھ ملے ہوئے تو نہیں۔۔۔؟" اس کے چہرے پر خوف واضح ہوا۔ "اوہ خدایا۔۔۔ میرے دماغ میں یہ بات پہلے کیوں نہیں آئی۔۔۔"

اس نے جلدی سے اپنا پرسنل فون نکالا۔ "یہ میسج میں پورے ہوش و حواس میں ریکارڈ کر رہی ہوں۔ اس وقت میرے پیچھے کچھ غنڈے لگے ہوئے ہیں اور میں کہنا چاہتی ہوں میرے کسی بھی نقصان کا ذمہ اس پولیس آفیسر پر آئے گا اور میری درخواست ہے اگر مجھے کچھ ہو تو چھوڑا اس کو بھی نہ جائے۔۔۔" اس نے اپنا میسج ریکارڈ کیا۔

"آپ پاگل ہیں کیا۔۔۔؟ دماغ تو صحیح ہے آپ کا۔۔۔؟" وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اس نے کھٹ سے فون بند کر دیا اور اب سنسان چھوٹی گلیوں میں گاڑی دوڑاتی وہ واپس سے کال ملانے لگی۔ "ہیلو سری۔۔۔ کال دو نمبر لائیر۔۔۔"

"ہیلو۔۔۔ پہنچ گئی پولیس سٹیشن۔۔۔"

"ن۔ نہیں۔۔۔ مجھے لگتا ہے وہ پولیس والا ملا ہوا ہے۔۔۔"

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"تم میرے میسج کو محفوظ کر لو اور میرے قتل کا بدلہ تم لے کر رہو گی۔۔۔"

"یاصبور۔۔۔ تم پولیس سٹیشن پہنچنے کی کرو۔۔۔ مجھ پر تو بھروسہ ہے ناں۔۔۔"

"امید ہے اب آپ کو تسلی ہو گئی ہو گی۔۔۔" دوسری جانب سے ابھرتی آواز پر اس نے ضبط کیا تھا۔

"دو نمبر پولیس۔۔۔" بے ساختہ ہی اس کے منھ سے نکلا۔ گاڑی کی رفتار مزید بڑھائی۔

"ٹھاہ۔۔۔۔"

"رب۔۔۔ روب۔۔۔" اس کے الفاظ منھ میں ہی رہ گئے۔ "روبایا۔۔۔؟" ارسہ کی چیخیں ابھرتی چلی گئیں۔ "نہیں۔۔۔۔ روبایا۔۔۔۔ یااللہ۔۔۔ یااللہ۔۔۔"

"بچ گئی۔۔۔ الحمداللہ۔۔۔" اس نے پولیس سٹیشن کے اندر گاڑی داخل کرتے بریک لگائی۔

"نشانہ چونک گیا۔۔۔ میں بچ گئی۔۔۔" اس نے اعصاب شکن لہجے میں کہا تھا۔

کال کاٹتی وہ اپنا سر سٹیئرنگ پر گرا گئی۔۔۔ کھلے بال اس کے منھ کے چاروں جانب پھیل گئے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دوبارہ زندگی عطا کر دی گئی ہو۔۔۔ اس کے ہاتھ آہستہ آہستہ لرزنے لگے تھے۔۔۔ کیا سچ میں وہ بچ گئی تھی۔۔۔ چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

آخر بوا اسے کتنا کہتی تھیں کہ وہ یہ کام چھوڑ دے، لیکن پھر اک آواز تھی جو اس کی سماعتوں میں دہرائی جاتی تھی۔۔۔اک چہرہ تھا جو بینائی کے پردوں پر لہراتا تھا۔۔۔اک یاد تھی جو بنا دستک دئے دل کو نحال کر جاتی تھی۔۔۔کام مشکل تھا مگر یہ کر گزرنا تھا۔۔۔بند آنکھوں میں نمی جھلملا گئی۔۔۔

ہم دوہری اذیت کے گرفتار مسافر۔۔۔

پاؤں بھی ہیں شل شوق سفر بھی نہیں جاتا۔۔۔۔۔

احمد فراز

وہ یونہی گہرے سانس لے رہی تھی کہ اچانک سے اس کے شیشے پر ہونے والی دستک اس کی جان نکال گئی۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور شیشے کے دوسری جانب دیکھا۔اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیلتی چلی گئیں۔۔۔

سامنے والے کے ماتھے پر بھی شکنیں نمودار ہوئیں،دونوں کے سامنے ماضی لہرانے لگا۔کہاں کہاں سے زندگی گزار آئی تھی۔

گرمی کی سخر دوپہر میں ہر عقل و فہم رکھنے والا گھر کے اندر آفتاب سے پناہ لئے ہوئے تھا۔گھر کے آنگن میں کہیں دھوپ تو کہیں سایہ دار درختوں کی چادر تھی جو دھوپ کی تمازت کو روکے ہوئے تھی۔وہ دونوں دوپہر کے اس پہر آنگن کے اک جانب بنی ہوئی سیڑھیوں پر آم کے درخت کی چھاؤں میں بیٹھی ہوئی تھیں باوجود اس کہ کے آیا جی جانے کتنی ہی بار انہیں بتا

چکی تھیں کہ آم کے درخت کا سایہ بھاری ہوتا ہے اور دادو آگے سے کہے دیتیں کہ ان کا کیا جائے گا یہ تو اپنی سہیلیوں سے مل لیں گی۔ وہ دونوں بھی ان سے ایسے کئی قصے سن کر وقتی طور پر تو شاید خوفزدہ ہوتیں مگر ان کی زندگی بھی موج تھی۔۔۔ غالبا انہوں نے اس معقولے کو زیادہ سنجیدگی سے لے لیا تھا "نہ فکر نہ فاقہ عیش کر کاکا۔۔۔"

اس وقت بھی کچی آم کی کیریوں پر مصالحہ چھڑکے وہ بھرپور لطف لے رہی تھیں۔ کچی کیریاں درخت سے پلیٹ تک کیسے پہنچی تھیں یہ روبایا کا کمال تھا۔۔۔ روبایا عثمانی جس کے ہر جانب سکون تھا۔۔۔ کوئی تلخ حقیقت نہیں تھی۔۔۔ زندگی جینے کا اصل گر تو اس کے پاس تھا، ایسا ارسہ کا ماننا تھا۔۔۔ سیدہ ارسہ بخاری۔۔۔ جس کی زندگی میں اہم تو اس کا بھائی تھا مگر سب سے پہلے روبایا عثمانی آتی تھی۔۔۔

یہ کہنا غلط نہ تھا کہ دونوں کی زندگی میں محض اک کام تھا اور وہ ڈھیر ساری گپیں ہانکنا۔۔۔ پل پل کی رپورٹ دینا، جس سے بے بے کو تو کبھی کوئی اعتراض نہ ہوا تھا کیونکہ انہیں ان دونوں میں اپنے زمانے کی جھلک نظر آتی تھی۔ اس وقت بھی کچی کیریوں کو چٹ چٹ کرتی وہ پتھر کی تپتی سیڑھیوں پر بیٹھی یہی کام کر رہی تھی۔۔۔ روبایا کی زبان کیریوں پر لگے مصالحے کا لطف لے رہی تھی اور ارسہ کی زبان قصے پر قصے سنا رہی تھی۔

"ارے دیکھو تمہیں سب سے اہم خبر دینا تو بھول ہی گئی۔۔۔" ارسہ نے سر پیٹا۔

روبایا نے کیری کی چسکی لیتی زبان اور ہاتھ روکے۔

"بھائی آرہے ہیں۔۔۔"

وہ خوشی سے چہکی اور روبایا کے منہ کے زاویے یوں بگڑے جیسے کیری کی جگہ کڑوا بادام دانتوں تلے چبالیا ہو۔

"ویسے ارسہ اتنی بھی اہم خبر نہیں تھی۔۔۔"

ارسہ نے اپنے جوش میں اس کی بات پر زرا کان نہ دھرے۔"افف۔۔۔اور اس سے زیادہ اہم اور خوشی کی خبر۔۔۔"وہ تجسس بڑھانے کو رکی۔"ان کا۔۔۔یہاں تبادلہ ہو گیا ہے۔۔۔"اس نے اک بار پھر چہک کر تالی بجاتے ہوئے کہا۔

"سنو۔۔۔اب تمہارے بھائی آرہے ہیں اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ تم میری جگہ انہیں دے دو یاں ہماری دوستی میں تم کسی تیسرے کی گنجائش نکال لو۔۔۔"روبایا نے کیری اس کی جانب کئے اسے تنبیہ کی۔

"ارے ایسا نہیں ہے۔۔۔بھائی بالکل ایسے نہیں ہیں۔۔۔"ارسہ کے چہرے پر سے خوشی صاف جھلک رہی تھی۔"تم بھائی کو دیکھو گی نا تو کہو گی کیا پرسنالٹی ہے۔۔۔"

"بس کر دو اتنے بھی کوئی برا ک ڈینیز نہیں ہیں۔۔۔"

"میرے آئیڈیل ہیں۔۔۔ہیرو ہیں ہیرو۔۔۔اللہ نے ہر خوبصورتی سے نوازا ہے۔۔۔ ہائیٹ۔۔۔نین نقش۔۔۔رنگ۔۔۔اور کیا مضبوط شخصیت کے مالک ہیں ماشاءاللہ۔۔۔ماشاء اللہ۔۔۔"وہ خوبیاں بیان کرتی جھوم جھوم گئی۔

روبابانے گہری سانس بھر کر اس کی جانب دیکھا۔"توبہ بس کر دوارسہ۔۔۔یہیں کی خاک چھان کر گئے ہیں تمہارے بھائی۔۔۔تم مجھے ایسے قصے سنا رہی ہو جیسے میں پہلی بار ملوں گی اور مجھے پتا ہے کیسے ہیں۔۔۔توبہ توبہ خدا ایسا نخرہ دشمن کو بھی نہ دے۔۔۔"اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ارسہ نے اسے گھورا۔

"اور نہیں تو کیا۔۔۔؟مجھے تو لگتا ہے کسی معصوم کی بد دعا لگی ہے جب ہی تو دیکھو یوں ہر وقت گھر والوں کو ہی شکار سمجھ کر بپھرے شیر کی طرح گھومتے ہیں۔۔۔اب ایسا بھی کیا زندگی بیزار ہونا۔۔۔ہنہ۔۔۔"

"ان کی زندگی بامقصد ہے۔۔۔"بلا اختیار ہی وہ کہہ گئی۔

"ہیں۔۔۔ہیں۔۔۔تمہارا کیا مطلب ہماری زندگی کا کوئی مقصد نہیں۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔"اس نے فورا نفی کی۔"ان کی زندگی کا اپنا مقصد ہے اور ہماری کا اپنا۔۔۔"

ارسہ کی بات پر روبابا کے کندھے ڈھیلے ہوئے تھے۔

"امہم۔۔۔امہم۔۔۔"دونوں کے کانوں میں بیک وقت گلا کنکھارنے کی آواز پڑی۔

دونوں کے کیری اٹھاتے ہاتھ تھمے، نظر سامنے سیڑھیوں پر پڑتے سایے پر پڑی جو کسی دیو کا سا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔دونوں کی آنکھیں پھیلیں اور پھر پھیلتی چلی گئیں۔۔۔"آم کا سایہ بھاری ہوتا ہے۔۔۔"آیا جی کی آواز گونجی اور دونوں کے ہاتھوں سے کیری نیچے گری اور حلق میں آواز کچھ یوں اوپر چڑھی کہ گھر کے در و دیوار ہل کر رہ گئے۔اپنے کمرے میں سکون سے قیلولہ

کرتی بے بے بھی ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھیں اور ہاتھ سیدھا دل پر گیا۔ "یاالٰہی خیر۔۔۔" وہ فوراً سے جوتا پہنتی باہر کو بھاگیں۔ عین دروازے پر آیا جی بھی گھبرائی ہوئی مل گئیں۔

"ہم نے آپ سے کہا تھا نا آم کا سایہ بھاری ہوتا ہے۔۔۔" انہوں نے کہتے ساتھ آیت الکرسی پڑھنی شروع کر دی اور بے بے فوراً سے باہر کو لپکیں۔ چیخوں کی آواز آنا بند ہو چکی تھی۔ وہ دھوپ سے بچنے کیلئے اپنے ماتھے کے اوپر ہاتھ کا سایہ کئے ان کی جانب بڑھنے لگیں۔ آنکھیں دھوپ سے چندھیا رہی تھیں، آہستہ آہستہ قدم لیتی وہ جب ان کے پاس پہنچیں تو اپنے سامنے کا منظر دیکھ کر خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئیں۔

ان کا پوتا انہیں سرپرائز دینے آیا تھا جس کا بیڑا غرق اس کی بہن اور اس کی دوست خوب محنت سے کر چکی تھیں۔ اس وقت سامنے میز پر اس کی ٹوپی اور چھڑی پڑی ہوئی تھی اور خود وہ بے بے کے ساتھ صوفے پر براجمان تھا۔ روبابا نے شان سے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ دمکتے چہرے پر مدھم سے خفگی کے آثار، گہری چمکتی آنکھوں میں واضح الجھن۔۔۔ صبیح پیشانی پر شکنیں۔۔۔

"بیتے سالوں میں ایس پی صاحب کی شخصیت میں نکھار تو آیا ہے۔۔۔" اس کے دل نے بھی اعتراف کیا اور زبان نے ارسہ سے سرگوشی کی۔ "ہائے مگر جو یہ مزاج کی کرواہٹ۔۔۔ خدا رحم کرے تم لوگوں پر۔۔۔"

بے بے کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنا قدرے معیوب تھا سو اس وقت وہ خالصتاً آفیسر کے سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا اور عین سامنے ارسہ اور آیا جی کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے ساتھ ناچار روبابا بھی جس کے چہرے کے زاویے بتا رہے تھے "میں نہیں آتی کسی کے رعب میں۔۔۔"

"آپ دیکھ رہی ہیں بے بے۔۔۔؟ان کے حلق۔۔۔نور کے کھوکھے کا خراب سپیکر بھی اس قدر دلخراش آوازیں نہیں نکالتا ہو گا۔۔۔"اتنے عرصے بعد گھر آنے پر وہ کس قدر خوش تھا۔

"محلے والے کیا سوچتے ہوں گے کہ یہ کیسا ایس ایس پی ہے جو اپنے گھر والوں کو بھی تحفظ نہیں دے سکتا ان کی حفاظت خاک کرے گا۔۔۔"

"جس حساب سے آپ اپنے کانوں کے بجائے اپنی اونچی ناک کا سوچ رہے ہیں اس حساب سے لگتا تو نہیں ہماری چیخیں اس قدر دلخراش تھیں۔۔۔"

"آپ کون۔۔۔؟"سید مصعب بخاری نے اک شان بے نیازی سے پوچھا تھا۔

روبابا کے نقوش تن گئے،اس نے خفگی سے داد واور ارسہ کو باری باری دیکھا،مجال ہے جو کسی نے اس کے حق میں اپنی آواز کا استعمال کیا ہو۔

"میں وہی ہوں جس کی سچی باتوں سے بھاگ کر آپ دوسرے شہر چلے گئے تھے۔۔۔"اس نے منہ بنا بنا کر کہا۔

"دل کے بہلانے کو یہ خیال اچھا ہے۔۔۔"مصعب استہزائیہ ہنس اٹھا، یہ چڑیا اور اس کا خوف

۔

"مصعب اب بس بھی کر، آتے ساتھ ہی تو نے گھر کو تھانہ بنا دیا ہے اور میری سکھی کو کچھ مت کہہ۔۔۔"دادو کے کہتے ہی دیر آئے درست آئے کے مصداق روبابا نے گردن اکڑائی۔

"او کے دادو میں چلتی ہوں۔۔۔کیا معلوم پولیس والے ڈر کر پھر سے واپس بھاگ جائیں ۔۔۔"وہ دادو سے ملتی آخری جملہ مصعب پر کستی یہ جا وہ جا ہوئی تھی۔

"شکر الحمد اللہ۔۔۔"مصعب نے اس کے جاتے ہی اپنے منہ پر ہاتھ پھیرے۔

ارسہ بھاگ کر آتی مصعب سے لپٹ گئی۔اس نے اک بازو ارسہ کے گرد تو دوسرا بے بے کے گرد پھیلا دیا تھا۔

ایک تو لالا کو بھی جانے کیا سوجھی اسے دنیا پر ڈھونڈ کر وہاں ایڈمیشن دلوایا جہاں کوئی اس جیسا نمونا نہیں تھا۔اب وہ دور کہاں تھا جہاں تعلیمی اداروں میں نظم وضبط کا خیال کیا جاتا یاں یکسوئی کو لازم کروایا جاتا، پھر بھی لالا نے ہمیشہ اس کیلئے کسی سخت تعلیمی ادارے کا ہی انتخاب کیا تھا۔ وہ جتنا کڑھتی اتنا کم، مگر لالا جو رشتے میں تو اس کے دادا تھے ان کو جانے اس کی طبیعت میں کون سی خامیاں نظر آئی تھیں کہ وہ اس میں سدھار لانے کا صافہ کندھوں پر رکھ بیٹھے تھے۔ابھی بھی ایم فل کے تھیسز کا آخری مرحلہ چل رہا تھا پھر بقول اس کے زندگی میں سکون ہی سکون

ہونے والا تھا۔ خیر اللہ اللہ کر کے اس نے تو یہ مشکل وقت گزار لیا تھا مگر لالا اس کو سدھار نہیں پائے تھے۔۔۔ابھی واپسی پر وہ ڈرائیور کو دو گلی پیچھے اتارنے کا ہی کہہ کر اتر پڑی تھی، ارسہ نے خاصا سمجھایا، اس دوپہر میں آخر کہاں خوار ہونا مگر اسے تو در در کی خاک چھاننی ہی تھی۔۔۔وہ آزاد پرندہ تھی جو نا صرف خود آزاد فضاؤں میں اڑنا جانتی تھی بلکہ اپنے ساتھ ارسہ کو بھی لے کر اڑتی تھی اور ارسہ بھی بنا گرنے کی پرواہ کئے نکل پڑتی تھی۔ابھی بھی بیگ بازوؤں میں ڈالے سڑک پر اٹکیلیاں کرتی ہوئی دونوں گھر کی جانب جا رہی تھیں، کبھی ایک دوسرے کو دھکا دے کر بھاگنے لگتیں اور کبھی راستے میں کھڑے ہو کر سڑک پر موجود پتھروں سے کھیلنے لگتیں۔

گھر سے کچھ فاصلے پر شیخ صاحب کے گھر کے باہر شہتوت کا درخت نظر آیا تو بے ساختہ ہی منہ میں پانی آ گیا، روبایا نے ارسہ کی جانب دیکھا اس کا بھی دل کچھ للچاتا ہوا محسوس ہوا۔

"روبایا پکڑے گئے تو۔۔۔؟"

"چپ کرو پکڑے جائیں گے تو کیا شہتوت نہ ہوں گے۔۔۔"روبایا نے دپٹا اتار کر ارسہ کے گلے میں ڈالا اور جلدی سے گردن کو خم دیتے ہوئے بیگ نیچے رکھنے کو کہا۔

"روبایا۔۔۔"وہ منمنائی۔

"ارسہ۔۔۔یہ جو تم مفاد پرستی دکھاتی ہو ناں۔۔۔"اس نے گھورتے ہوئے اپنا بیگ زمین پر رکھ دیا اور پھر ارسہ نے بھی اپنا بیگ اس کے بیگ کے اوپر رکھ دیا۔قد میں ابھی بھی کچھ کمی تھی ۔۔۔شیخ صاحب نے نیت سے مجبور ہو کر پودا بھی گھر کے اندر لگا رکھا تھا۔

"اب کیا کریں۔۔۔"روبایا ارد گرد دیکھنے لگی اور پھر تھوڑی سی دور پڑی کرسی کی جانب بھاگ اٹھی اور جلدی سے کرسی لا کر رکھی۔روبایا نے بیگ زمین پر پھینکے اور خود کرسی پر چڑھتے اس نے گھر کے اندر جھانکا۔دوپہر کا وقت تھا اور اسی سبب دوسری جانب خاصی خاموشی تھی۔ ارسہ نے کرسی پر بیگ رکھا اور روبایا اس کا سہارا لیتے دیوار پر چڑھ کر بیٹھ گئی،اب شیخ صاحب کو دل کے دورے سے اللہ ہی بچا سکتا تھا۔

"ہائے ارسہ آج تو عید ہی ہو گئی۔۔۔۔نہ سائیں نہ سائیں کا کتا۔۔۔"خوشی سے آنکھیں ٹمٹما اٹھی تھیں۔

ارسہ کی آنکھیں بھی چمک اٹھیں۔روبایا نے بسم اللہ پڑھ کر شہتوت توڑنے شروع کئے،سب سے پہلے مٹھی بھر شہتوت توڑ کر نیچے ارسہ کی جھولی میں پھینکے اور پھر اپنے لئے واپس سے توڑ کر انہیں کھانے لگی۔

"ویسے روبایا یوں اپنی محنت سے شہتوت توڑ کر کھانے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے۔۔۔"

"خدا نے بھی کنجوس پڑوسیوں کے شہتوت میں کیا مٹھاس رکھی ہے۔۔۔"اس نے ایک بار پھر سے شہتوت ارسہ کی جھولی میں پھینکے۔

"آہستہ سے پھینکو نہیں تو انہی نشانات کو سونگھتے ہوئے شیخ صاحب ہمارے گھر تک پہنچ جائیں گے۔۔۔"ارسہ کی یاد دہانی کروانے پر دونوں کی بے ساختہ ہی نظریں کھائے ہوئے شہتوت کی ڈنڈیوں پر پڑیں اور پھر دونوں نے کندھے اچکا دیئے۔

ان دونوں نے سکون کے ساتھ شہتوت نوش فرمائے، پھر تھک ہار کر جب معدہ جواب دینے لگا تو روبایا کا یوں قسمت کا دروازہ بند کرنے کا دل نہیں چاہا بس پھر کیا تھا، ارسہ بیگ کا منہ کھول کر کھڑی ہو گئی اور روبایا اس میں شہتوت پھینکتی چلی گئی۔ ہاتھ، کپڑے، کرسی، بیگ، بازو، زمین سب جگہ شہتوت ہی شہتوت کے رنگ میں رنگ چکے تھے۔

"چلو اب میرا بیگ کھولو۔۔۔"

"روبایا۔۔۔ مل کر کھالیں گے۔۔۔"

"لو اب بھلا کیا میں ہر تھوڑی دیر بعد تمہارے گھر شہتوت مانگنے آؤں گی۔۔۔؟"

ارسہ منہ بناتے اس کا بیگ کھولنا شروع ہو گئی، ابھی ارسہ نے بیگ کھولا ہی تھا کہ چرکی آواز پر ارسہ کے ہاتھ تھمے، دوسری جانب گویا شیخ صاحب نے دروازہ کھولا تھا۔

"ارسہ مارے گئے۔۔۔"روبایا نے کہتے ساتھ ہی دیوار سے اتر کر کرسی پر چھلانگ ماری اور پھر اس کے بعد زمین بوس ہو گئی۔

ارسہ نے جلدی سے آگ بڑھ کر اس کو اٹھنے میں مدد دی۔"ہائے کہیں دیکھ تو نہیں لیا۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں بس سامان اٹھاؤ۔۔۔" دونوں نے جلدی جلدی اپنا سامان اٹھایا تھا اور پھر گدھے کے سر سے سینگ کی طرح وہاں سے غائب ہو گئیں۔

ان دونوں نے اپنے گھر کی جانب دوڑ تو لگادی تھی مگر پکڑے جانے کا ڈر ارسہ کو بار بار پیچھے دیکھنے پر مسلسل مجبور کر رہا تھا، شیخ صاحب کا کیا بھروسہ تھا اپنا کتا ہی پیچھے لگا دیتے۔ اسی آگے پیچھے دیکھنے کے چکر میں وہ گاڑی سے اترتے مصعب سے ٹکرا گئی۔ مصعب نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر تھاما اور پھر جیسے ہی اس کی نظر اس کے کپڑوں پر پڑی اس کی تفتیشی نگاہوں نے اگلے ہی پل اسے بغور دیکھا۔

"اوہ گارڈ۔۔۔ یہ سب کیا ہے۔۔۔" مصعب نے اپنے ہاتھوں کی چپچپاہٹ کو عجیب سے انداز میں دیکھا۔

"ارسہ تمہیں بھی رنگنے کیلئے کوئی اور نہیں ملا تھا۔۔۔؟"

وہ دونوں بازو سینے پر باندھے ان لوگوں کو جواب طلب نظروں سے گھورنے لگا۔

روبایا نے بے ساختہ ہی اپنے ماتھے پر شہادت کی انگلی پھیری۔ "وہ ایس پی صاحب آج ہماری یونیورسٹی میں ایگزیبیشن تھی۔۔۔"

"ایگزیبیشن۔۔۔؟"

"ہاں بھلے ارسہ سے پوچھ لیں۔۔۔"

ارسہ نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔

"کافی منفرد ایگزیبیشن نہیں تھی، شرکاء کو رنگ میں رنگ دیا۔۔۔؟"

"وہ۔۔۔اصل میں ناں یہ ایگزیبیشن زرا مختلف تھی۔۔۔انہوں نے رنگوں کا معیار چیک کرنا تھا تو میں نے اور ارسہ نے ولنٹئیر کر دیا۔۔۔"

"کیا کہا۔۔۔؟"

"بھائی ہم نے ولنٹئیر کر دیا۔۔۔"ارسہ نے بھی احسان کرتے ہوئے اپنا حصہ ڈال ہی دیا۔

مصعب کی آنکھیں پھیلتی دیکھ کر روبایا نے فورا سے ارسہ کے کندھے پر ہاتھ مارا۔

"چلو ارسہ۔۔۔دھوپ میں نہیں کھڑے ہوتے پتا ہے ناں سورج کی شعائیں کس قدر خطرناک ہوتی ہیں۔۔۔"روبایا نے ارسہ کا بازو پکڑے اس کا رخ اس کے گھر کی جانب پھیرا۔

"ایس پی صاحب کی تو مجبوری ہے دھوپ میں کھڑا ہونا۔۔۔"اس نے افسوس سے کہا۔"لیکن آپ کو سن بلاک استعمال کرنا چاہئیے۔۔۔"وہ کہہ کر آگے بڑھی۔

"اگر مکھڑا تمہارے جیسا ہونا ہے تو میں دھوپ میں ہی اچھا۔۔۔کم سے کم بندے کا بھرم تو رہ جاتا ہے کہ رنگ دھوپ میں سفید ہوا ہے۔۔۔"

"کسی دانا کا قول ہے محنت کر حسد نہ کر۔۔۔"

"یقیناً دانا بھی تمہارے جیسا ہی ہو گا۔۔۔کام کا نہ کاج کا دشمن اناج کا۔۔۔"

ارسہ سر پکڑتی پتھر کی روش پر بیٹھ چکی تھی۔

"سیانے کہتے ہیں جلنے والے کا منہ کالا۔۔۔"

"اچھا ہمارے ہاں تو کہا جاتا ہے جھوٹ بولنے والے کو کوا کاٹے۔۔۔"مصعب نے سر اوپر اٹھا کر اڑتے کوؤں کو دیکھا۔

ارسہ کی نظر بائیں جانب گئی تو فوراً سے اٹھتی رو بایا کے سر ہوئی مگر اسے تو دو بدو جواب دینے تھے۔

"جلا ہا کیا جانے جو کاٹ۔۔۔پولیس میں ہونے سے ہر کوئی پولیس والا تھوڑی بن جاتا ہے۔۔۔"

"جیسے عقل عمر کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔"اس نے بھی فوراً سے چوٹ کی۔

"مصعب میاں۔۔۔اچھا ہوا تم گھر پر ہی مل گئے۔۔۔"شیخ صاحب کی آواز پر ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

"شیخ صاحب حکم کیجئے۔۔۔"ان سے بات کرتے ہوئے لہجے میں کیا چاشانی آئی تھی۔

"مجھے چوری کی رپورٹ درج کروانی ہے۔۔۔"

"آپ کے گھر چوری ہوئی ہے مگر کب۔۔۔؟"وہ خاصا حیران ہوا، آخر اسے پتا کیسے نہیں چلا۔

"ابھی کچھ وقت پہلے ہی اور یہ رپورٹ ان دو محترماؤں کے خلاف کروانی ہے۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اس وقت بخاری ہاؤس میں موجود تھیں۔روبایا دادو کے اک جانب بیٹھی تھی اور ارسہ ہاتھ میں پانی کا گلاس تھامے مصعب کے ساتھ ساتھ گھوم رہی تھی جو اس وقت حیرانی اور ضبط کے باعث چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔

روبایا نے ارسہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جو مصعب کی آنکھوں سے کسی صورت پوشیدہ نہیں رہ پایا تھا۔اس نے رک کر پہلے روبایا پھر ارسہ کو دیکھا۔

"ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔جاؤ۔۔۔جیسے پہلے اس کی بات مانی اب بھی مانو ناں۔۔۔"

"بھائی۔۔۔"وہ منمنائی۔

روبایا نے بیگ سے شہتوت نکال کر آہستہ سے دادی کے ہاتھ تھمائے۔دادی نے جلدی سے اپنی مٹھی دبالی۔

"کیا بھائی۔۔۔؟"

"مصعب۔۔بس بھی کرو۔۔۔بچیاں ہیں، چھوٹی سی شرارت ہی کی ہے۔۔۔"

"بے بے۔۔۔؟"اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھٹنے کو تھیں۔

"ہاں تو کیا۔۔۔میں تو اپنی جوانی میں جانے کیا کیا شرارتیں کرتی رہی ہوں اور تمہارے دادا۔۔۔اللہ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے وہ کیسے میری شرارتوں پر پردہ ڈالتے رہتے تھے۔۔۔"دادو بھی بولنے پر آتیں تو پھر مجال ہے جو کوئی ان کی بریک ہو۔

"لگتا ہے جیسے دادا دادو کی بریکس ساتھ ہی لے گئے ہوں۔۔۔"روبایا نے بے ساختہ پہلو بدلا جبکہ مصعب نے ماتھا مسلا۔

"ایک بار تو میں امرود توڑتے ہوئے درخت سے گر گئی اور اس دن تمہارے دادا کے گھر سے میری عید آنے والی تھی۔۔۔"وہ شہتوت منہ میں ڈالتی ہوئی یاد آنے پر مسکرا دیں۔

"دادو۔۔۔بس کر جائیں پلیز۔۔۔آپ کے یہی قصے ہیں جو ان دونوں کو بگاڑ رہے ہیں۔۔۔اب یہ آپ والا دور نہیں۔۔۔"وہ بمشکل خود پر ضبط کئے ہوئے تھا۔

"ہاہا۔۔۔ٹھیک کہا۔۔۔اب کہاں تمہارے دادا جیسے ہیرو۔۔۔اب تو تم جیسے ہیں جو خون خشک کئے رکھتے ہیں۔۔۔"دادو نے سانس لیا۔"کہاں تمہارے دادا ہوتے تھے جن کو دیکھ کر ہی میرا دو سیر خون بڑھ جاتا تھا اور اک تم ہو دیکھو کیسے بچیوں کا خون خشک کیا ہوا ہے۔۔۔"

"دادو۔۔۔خدا کا واسطہ ہے، آپ یہ اپنی محبت کی داستان کسی اور وقت کیلئے اٹھا رکھیں۔۔۔"وہ زچ ہوا اٹھا۔"آپ کو پتا بھی ہے مجھے کس قدر شرمندگی ہو رہی تھی۔۔۔ان کے گارڈ کی پوری قمیص شہتوت کے داغوں سے بھری پڑی تھی۔۔۔"

"چلو اسی بہانے وہ شیخ اس ماتڑ کو نیا سوٹ تو دلائے گا۔۔۔خدا جھوٹ نہ بلوائے میں سمجھی میری نظریں کمزور ہو گئی ہیں وہ تو روبایا نے بتایا اس سوٹ کے رنگ کو شیخ صاحب کی کنجوسی کھا گئی۔۔۔" بے بے پر اس کے رونے دھونے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا میرے گھر سے کوئی چوری کر سکتا ہے۔۔۔" وہ ابھی تک افسوس میں تھا۔

"دیکھیں آپ اسے چوری نہیں کہہ سکتے۔۔۔" مصعب کے الزام پر روبایا یک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا چوری نہیں تھی۔۔۔" مصعب اس کے سامنے آیا تھا۔

"جی بالکل۔۔۔اور ویسے بھی دھوتی والے انکل کو تو ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہیئے تھا۔۔۔کس قدر بوجھ تلے دبا ہوا تھا ان کا درخت ہم نے شہتوت اتار کر ان کا کام کر دیا وہ بھی فری ی۔۔۔یہی کسی کو بلواتے تو نا صرف پیسے دینے پڑتے بلکہ نگرانی بھی کرنی پڑتی ہے۔۔۔"

"بے بے۔۔۔آپ اس کی زبان کو دیکھ رہی ہیں۔۔۔" وہ غصے سے آگے بڑھا، روبایا پیچھے ہوئی۔

"اور آپ ان کے الزام دیکھ رہی ہیں۔۔۔"

"الزام۔۔۔؟ ابھی تم دونوں کو چوری کے الزام میں جیل میں ڈلواتا ہوں پھر ساری تفتیش کے بعد سچ پتا چل جائے گا۔۔۔"

"لازمی نہیں ہے آپ اپنی پرو موشن کی بندوق ہمارے ہی کندھوں پر رکھ کر چلائیں۔۔۔ کیا باہر مجرم کم پڑ گئے ہیں یاں آپ سے پکڑے نہیں جا رہے جو اب اپنی پرو موشن کے چکروں میں اپنے گھر کی ہی عورتوں کو جیل کی سیر کروانے کا سوچ رہے ہیں۔۔۔"

"یا صبور۔۔۔" وہ کہتے ساتھ ہی تیش میں اس کی جانب بڑھا، روبایا بھاگ کر صوفے پر بیٹھتی ٹانگیں سمیٹتی دادو کے پیچھے ہو گئی یوں کے مصعب نے دادو کو بازؤں سے تھامتے ہوئے گرنے سے بچایا تھا۔

"روبایا کم بخت۔۔۔ اپنی دوست کو ہی دھکا دے رہی ہو۔۔۔" دادو اپنی نشست پر ٹھیک ہوئیں۔۔۔

"وہاں کہاں چھپ رہی ہو۔۔۔ باہر آؤ ابھی دو دو ہاتھ کر لیتے ہیں۔۔۔" وہ بپھرے شیر کی طرح شکار کو باہر آنے پر اکسا رہا تھا۔

"آپ کو شرم نہیں آئے گی اپنے سے آدھی عمر کی لڑکی سے دو دو ہاتھ کرتے ہوئے۔۔۔؟"

مصعب کا تو منہ ہی کھل گیا۔۔۔ "لڑکی۔۔۔" وہ ہنسا۔ "عورت کہو عورت بیبی۔۔۔ مجھ سے دو تین سال بڑی ہی ہو گی، بات کرتی ہو چھوٹی ہونے کی۔۔۔ اور اس عورت کو شرم نہیں آ رہی ایک لڑکے سے زبان درازی کرتے ہوئے۔۔۔"

"دادو۔۔۔ آپ کو قسم ہے سچ سچ بتائیں کون بڑا ہے۔۔۔؟" اس نے دادو کو دونوں اطراف سے پکڑے اک جانب کئے ان کے دائیں کندھے سے نکل کر انہیں دیکھا۔

"دادو کون سا پیدائش کے وقت وہاں تھیں۔۔۔ ہمیں کیا پتا تم لوگو نے عمر کم لکھوائی ہو۔۔۔"

"جی نہیں۔۔۔ شکر اللہ کا۔۔۔ میرے ماں باپ دونوں میں سے کوئی بھی پولیس میں نہیں تھا جو اس دغا بازی کا خیال آتا۔۔۔"

"ہاں اور چوری کس ورثے میں ملی ہے۔۔۔"

"ہائے دادی۔۔۔ بندہ تھانے کا چکر لگا آئے مگر آپ کے گھر نہ آئے۔۔۔" اس کے پاس جواب نہیں بن پایا تو اپنی جوتی پہنتی اپنا بیگ اٹھاتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی اور جاتے جاتے غلطی سے مصعب کو اپنا بیگ مارنا نہیں بھولی تھی۔ دادو نے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی۔

"آجایئے۔۔۔ خادم آپ کا یہ شوق بھی پورا کروا دیتا ہے۔۔۔ چوری تو کر ہی لی ہے، یوں تھانے کی سیر غیر قانونی بھی نہیں ہو گی۔۔۔"

مصعب کی بات پر وہ واپس آئی تھی۔

"دادی ان کی شادی کروائیں کہ اپنا یہ شوق یہ جلد سے جلد پورا کر سکیں۔۔۔"

"میری چھوڑیں تو اس چورنی کی کروا دیں۔۔۔ ویسے بھی آجکل تھانے میں کافی ڈاکو بند ہیں۔۔۔ اسی بہانے انہیں سزا مل جائے گی اور لوگوں کو انصاف۔۔۔" اس نے گردن کو آگے کرتے ہوئے مسکراہٹ سجائے کہا۔

روبایا نے منہ بنا کر دادو کی جانب دیکھا، جو اسے جانے دینے کیلئے کہہ رہی تھیں، روبایا نے ضبط سے پیر پٹخے۔

"آپ کو تو میں دیکھ لوں گی۔۔۔"

"یہ تمنا بھی رکھتی ہو۔۔۔؟" مصعب کے چہرے پر ناچتی شرارت اسے زچ کرنے کیلئے کافی تھی۔ لاؤنج میں دبی دبی ہنسی گونجی۔۔۔ روبایا نے کچھ کہنے کیلئے لب واہ کئے مگر پھر جلد ہی جوابی وار نہ ملنے پر واپس سے لب بند کر گئی اور بھناتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

"بھائی معاف کر دیں۔۔۔" ارسہ مصعب سے لپٹ گئی تھی۔ اس نے پیار سے اس کا سر تھپتھپایا۔

"لیکن سچ میں ہم نے چوری نہیں کی تھی، صرف شہتوت توڑے تھے۔۔۔"

مصعب کی حالت پر دادو بے ساختہ ہی ہنس اٹھیں۔

وہ نظر بچاتی گھر میں گھسی تھی اگر جو کسی ملازم نے دیکھ کر چغلی مار دی بس پھر لالا نے نہیں بخشنا تھا۔ اپنے کمرے میں آتے اس نے فورا سے کپڑے تبدیل کئے اور پھر ایک ٹب میں ان کو بھگو کر اپنے واشروم میں رکھ دیا۔ نہا دھو کر خاصی طبیعت اچھی ہو چکی تھی، بالکونی میں آتے جیسے ہی اس کی نظر مصعب پر پڑی اس نے نیچے بیٹھتے اسے غور سے دیکھا وہ باہر کی جانب جا رہا تھا۔ وہ فورا سے اپنے کمرے سے نکلی تھی۔ سامنے سے آتی آیا جی نے کھانے کا پوچھا وہ ناں میں

سر ہلا گئی تو وہ بھی وہاں سے چلی گئی، گھر میں ہر کوئی ہی لالا کا جاسوس تھا۔ روبایا ان کے جاتے ہی چھت کی جانب بڑھی تھی اور پھر اپنی چھت پر آ کر ساتھ والی چھت پر کودتے اس نے اپنے ہاتھ جھاڑے اور گھر کے اندرونی دروازے کی جانب بڑھ آئی۔

دادو ہاتھ میں روٹی تھامے ڈرامہ دیکھ رہی تھیں، روٹی پر دادو نے شہتوت لگا رکھے تھے۔ ارسہ جیسے ہی کپڑے تبدیل کر کے آئی اس نے دادو کی روٹی کو دیکھ کر عجیب سا منھ بنایا۔

"بے بے لگتا ہے یہ سارے شہتوت شیخ صاحب نے آپ کیلئے ہی لگا رکھے ہوں۔۔۔"

"شرم کر تیرے دادا کی بیوہ ہوں۔۔۔"

بے بے نے بھی سرعت سے اپنی روٹی کا رخ موڑا یوں جیسے روٹی کو اس سے چھپایا ہو۔ ارسہ دانت نکالتی چائے بنانے کچن میں چلی گئی۔ جانتی تھی جلد ہی روبایا کی آمد ہونے والی ہے اور ایسا ہی ہوا تھا۔

روبایا نے سیڑھیاں اترتے جیسے ہی دادو کو دیکھا وہ بھاگتی ہوئی دادو کے پاس گری۔

"واہ دادو۔۔۔ مزے ہیں بھئی آپ کے۔۔۔" اس نے روٹی کا لقمہ توڑتے شہتوت اس میں بھر کر اپنے منھ میں ڈالا۔ دادو نے بھی اپنے چھابے کا رخ اس کی جانب پھیر دیا تھا۔

"پوتا گھر پر نہیں ہے اور آپ عیاشی کر رہی ہیں۔۔۔ ویسے نوکری ہو تو ایسی نہ بندے کے آنے کا پتا چلے نہ جانے کا۔۔۔" وہ دادو کے ساتھ روٹی کھانا شروع کر چکی تھی۔

دادو نے منھ بنایا۔"اک تو ہی تو ہے جو اپنی دوست کو سمجھتی ہے۔۔۔ابھی یہ ارسہ بھی رزق کو دیکھ کر ایسے منھ بنا کر گئی ہے،اللہ معاف کرے۔۔۔"

"چھوڑیں دادو۔۔۔یہ آج کل کی نسل کو کیا پتا،ان کی زبان پر تو فرنگیوں کا ذائقہ ہے۔۔۔"

کچن سے نکلتی ارسہ نے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھا، کتنی آرام سے وہ اپنے اونٹ کو کسی بھی کروٹ بٹھا لیتی تھی۔

"ویسے دادو اس کے ساتھ پراٹھا ہوتا تو مزہ آجاتا۔۔۔"اس نے اک اور لقمے میں دل کھول کر شہتوت بھرے تھے۔

"چل کل میں تیرے لئے اپنے ہاتھوں سے پراٹھا بنا کر رکھوں گی۔۔۔"

وہ خوش ہو گئی تھی،اس نے جیسے ہی دادو کے ساتھ کھانا کھانا شروع کیا تھا دادو آہستہ سے اپنا ہاتھ کھانے سے روک گئی تھیں۔مائیں بھی عجیب ہوتی ہیں،رزق کی فراوانی بھی ان کو اولاد کیلئے اپنا لقمہ چھوڑ دینے سے باز نہیں رکھ پاتی۔

"سن۔۔۔باہر کیری کے درخت کو نہیں دیکھا۔۔۔"دادو نے آہستگی سے روبایا سے کہا مگر بھلا ہو ان کے پوتا پوتی کا جن کے کان ہر وقت کھڑے رہتے تھے۔

"دادوو۔۔۔۔"ارسہ نے ڈائیننگ میز پر بیٹھے ہی انہیں گھورا۔

"ایک تو یہ دونوں بہن بھائی میرے پیچھے پڑ گئے ہیں، مجال ہے جو زرا مجھ بوڑھی کا خیال کریں۔۔۔ سن سکھی تیری ڈگری میں کتنے سال رہتے ہیں۔۔۔"دادو بھی اپنے وقت کی اداکار رہی ہوں گی، کیسے سیکنڈوں میں انہیں جذباتیت کے ڈرامے میں گھیر لیتی تھیں۔

"کیوں۔۔۔؟"

"بس تو نوکری ڈھونڈ میں تیرے ساتھ رہوں گی۔۔۔"

روبابیاب ساختہ ہی ان کے گلے سے لگتی جھوم اٹھی۔"ہائے دادو سچی۔۔۔؟"

"ہاں بھائی جیسے آپ کو جانے دیں گے۔۔۔؟"ارسہ نے ان کی ساری خوش فہمی کو بھک سے اڑا دیا۔

"کاش دادو کوئی ایسا ایکسچینج پروگرام ہوتا تو میں لالا کو دے کر آپ کو لے لیتی۔۔۔"اس نے افسوس سے کہا۔"مجھے سمجھ نہیں آتی یہ ایس پی صاحب کی اتنی ہی بنتی ہے تو یہ لالا کے گھر میں اور میں آپ کے گھر میں کیوں پیدا نہیں ہوئے۔۔۔"دادو بھی اس کی اونگی بونگیوں پر جی بھر کر خوش ہوتی تھیں۔ان کے بقول ان کے اپنے بچوں میں تو جانے کہاں سے عقلمندی کا بھوت گھس آیا تھا۔"لیکن یوں تو میرے امی ابو بھی بدل جاتے۔۔۔"

دادو نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"سن۔۔۔کسی دن کیری کھلا دے۔۔۔منہ میں بھر بھر پانی آرہا ہے۔۔۔"

"میں بھائی کو بتاتی ہوں دیکھئے گا کیسے پانی خشک ہوتا ہے۔۔۔"ارسہ نے کمر پر ہاتھ رکھے دادو سے کہااور وہ چہرے پر بیزاریت طاری کئے پہلو بدل کر رہ گئیں۔

"ہاں جس قدر آفتاب بنے گھومتے ہیں ایس پی صاحب مجھے تو لگتا ہے کسی دن تم لوگوں کے گھر کا ہی پانی خشک ہو جائے گا۔۔۔"روبایا ابھی بھی باز نہیں آرہی تھی۔"دادو آپ فکر نہیں کریں میں کرتی ہوں بندوبست۔۔۔آپ نے بس پراٹھا بنا کر رکھنا ہے۔۔۔"

"میں اس بار تمہارا ساتھ نہیں دوں گی۔۔۔"ارسہ نے ہاتھ جھاڑے۔

"تمہارے تو اچھے بھی دیں گے۔۔۔"اس نے کھڑے ہوتے ہوئے بازو اوپر چڑھائے۔

"میرے اچھے تو بھائی ہی ہیں، پوچھ لو اگر وہ تمہارا ساتھ دیتے ہیں۔۔۔"

"ان کا ساتھ لیتی ہے میری جوتی۔۔۔"روبایا نے اپنا پاؤں آگے کیا۔

"امہم۔۔۔"دادو نے ہلکی سی آواز میں کہا۔وہ دادو کی جانب گھومی۔

"ویسے دادو آپ بھی صحیح طوطا چشم نکلیں۔۔۔کیا ہو جاتا جو میری عزت کی خاطر اپنے ایس پی پوتے کو دو چار سنا دیتیں۔۔۔میں بھی سر اٹھا کر کہتی تم ایس پی ہو گے اپنے تھانے کے مگر اس گھر کی ملکہ میں ہوں۔۔۔"

"رب سوہنا تیری زبان مبارک کرے۔۔۔"دادو بے ساختہ ہی کہہ اٹھیں،ارسہ کی ہنسی چوٹی تو روبایا کو بات سمجھ آئی تھی اور وہ بھی جھٹ کہہ اٹھی۔

"اللہ معاف کرے دادو۔۔۔اب ایسی بھی زبان مبارک نہ کرے۔۔۔"

"اچھا چھوڑ۔۔۔بس تو یہ سوچ کہ وہ تجھ سے بڑا ہے تو تھوڑا سا تو لحاظ بنتا ہے۔۔۔"

"تو چھوٹوں پر شفقت کا کوئی رواج نہیں۔۔۔"اس نے ہاتھ جھلاتے کہا۔"اور میں نہیں آتی یہ ایک،دو، تین سال کے رعب میں۔۔۔"

"دل پر کیوں لیتی ہے جس دن تیر ادا لگا تو بھی کر لی حساب برابر۔۔۔"دادو نے مشورہ دیا۔

"دادو! آپ ہمیشہ اسے مروانے والے مشورے دیتی ہیں۔۔۔جس دن لالا کو پتا لگ گیا ناں۔۔۔"

"ارے چھوڑ اسے۔۔۔جیسا خود وہ بڈھا ویسا ہی میرے پوتے کو بنا چھوڑا۔۔۔بندے کی ٹانگیں قبر میں لٹکتی ہوں ناں تو تھوڑا بہت ہنس کھیل لینا چاہیئے۔۔۔"دادو کی الگ ہی منطق تھی۔

"دادوو۔۔۔میرے لالا ہیں۔۔۔"روبایا کا دل دکھا۔

"تو میں تیری دادو نہیں۔۔۔؟"

"ہیں ناں۔۔۔اللہ آپ دونوں کو لمبی عمر دے۔۔۔ایک دوسرے کے سنگ جگ جگ جئیں۔۔۔"اس نے کھلے دل سے دعا دی،وہیں ارسہ کا قہقہہ بلند ہوا تھا اور دادو کمر پر ہاتھ رکھتے اسے گھور گئیں۔

"ہیں۔۔۔ہیں۔۔۔خدا کی پناہ تمہارے اس بڈھے دادا کی روح سے۔۔۔"دادو نے اس عمر میں بھی تڑخ کر جواب دیا۔"شرم کر بھائی کہتا ہے وہ مجھے۔۔۔"

"چلیں۔۔۔بہن بھائی ہنستے مسکراتے رہیں۔۔۔"وہ مزاق اڑاتی واپس سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

"اس لڑکی کی زبان تو دیکھو۔۔۔مصعب ہی اس سے پورا آسکتا ہے۔۔۔"

"اللہ۔۔۔اللہ۔۔۔دادو دوست سے غداری۔۔۔"ارسہ بھی ہنستی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ کب سے ارسہ کے انتظار میں چھت پر ٹہل رہی تھی، جیسے ہی اسے سیڑھیوں سے ارسہ کے قدموں کی چاپ سنائی دی وہ فورا سے پلٹی۔

"اتنی دیر لگادی۔۔۔کب سے دھوپ میں کھڑی ہوں۔۔۔"روبایا ارسہ کو چھت پر آتا دیکھ اس پر چڑھ دوڑی تھی۔

"کیوں وہ سن بلاک نہیں لگایا جس کا مشورہ بھائی کو دے رہی تھی۔۔۔"

روبایا نے آنکھیں گھماتے ہاتھ آگے کر دیا۔" کینچی لائی ہو۔۔۔؟"

"ویسے روبایا تمہارا دماغ کتنا خرافاتی ہے، بھائی جو تم سے چڑتے ہیں صحیح ہی چڑتے ہیں۔۔۔"

"مجھے بھی وہ کوئی خاص قابل برداشت نہیں۔۔۔"وہ ارسہ کے ہاتھ سے کینچی پکڑتی آگے بڑھی تھی۔

ارسہ فوراسے اس کے پیچھے لپکی۔"لیکن روبایا۔۔۔بھائی کو پتا چل گیا ناں۔۔۔"

"تم یہ اپنی سپیڈ وز بان بند رکھنا،اور پتا لگتا ہے تو لگے۔۔۔آج کا شو تو مس ہو ہی جائے گا ناں۔۔۔"

"روبایا تم گر گئی تو۔۔۔؟"

"آج سے پہلے کبھی گری ہوں۔۔۔؟"واہ کیا اعتماد تھا۔

"ہر بار ہی گری ہو۔۔۔"

"ویسے ارسہ یہ تم دونوں بہن بھائی کو اتنی بری عادت کہاں سے لگی ہے۔۔۔"روبایا لوہے کی سیڑھی چڑھتی بولی تھی۔

"کون سی عادت۔۔۔"وہ پریشان کھڑی روبایا کو سیڑھی کے ایک جانب لٹک کر دیوار پر پاؤں رکھتے دیکھ رہی تھی۔

"یہی منھ پھٹ ہونے کی۔۔۔"روبایا نے کیبل کی تار کو پکڑا۔

"روبایا تم یہاں سے گری ناں تو سر کھلے گا۔۔۔"

"تمہارے بھائی نے پہلے ہی کھول کر رکھا ہوا ہے۔۔۔اور اب روبایا عثمانی اس کا کھولے گی۔۔۔"

روبایا نے کہتے ساتھ ہی کیبل کی تار کاٹ دی اور آرام سے سیڑھیاں اترتی نیچے آ گئی۔

"اتنی سی بات تھی۔۔۔"

"یہ اتنی سی بات تو رات میں پتا چلے گی۔۔۔"

"تم بس ڈی ایس پی کے آنے سے پہلے سو جانا، باقی میں سنبھال لوں گی۔۔۔"اس نے کینچی ارسہ کے ہاتھ پر رکھی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روبایا نے سکون سے لالا کے ساتھ لنچ کیا تھا اور لالا بھی حیران کن طور پر پر سکون تھے آج کا دن اختتام پذیر ہو رہا تھا اور روبایا کی کوئی شکایات بھی نہیں آئی تھی۔روبایا کھانا کھانے کے بعد باتھ روم میں ہاتھ دھونے آئی تو اس کی نظر ایک جانب ٹب میں پڑے کپڑوں پر گئی۔

"افف۔۔۔خدایا ابھی یہ رہتے ہیں۔۔۔ چھوٹی چھوٹی شرارتوں کی کتنی بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے۔۔۔"اس نے اکتاہٹ سے پاس پڑے ٹب کی جانب دیکھا اور پھر ہاتھ دھو کر باہر آتے ساتھ ہی اس نے ارسہ کو کال لگائی اور بیڈ پر کمر کے بل گر گئی۔

"روبایا۔۔۔یہ تم ہمارے گھر ہی کیوں شفٹ نہیں ہو جاتی۔۔۔؟"

"یااللہ۔۔۔ابھی ایس پی صاحب کو گھر آئے جمعہ جمعہ نہیں ہوااور ماتحت ان کی زبان بولنے لگے ہیں۔۔۔"خیر اگر ایس پی صاحب نہ ہوتے تو ایسا کر بھی گزرتی۔۔۔"اس کا منھ کڑوا ہو گیا۔

"ویسے کسی نے سچ ہی کہا ہے قسمت بھی کیسے کیسوں کو نوازتی ہے اور اک ہمارے جیسے ہوتے ہیں حسن سے بھرپور وفا شعار جن کی قسمت میں لالا جیسے لوگ آتے ہیں۔۔۔"اس نے سرد آہ بھری۔

"کیوں میرے بھائی کو کیا ہوا ہے الحمد اللہ اتنے پیارے ہیں اور لالا بھی اچھے ہیں۔۔۔"

"ہاں ایس پی صاحب اپنے حساب تو پورے ٹھیک رکھے ہوئے ہیں۔۔۔"اس نے سانس لی۔"ویسے نا بڑوں کے یہی فائدے ہوتے ہیں اور چھوٹوں کا یہی نقصان۔۔۔سب چھانٹ چھونٹ کر اچھا سامان لے کر دنیا پر چلے آتے ہیں۔۔۔اور پیچھے رہ جاتے ہیں ہم جنہیں پھر جو بچتا ہے اس پر شکر گزاری کرنا پڑتی ہے۔۔۔"وہ اپنی رو میں کہتی چلی جا رہی تھی جب دوسری جانب ارسہ کے کان کھڑے ہوئے۔

"روبایا۔۔۔بھائی آ گئے۔۔۔"ارسہ چیخی۔"چلو۔۔۔چلو۔۔۔میں سونے لگی۔۔۔"

"ارے رکو۔۔۔سنو سنو۔۔۔کپڑے رات پانی میں بھگوئے رکھوں تو کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"

"ارسہ۔۔۔۔ن۔۔۔"فون بند کرنے سے پہلے ہی وہ دونوں چنگھاڑتی ہوئی آواز پر اچھلی تھیں۔

"روبایا۔۔۔روبایا۔۔۔مارے گئے۔۔۔"

"جلدی سے آنکھیں بند کرلو۔۔۔"ارسہ جلدی سے بستر میں لیٹتی آنکھیں بند کر گئی۔"فون بند مت کرنا مجھے سچویشن کا اندازہ رہے گا۔۔۔"اس نے انگوٹھا چباتے کہا۔ارسہ موبائل اپنے پاس رکھتی سانس روکے لیٹ چکی تھی۔

چند ہی سیکنڈز کے بعد دھڑام کر کے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔مصعب نے ایک ہاتھ سے ایک ساتھ ہی اس کے کمرے کی ساری بتیاں جلادیں۔دوسری جانب وہ آنکھیں بند کئے بنا کسی حرکت کے لیٹی رہی۔

"کچھ نہیں ہوتا ارسہ۔۔۔بس آنکھیں بند رکھنا۔۔۔"روبایا ساتھ ساتھ اسے تلقین کر رہی تھی۔

مصعب نے بیڈ پر لیٹی ارسہ کی جانب دیکھا جو گویا امامت کا ارادہ رکھتی لیٹی ہوئی تھی، مصعب نے ایک ہی جست میں آگے بڑھ کر جھٹ سے اس کے اوپر سے چادر اتار دی۔ارسہ نے آنکھیں مزید بھینچ لیں۔

"ارسہ۔۔۔"مصعب نے ضبط کرتے ہوئے اسے پکارا۔وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"ارسہ۔۔۔"اب کی بار وہ چیخا اور وہ اک ہی لمحے میں بیڈ سے اٹھتی سیدھی کھڑی ہو گئی۔

"یہ تمہاری اس پاگل دوست نے کیا ہے ناں۔۔۔"ماتھے پر تیوری لئے وہ پر یقین تھا۔

ارسہ کی آنکھیں ہاں اور زبان خاموشی اور گردن نفی کر گئی۔"اوہ گارڈ ارسہ۔۔۔تم بھی اپنی دوست کی طرح بد دماغ ہوتی جا رہی ہو۔۔۔"وہ بھنایا۔

"اوہ ہیلو۔۔۔"دوسری جانب سے روبایا بلا اختیار ہی چیخ اٹھی۔مصعب نے آواز کی بھن بھن کی جانب دیکھا اور اس کے ماتھے پر مزید شکنیں ابھری۔اس سے پہلے ارسہ فون اٹھاتی مصعب نے فورا سے فون اٹھایا اور اس پر چلتی کال کو دیکھ کر اس نے ارسہ کو گھورا۔

"تمہارا آخر مسئلہ کیا ہے۔۔۔؟کیوں پیچھے پڑ گئی ہو۔۔۔؟"وہ فون کان سے لگاتے ہی دھاڑا تھا۔"سارا دن کھجل خوار ہونے کے بعد ایک ہی شو ہوتا ہے جو دیکھنا ہوتا ہے اور اس میں بھی تمہاری فنکاریاں۔۔۔چاہتی کیا ہو تم۔۔۔آخر کیا درد ہے تمہارے پیٹ میں۔۔۔"

"میری بات سنیں۔۔۔ٹھیک ہے آپ پولیس والے ہیں لیکن یہ بھولئے مت آپ یونہی کسی پر الزام نہیں لگا سکتے ہیں۔۔۔غصہ تو آپ سے اپنا کنٹرول ہوتا نہیں ہے اور بات کرتے ہیں ڈی ایس پی ہونے کی۔۔۔"

روبایا کی زبان کی رفتار دیکھ کر ارسہ نے بے ساختہ ہی آنکھیں بند کیں،دونوں جانب سے ہی وہ طوفان کی زد میں آتی تھی۔ایک جانب بھائی ہوتا تھا اور ایک جانب اس کی عزیز از جان دوست۔۔۔

"اپنا منھ بند رکھو۔۔۔"وہ دھاڑا۔"میں کب سے بچی سمجھ کر اگنور کر رہا تھا اب تم دیکھو۔۔۔"

"بچی۔۔۔بچی۔۔۔؟"اس کی بے یقینی عروج پر پہنچی۔"بچے ہوں گے آپ۔۔۔"وہ بھی دھاڑا اٹھی۔"بلکہ بچے ہوں گے کیا۔۔۔؟آپ بچے ہی ہیں،جانے کس نے ایس ایچ او بنا دیا۔۔۔"اس کا پارہ بھی چڑھ چکا تھا۔"الحمداللہ۔۔۔آئیم آ گران اپ گرل۔۔۔"اس کا سر خود بخود اٹھا۔

"اتنی تم گران اپ گرل۔۔۔حرکتیں تمہاری کنڈر گارڈن کے بچوں والی ہیں۔۔۔"اس کی آواز میں مذاق اڑاتی ہنسی کی کھنک تھی۔

"اور آپ کی۔۔۔آپ کی۔۔۔"وہ غصے میں الجھی۔"آپ نرسری کے بچے جسے اپنی ناک بھی پونچھنا نہیں آتی۔۔۔"

"تم بدتمیز۔۔۔بدلحاظ۔۔۔گندی۔۔۔بھینس کی پونچھ کی طرح تیل سے بھری دو چٹیاں بنانے والی کچی کی بچی۔۔۔"مصعب نے اک اک لفظ پر زور دیتے کہا۔

"ارسہ۔۔۔نن۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔"روبایا دوسری جانب سے احتجاجا چیخ اٹھی،مصعب نے فون کان سے دور ہٹایا۔

"آئندہ اپنے باپ سے پنگا مت لینا۔۔۔"اس کی آواز میں واضح چیلنج تھا۔

ارسہ نے اپنے بھائی کی جانب دیکھا جو کہیں سے اس وقت ایک پولیس آفیسر نہیں لگ رہا تھا۔

اور ادھر باپ والی بات نے تو روبایا کو انگاروں پر ہی کھڑا کر دیا تھا۔"ہا۔۔۔باپ۔۔۔؟"اس نے بھی جوابا کہا۔"ابھی کوئی مائی کا لال ایسا پیدا ہی نہیں ہوا جو روبایا کا باپ بن سکے۔۔۔"

"میں تمہیں باپ بن کر دکھاتا ہوں روبایا عثمانی۔۔۔جسٹ ویٹ۔۔۔"مصعب بولتے بولتے رکا۔"ویٹ بھی مت کرو، آنکھیں بند کر کے پلکیں جھپکو اور تمہارا باپ تمہارے سامنے ہو گا۔۔۔"مصعب نے کہنے کے ساتھ ہی فون کاٹتے ارسہ کے ہاتھ پر پٹخا۔

"بھائی۔۔۔"وہ پیچھے بھاگی۔"آپ کیا کرنے والے ہیں۔۔۔"

"وہی جو ایک اچھے شہری کو کرنا چاہئیے۔۔۔"وہ کہہ کر گھر سے نکل گیا۔

ارسہ فوراً سے بے بے کے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔بے بے نے بھی مصعب کی آوازیں سنی تھیں مگر یہ بات تو انہیں دوپہر میں ہی سمجھ آ چکی تھی کہ روبایا شام تک کچھ نا کچھ رنگینی پیدا کر کے رہے گی۔اس لئے آرام سے لیٹی رہیں۔ارسہ بھاگتی ہوئی ان کے کمرے میں آئی تھی اور ان کے بازو کو ہلانے لگی۔"بے بے۔۔۔بے بے۔۔۔اٹھیں۔۔۔بے بے۔۔۔"بے بے جوان ہوتیں تو وہ اب تک انہیں بازو سے پکڑ کر اٹھا چکی ہوتی۔

"ارے ارسہ۔۔۔کون سی آفت آن پڑی ہے۔۔۔کیا میرا کندھا نکالے گی۔۔۔"بے بے نے اسے جھڑکا مگر مجال ہے جو اس کی صحت پر کوئی اثر پڑا ہو۔

"بے بے بس جلدی اٹھیں۔۔۔دونوں کا پنگا ہو گیا ہے۔۔۔"ارسہ کی بات پر بے بے واپس سے لیٹ گئیں۔

"ہٹ پرے۔۔۔میں نے کہا پتا نہیں کیا ہو گیا۔۔۔"

"ارے بے بے آپ کو نہیں پتا۔۔۔بھائی بہت غصے میں گئے ہیں اور کہہ کر گئے ہیں کہ اب اس کا باپ بن کر دکھائیں گے۔۔۔"ارسہ کی بات پر بے بے یک دم اٹھ کر بیٹھ گئیں اور بے ساختہ ہی اپنا ماتھا پیٹا۔

"یااللہ۔۔۔میرے پوتے کو عقل دے۔۔۔شوہر بننے کی عمر میں لڑکیوں کا باپ بن رہا ہے۔۔۔"وہ اپنا دوپٹا اٹھا کر سر پر لیتی اٹھ پڑیں۔"کاش تمہارے دادا جاتے جاتے نکاح نہیں تو کوئی اس کی منگنی ہی کر جاتے۔۔۔آخر میں اس بڑھاپے میں کہاں کہاں تاویلیں دیتی پھروں گی کہ میرا پوتا شوہر بننے کے لائق ہے۔۔۔"وہ بڑبڑ کرتی ارسہ کے ساتھ چل دیں۔

"روبایا۔۔۔"لالا کی چنگھاڑتی آواز پر وہ دھل گئی۔"روبایا۔۔۔"اک بار پھر پورے گھر میں ان کی آواز گونج رہی تھی۔

"یااللہ اس ایس پی کے بچے کو چھوڑنا مت۔۔۔"وہ بے بسی سے کہتی باہر نکل آئی۔سیڑھیاں اترتے ہی لالا اسے لاؤنج میں گھومتے نظر آئے اور مصعب۔۔۔روبایا نے خون خوار نظروں سے اسے دیکھا جو سکون سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جلدی سے یہاں آیئے۔۔۔"وہ ہاتھ اپنی پشت پر باندھ گئے۔

وہ ڈرتی ڈرتی لالا کے پاس آئی تھی۔

"بھیگی بلی۔۔۔"مصعب نے زیر لب کہا۔

"یہ شیخ صاحب کیا کہہ کر گئے ہیں۔۔۔"روبایا نے پھٹی آنکھوں سے مصعب کی جانب دیکھا جو بہلا پھسلا کر کچھ دیر پہلے شیخ صاحب کو ان کی شکایت سمیت لالا کے پاس بھیج چکا تھا۔

"قسم سے لالا کچھ نہیں کیا۔۔۔"روبایا نے اپنی شہرگ پکڑی۔"بس اتنے سے۔۔۔اتنے سے ۔۔۔شہتوت لئے تھے۔۔۔"اس نے بیچاری سی شکل بنائے انگلی کے اشارے سے بتایا۔

"آپ نے چوری کی روبایا۔۔۔چوری۔۔۔؟"وہ ابھی تک حیران تھے۔

"لالا۔۔۔چوری نہیں کی۔۔۔دادی۔۔۔دادی کا بہت دل تھا۔۔۔اتنے دن سے کہہ رہی تھیں۔۔۔"

"دادی کا دل تھا اور آپ چوری کرنے پر اتر آئیں۔۔۔"لالا نے بے یقینی کے سمندر میں جانے کتنے ہی غوطے لگائے۔"آپ کسی ملازم کو پیسے دے کر بازار سے منگوا لیتیں۔۔۔"لالا جواب کے منتظر تھے اور روبایا الفاظ کی۔

"روبایا۔۔۔"ایک بار پھر ان کی تیز آواز گونجی۔

"وہ لالا۔۔۔ہاں۔۔۔"اس کی یک دم آواز اونچی ہوئی۔"دادی کو شیخ صاحب کے گھر کے ہی شہتوت کھانے تھے۔۔۔"وہ لاؤنج میں داخل ہوتی دادی کی جانب بڑھی اور ان کا بازو تھاما۔"بتائیں ناں دادی۔۔۔آپ کی ہی آخری خواہش تھی ناں شیخ صاحب کے گھر کے شہتوت کھانے کی۔۔۔"

"اے روبایا۔۔۔ تیرے منھ میں خاک۔۔۔ آخری خواہش ہو میرے دشمنوں کی۔۔۔" دادو نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔

ارسہ نے اپنی ہنسی ضبط کی، بھلے دادی کی روبایا سے کتنی ہی گہری دوستی تھی لیکن زندگی کے معاملے میں وہ خاصی جذباتی تھیں۔

"دادی۔۔۔" روبایا نے دانت پیسے۔

وہ چلتے ہوئے آکر صوفے پر بیٹھ گئیں۔ "ہاں میاں کیوں تم نے آدھی رات کو محفل لگا رکھی ہے۔۔۔ بندہ تھوڑا پڑوسیوں کا ہی خیال کر لیتا ہے۔۔۔"

"بہن آپ کو نہیں پتا۔۔۔" لالا نے معدب انداز میں انہیں مسئلے سے نکالنا چاہا جو کہ ہمیشہ وہ مصعب کے معاملے میں کرتے تھے۔

"ارے چھوڑو میاں۔۔۔ ہم اپنی بچیوں سے غافل نہیں ہوتے۔۔۔" انہوں نے اپنے خشک ہوتے لبوں پر ہاتھ پھیرا۔ "میری چھوٹی سی معصوم بچیوں نے مٹھی بھر شہتوت کیا توڑ لئے۔۔۔" دادی نے ہاتھ کی مٹھی بنائی۔ "اس شیخ نے میری بچیوں کا خون ہی خشک کر کے رکھ دیا۔۔۔ اب تک تو اس کے پیڑ پر شہتوت لگ بھی چکے ہونے ہیں۔۔۔" دادی نے بھی چھوڑنے میں حد ہی کر دی تھی۔

"بہن یہ کوئی اچھی بات تو نہ ہوئی۔۔۔ محلے میں کتنی باتیں ہوں گی۔۔۔"

"ارے میاں کیا بات کرتے ہو۔۔۔ کل کو ان بچیوں کو کیا ہم نے بیاہنا نہیں ہے۔۔۔؟ایسی باتیں تو اچھی ہوتی ہیں۔۔۔یونہی تو ارد گرد والوں کو پتا چلتا ہے کہ ان کے گھر میں بچیاں ہیں اور ہنس مکھ بھی ہیں۔۔۔"دادی کے اس بیان پر تو مخالف پارٹی کیا حمایتی پارٹی کی بھی آنکھیں باہر آگئی تھیں مگر دادی کے سکون میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔

"یہ جسے آپ بچی کہہ رہی ہیں ناں وہ کسی کو باپ نہیں مانتی۔۔۔"بے بے کے سامنے لالا کو ڈھیلا پڑتا دیکھ کر مصعب نے فورا سے نیا وار داغا۔

"ارے تو تمہیں ضرور اس کا باپ بننا ہے۔۔۔دیکھو بھلا آج کل کے تو سکول کالج کے بچے اپنے لئے بر ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اک میرا یہ جوان جہان لڑکا ہے جسے اس کا باپ بننے کا شوق چڑھا ہوا ہے۔۔۔"

دادی کی بات پر روبایا خوامخواہ ہی شرمندہ ہو گئی۔

"بس کر دیں بے بے۔۔۔میں کیوں اس کا باپ بننے لگا۔۔۔"اس نے بھی بنا بے بے کی بات کا مقصد جانے تنک کر انکار کر دیا۔

"آہاں۔۔۔پولیس والے ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔"روبایا بھی اب اپنی جوت میں واپس آنے لگی تھی۔"ابھی تھوڑی دیر پہلے کہہ رہے تھے اپنے باپ سے پنگا مت لینا۔۔۔"

"روبایا۔۔۔"لالا نے اسے جھڑکا۔

"قسم سے لالا۔۔۔"اس نے اک بار پھر سے بنا دیر کئے اپنی شہ رگ کو پکڑا۔

"اور آپ کو پتا ہے لالا جب میں نے اسے سمجھایا اس نے کیا کہا۔۔۔؟" وہ اک بار پھر سے آمنے سامنے آ چکے تھے۔ "کہنے لگی ابھی دنیا میں روبایا عثمانی کا باپ بننے والا کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔۔۔"

"آپ نے اپنے والد کے بارے میں یہ سب کہا۔۔۔"

"لالا اس میں بڑے لالا کہاں سے آ گئے۔۔۔؟ میں نے تو ان ڈی ایس پی کیلئے کہا تھا۔۔۔"

"مجھے افسوس ہو رہا ہے روبایا۔۔۔" لالا تاسف میں سر ہلا گئے۔

"مسئلہ اس بات کا نہیں ہے لالا۔۔۔ پریشانی یہ ہے کہ اگر کیبل کی تار کاٹتے وقت یہ گر جاتی ۔۔۔؟ یا کوئی اور نقصان کروا بیٹھتی۔۔۔؟"

مصعب نے خوب طریقے سے ایک اور وار کیا تھا اور اب لالا اس قصے پر پریشان۔۔۔ حیران۔۔۔ بے یقین نظروں سے روبایا کو دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد روبایا کی جو لالا کے ہاتھوں کلاس لگی تھی، دادی کی مداخلت سے اس کی شدت میں کمی تو آئی تھی مگر ختم نہیں ہوئی تھی۔ یوں آج کی بازی مصعب کے نام رہی تھی اور رہتی بھی کیوں ناں آخر اس کا شوبر باد ہوا تھا۔

آج ارسہ کی تو چھٹی تھی اور روبایا کو خود چھٹی کرنے جیسی کسی آسائش کی اجازت نہیں تھی۔ وہ منہ بناتی ہوئی یونیورسٹی آ گئی، اک تو پہلے سے ہی جھلی بھنی تھی اور پھر اوپر سے پروفیسر کی غیر

موجودگی نے آگ پر تیل چھڑکنے کا کام کیا تھا۔اس نے وین والے انکل کو کال کی تو وہ کچھ کچھ بیزار نظر آئے۔روبایا کو اگر کسی پر کوئی ترس آسکتا تھا تو وہ وین انکل یاں گھر کے ملازمین تھے۔

وہ بددلی سے بیگ ہاتھ میں لٹکائے یونیورسٹی سے باہر نکل آئی۔آخر مسئلہ ہی کیا تھا بس چند منٹ کے فاصلے پر یونیورسٹی کا گیٹ تھا اور اس سے چند منٹ کے فاصلے پر رکشہ والوں کی مارکیٹ۔۔۔جانے وہ کس خیال میں باہر نکل آئی اور آج پہلی بار چلتے ہوئے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ فاصلہ چند منٹ کا تو نہ تھا۔۔۔خود کو مسلسل تسلیاں دلاسے دیتے وہ مین روڈ پر نکل آئی مگر آج تو گویا قسمت جیسے مصعب بن چکی ہو، جو اس پر کسی صورت مہربان ہونے کو تیار نہیں تھی۔

اب اس سے مزید چلنے کی ہمت نہیں تھی سو وہیں سڑک کے ایک جانب کھڑی پیر ادھر ادھر کو مارتی تخت سلیمانی کا انتظار کرنے لگی۔۔۔دھوپ بھی سوا نیزے کا تو پتا نہیں سوا سر پر تو آچکی تھی،اس نے تپ کر سورج کو دیکھا اور پھر جیسے ہی دائیں جانب نگاہ پھیری اسے پولیس کا ڈالا کھڑا نظر آیا۔اس کی آنکھیں تشکر سے مسکرائیں۔

"کچھ نہیں ہوتا روبایا۔۔۔آخر پولیس کی رشتہ داری کا کوئی تو فائدہ ہونا چاہئیے۔۔۔"

پولیس والے کھوکھے کی دکان پر کھڑے تھے،وہ نظر بچا کر آرام سے ڈالے میں سوار ہو گئی۔سواری مل جانے پر موڈ بھی خوشگوار ہو چکا تھا۔باہر شور کی آوازیں آئیں تو وہ پاؤں نشست پر رکھتی ڈالے کی کھڑکی سے باہر جھانکنے لگی۔پولیس کسی کو پکڑے لا رہی تھی اور جیسے ان میں سے ایک نے ملزم کو گاڑی میں ڈالا سامنے بیٹھی روبایا کو دیکھ کر وہ سب حیران رہ گئے۔

"اے بی بی کون ہو تم۔۔۔؟"ایک سپاہی نے کہا۔

"یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟"دوسرے نے بھی بھرپور حصہ ڈالا۔

"نکلو باہر۔۔۔"تیسرا صاحب کو برہم دیکھ کر فوراً آگے آیا تھا۔

"ارے۔۔۔ارے۔۔۔یہ تم لوگ مجھ سے کیسے بات کر رہے ہو۔۔۔؟رشتے داروں سے بھلا کوئی ایسے بات کرتا ہے۔۔۔؟"وہ برا مناگئی۔"کیا ایس پی مصعب کو نہیں جانتے۔۔۔؟کیوں اپنی نوکری کے دشمن ہو۔۔۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے ہم تمہاری بات پر یقین کر لیں گے۔۔۔؟جلدی سے اتر و بی بی نہیں تو جیل میں ڈال دیں گے۔۔۔"

"نہ کرو یقین۔۔۔اور ڈال دو جیل میں،ایس پی مصعب خود ہی ضمانت کروالے گا۔۔۔"خدا کی عنایت،لہجے میں بلا کا یقین تھا۔

"سر۔۔۔سر سے پوچھ لیں۔۔۔؟"اہلکار نے کچھ گھبرا کر اپنے افسر کے کان میں کہا۔

"ہاں بھئی پوچھ لینا۔۔۔لیکن پہلے مجھے زرا گھر اتار آؤ۔۔۔"اس نے بیزاریت سے ہاتھ ہلاتے ہوئے تحکم بھرے انداز میں درخواست کی تھی۔

"میڈم یہ پولیس کا ڈالا ہے کوئی ٹیکسی نہیں۔۔۔"

"ارے۔۔۔"اس کا منھ کھلا۔"اب کیا اپنے مصعب سر کی جاننے والی سے ایسا سلوک کرو گے۔۔۔؟"

ایک انسپیکٹر کچھ لمحے اپنا ماتھا مسلتا رہا پھر اس نے باقی سپاہیوں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اگلی جانب بڑھ گیا۔

روبایا غالبا پہلی لڑکی تھی جو پولیس کے ڈالے میں بیٹھ کر اس قدر پر سکون تھی، پر سکون ہونا شاید چھوٹا لفظ تھا وہ خاصا لطف اندوز ہو رہی تھی۔ایک جانب وہ بیٹھی تھی اور دوسری جانب ملزم اور اس کے ساتھ پولیس کے جوان جو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

وہ اس وقت اپنے دفتر میں سربراہی نشست پر چاکس و چوبند بیٹھا ہوا تھا۔دائیاں ہاتھ بالوں میں الجھائے اور بائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے فائل کا صفحہ پکڑ رکھا تھا۔چہرے پر غور و فکر کے آثار خاصے واضح نظر آرہے تھے۔پیج پلٹتے جیسے ہی اس کی اگلے صفحے پر نظر پڑی اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آئی اور کشادہ پیشانی چمک اٹھی۔اس نے فائل بند کرتے ہوئے گہری سانس بھری، پل بھر کو سوچتے ہوئے اپنی عادت کے مطابق ٹھوڑی سہلائی اور پھر فیصلہ کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔میز پر سے اپنی ٹوپی اٹھا کر پہنی ہی تھی جب اس کا موبائل بج اٹھا۔مصعب نے جیسے ہی اپنے موبائل کو دیکھا اس کے ہوش اڑے تھے۔اس کے موبائل پر روبایا کی جانب سے مسلسل ایمرجنسی کالز موصول ہو رہی تھیں۔وہ بھاگتے ہوئے دروازے

کی جانب بھاگا تھا۔ علی بخش جو چند لمحے پہلے اس کے چہرے پر ابھرتی مسکان سے اندازہ لگا سکتا تھا کہ آنے والے وقت کی باگ دوڑ اس کی ہاتھ میں تھمادی گئی ہے اب اس کے چہرے کو دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے اس کی دنیا فنا ہونے کو ہو۔ وہ بھی اس کے پیچھے لپکا تھا۔

جیسے ہی گاڑی پولیس سٹیشن میں داخل ہوئی تھی، سپاہی ملزمان کو پکڑتے اندر لے جانے لگے۔ وہ غصے سے باہر نکلی تھی۔

"میں نے جب کہا تھا مجھے گھر ڈراپ کر دو تو مجھے یہاں کیوں لے آئے ہو۔۔۔؟"

"بی بی جی آپ ہمارے ساتھ آیئے۔۔۔" اک اہلکار جلدی سے آگے آیا تھا۔ وہ کچھ یوں شرماتے ہوئے گویا ہوا کہ روبابیا کو اس کی حالت پر شعبہ اور اپنی پر ترس آیا۔

"ک۔۔۔ کیوں۔۔۔ کہاں۔۔۔؟"

"سر کے پاس۔۔۔" پیچھے سے دوسرے اہلکار نے فوراً سے کہا۔ "تو جا میں لے جاتا ہوں انہیں۔۔۔" اس نے پہلے اہلکار کو آنکھوں سے اشارہ کیا۔ وہ سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

"بڑے ہی ویسے کوئی پھوہڑ لوگ ہو تم۔۔۔ کیا تھا اگر مجھے گھر چھوڑ دیتے۔۔۔"

"سر آپ سے ملنا چاہتے تھے۔۔۔" اہلکار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، وہ الجھی ہوئی اس کے پیچھے چل دی اور آنے والی آفت کے متعلق سوچنے لگی۔

"ارے بھائی تمہارے سر مجھ سے کیوں ملنا چاہتی ہیں۔۔۔؟" وہ اب بنا خوف کے استفسار کر رہی تھی۔

"سر کی بیوی سر کی طرح ہی ہیں۔۔۔" پیچھے کھڑے اہلکار نے دل میں سوچا اور موبائل نکالتے ہی نمبر ملایا۔

روبایا کچھ کچھ خائف ہوتی اہلکار کی معیت میں چلتی کمرے تک آئی تھی، وہ وہاں مصعب کی موجودگی کی امید کر رہی تھی مگر وہاں سامنے موچھوں والی سرکار کو دیکھ کر اس نے جھرجھری لی۔

"ارے۔۔۔ارے میڈم آپ۔۔۔" وہ اہلکار اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ "میرا مطلب بھابھی۔۔۔ بیٹھئیے ناں، کھڑی کیوں ہیں۔۔۔" وہ مسکرایا اور روبایا نے غیر محسوس انداز سے اپنی قمیص کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دائیں ہاتھ کی پرس پر گرفت مضبوط ہوئی۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔آپ کہیئے جو کہنا ہے اور پھر مجھے گھر جانا ہے۔۔۔"

"ارے ایسے کیسے۔۔۔خاطر مدارت تو کرنے دیں۔۔۔" اس نے پیچھے کھڑے اہلکار کو اشارہ کیا۔ "اوئے تو یہیں کھڑا ہے جا میڈم جی کیلیئے کوئی چائے پانی لے کر آ۔۔۔" وہ سر ہلاتا چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی ایس ایچ او روبایا کی کرسی کے پاس آ کر اس کی جانب رخ کئے میز سے اپنی پشت ٹیک گیا۔

"اب اصل کہانی کی جانب آیئے۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔"

"مطلب تو آپ اچھے سے جانتی ہیں، یہ بتایئے کیا مقصد تھا آپ کا۔۔۔"

"ک۔۔ کون سا مقصد۔۔۔"

"ایس ایس پی کی بیوی اور پولیس وین سے لفٹ مانگے، یہ بات تو عقل میں نہیں آتی۔۔۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔۔۔"

"ارے ابھی کہاں۔۔۔" وہ اپنا ہاتھ روبایا کے چہرے کے پاس لایا اور وہ کرسی پیچھے دھکیلتی فورا اٹھ کھڑی ہوئی اور بلا اختیار ہی اس کے ہاتھوں نے موبائل سوئچ آف کرنے کے بٹن کو دبا دیا۔

دروازے پر دستک دے کر اہلکار اندر آیا اور میز پر چائے رکھتا واپس چلا گیا۔

اس کے جاتے ہی اس نے چائے کا کپ اٹھاتے روبایا کی جانب پیش قدمی کی اور چائے کا کپ اس کی جانب بڑھایا۔ وہ متذبذب سی کھڑی رہی۔

"ارے لے لیجئے یاں پھر ہمارے ہاتھوں سے۔۔۔۔"

روبایا نے اسے گھورا اور وہ خاموش ہوتا سیٹی بجانے لگا۔ ایک بار پھر اس نے روبایا کی جانب کپ بڑھایا۔ روبایا نے ناچار اسے تھام لیا۔

اہلکار نے اپنا چائے کا کپ اٹھا کر انتہائی خباثت لئے انداز میں گھونٹ بھرا۔ روبایا آگے بڑھی۔

"راستہ دیجئے۔۔۔"

"ارے ایسے کیسے، آپ نے سنا نہیں تھانے میں آتے تو اپنی مرضی سے ہیں مگر جاتے ہماری مرضی سے ہیں۔۔۔"

روبایا نے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ اس پر اچھال دیا جس کے کچھ چھینٹے اس کے خود کے کپڑوں پر بھی گر گئے تھے۔

"تیری ب۔۔۔۔" گالی نکالتے ہوئے اس نے اپنا کپ دیوار پر دے مارا، روبایا کی آنکھیں اک لمحے کو بند ہوئی تھیں۔ "تجھے کیا لگتا ہے تو یہاں سے یونہی چلی جائے گی۔۔۔؟" وہ نفی میں سر ہلاتا ہنسا۔ "جا چلی جا۔۔۔ جا۔۔۔ لیکن یہ بات یاد رکھیں پولیس کے ساتھ فراڈ کرنے کا ایسا کیس ڈالوں گا نا کہ پھر ساری زندگی یہاں سے جا نہیں پائے گی۔۔۔"

"مصعب کبھی ایسا نہیں ہونے دے گا۔۔۔" اس کے لہجے میں پختگی تھی، یقین تھا۔ "وہ نا صرف مجھے یہاں سے نکالے گا بلکہ میرے ساتھ بد تمیزی کرنے کا جواب بھی تم سے لے گا۔۔۔" وہ آگے بڑھا اور روبایا کے قدم بے ساختہ ہی پیچھے کی جانب بڑھنے لگے۔

وہ ہنس اٹھا۔ "جو تمہاری حالت کروں گا ناں اس کے بعد کوئی تمہاری طرف دیکھے گا بھی نہیں۔۔۔" وہ آگے بڑھا، روبایا کی گرفت موبائل پر واپس سے مضبوط ہوئی تھی۔ وہ مزید پیش قدمی کرنے جا رہا تھا جب دھڑام سے دروازہ کھلا تھا۔ روبایا کی آنکھیں سرعت سے کھلیں اور پھر دل تشکر زدہ ہو گیا۔ وہ اسے دھکا دیتی مصعب کی جانب بھاگی تھی۔

"ایس پی۔۔۔"مصعب نے محض اک نظر۔۔۔فقط اک نظر کی بات تھی اور اس کے چہرے پر ناقابل فہم تاثرات یوں ابھرے کہ اس کے جبڑے بھنچ گئے۔

"سر بھابھی۔۔۔"اس کے ساتھ آئے اہلکار نے کہا اور مصعب نے ضبط کی طنابوں کو مضبوطی سے تھاما، سر ہلا کر اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔اس کے جاتے ہی مصعب آگے بڑھا تھا اور ایس ایچ او کو کالر سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے دروازے کے پاس لا کر اسے کمرے سے باہر دھکا دے دیا۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر جا گرا۔

علی بخش نے مصعب کے چہرے کو دیکھا اور ایسے تاثرات شاید پہلے کبھی اس نے نہیں دیکھے تھے۔

واپس پلٹ کر مصعب نے دفتر کا دروازہ بند کیا اور اپنی ٹوپی اتار کر میز پر اچھالی اور ہاتھ میں پکڑی چھڑی کو بھی ساتھ میں ہی رکھا۔روبابا اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہی تھی۔

"یاالٰہی۔۔۔یاالٰہی۔۔۔"وہ ٹہلتے ہوئے خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ڈی۔۔۔"روبابا بولنے سے پہلے سنبھلی۔"ایس۔۔۔"

مصعب نے شہادت کی انگلی اٹھا کر اسے آنکھوں سے گھورتے بولنے سے باز رہنے کی تنبیہ کی۔ وہ خاموش ہو گئی۔کچھ لمحے وہ خود کو کمپوز کرنے میں لے گیا اور وہ کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

"تم۔۔۔آخر تم نے کیا سوچ کر یہ حرکت کی ہے۔۔۔"وہ اس کی جانب قدم لیتے دھاڑا،اس کا توازن بگڑا اور وہ پیچھے صوفے پر گری۔

"آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ لیڈی۔۔۔؟" وہ پھر سے چیخا۔

"دیکھیں۔۔۔ میں نے نہیں کہا میں آپ کی بیوی۔۔۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔ "استغفر اللہ۔۔۔" آخری توبہ خاصی زور سے کی۔

"اس جانب تو بعد میں آئیں گے میری مسز۔۔۔" مصعب نے دانت پیسے۔

"یخ تھو۔۔۔" بلا اختیار ہی روبایا کے منہ سے نکلا۔

مصعب نے آنکھیں بند کرتے ہوئے ایک گہری سانس لی۔ "تم انتہا کی جاہل ہو۔۔۔"

روبایا کا منہ کھلا۔ "منہ مت کھولنا۔۔۔" اس نے درشتی سے کہا۔ "آئی جسٹ کانٹ بیلیو ۔۔۔ تم پولیس کی گاڑی میں بیٹھ کر آئی ہو۔۔۔؟" اس نے اپنے سر میں ہاتھ پھیرا۔ "اور ان ملزمان کے ساتھ بیٹھ کر۔۔۔؟" وہ ایک ہی جست میں اس تک آیا تھا۔ "تم جانتی ہو جس جس نے تمہیں اس ڈالے میں دیکھا ہو گا وہ تمہارے متعلق کیا سوچ رہا ہو گا۔۔۔ اور تم جانتی ہو پولیس سٹیشن میں کیسے کیسے لوگ آتے ہیں۔۔۔ یہاں کیا کیا ہوتا ہے۔۔۔؟" وہ تاسف سے دیکھ رہا تھا۔ "نہیں۔۔۔ تمہیں ابھی بھی میری باتیں نہیں سمجھ آ رہی۔۔۔"

روبایا سمجھ رہی تھی وہ اسے خود کو اپنی بیوی بتانے پر غصہ ہے مگر اسے اب سمجھ آنے لگا تھا کہ آخر اسے غصہ تھا کس بات کا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ حشر بگاڑ دے، ہر اس منظر کو قسمت کے ورق سے اکھاڑ کر پھینک دے جو اس کی تضحیک کا باعث بن سکتا ہے۔

مصعب نے ہاتھ میں پکڑی فائل اس کی جانب اچھالی، اچھالنے کا انداز مارنے والا زیادہ تھا۔ روبایا نے بمشکل اسے گرنے سے بچایا۔

"کھولو اسے اور دیکھو۔۔۔"

روبایا لرزتے ہاتھوں سے فائل کو کھولنے لگی اور اس کی نظر پہلی سطر پر پڑی، اس نے بے یقینی سے مصعب کی جانب دیکھا۔

"پڑھو۔۔۔" اس کی آواز میں دل کو دھلا دینے والی سختی تھی۔

روبایا نے مزید کچھ پڑھا اور پھر تصویر پر نظر پڑتے ہی اس نے جھٹ سے فائل کو بند کر دیا۔

"بند کیوں کی، کھولو اور پڑھو اسے۔۔۔" وہ اسے حکم دے رہا تھا، روبایا کا چہرا یوں ہو گیا جیسے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔ وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"روبایا عثمانی اس فائل کو کھولو اور پڑھو اسے۔۔۔"

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔" اس کے چہرے کی ہوائیاں لمحوں میں اڑی تھیں۔

"کیوں۔۔۔ اب کیوں نہیں۔۔۔؟" وہ چند قدم لیتا اس کے پاس آیا۔ "یہ رپورٹ اسی تھانے کی ہے، اسی۔۔۔ اسی تھانے میں انہی لوگوں میں سے کسی نے دادرسی کے بجائے اس معصوم لڑکی کے ساتھ ظلم کیا ہے۔۔۔ اسے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا ہے۔۔۔"

روبایا نے نظریں جھکالیں اور وہ کچھ پل کیلئے خاموش ہو گیا۔"آخر تمہارے لئے زندگی اتنی بے وقت کیوں ہے۔۔۔؟"

"مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔"وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

"وقت کے رہتے ہوئے اندازہ کبھی نہیں ہوتا۔۔۔میری دعا ہے تمہاری لکیروں میں سے وقت کبھی نہ پھسلے۔۔۔"اس کے لہجے میں کیا نہ تھا۔۔۔افسوس۔۔۔دکھ۔۔۔فکر۔۔۔

"م۔۔۔میں۔۔۔"اس نے وضاحت کرنی چاہی مگر الفاظ ہی سمجھ نہ آئے۔

"زبان میں یہ لڑکھراہٹ تھانے میں آنے سے پہلے آنی چاہیئے تھی۔۔۔اٹھو اس سے پہلے میں اٹھاؤں۔۔۔"

وہ آرام سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اس کے چہرے پر پھیلی وحشت دیکھ کر وہ بے ساختہ ہی نظریں چرا گیا۔۔وہ اس کو ایک بار اپنے ہوتے ہوئے سیکھ دینا چاہتا تھا۔وہ اسے اس کی اور اس کی عزت کی اہمیت کو باور کروانا چاہتا تھا۔

"مصعب۔۔۔"

مصعب نے اس کی جانب دیکھا۔

"گھر چھوڑ آؤ۔۔۔پلیز۔۔۔"وہ ملتجائی ہوئی۔

اک گہری سانس اندر کھینچنے کے بعد اس نے تائید میں سر ہلا دیا۔

تب ہی اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"آؤ۔۔۔"آواز کی سختی ابھی تک برقرار تھی۔

"سر۔۔۔کیا کرنا ہے اس کا۔۔۔"علی بخش نے نظریں جھکائے پوچھا۔

"امم۔۔۔لے آؤ۔۔۔"مصعب نے کہا اور پھر روبایا کی جانب دیکھا جو اپنے بیگ کو تھامے جانے خلا میں کیا تلاش کر رہی تھی۔"بلکہ رکو۔۔۔میں باہر آتا ہوں۔۔۔"وہ سرد آہ بھرتا اٹھ گیا۔اس لڑکی کی خاطر وہ تفتیش کیلئے ملزمان کو اپنے پاس بلانے کے بجائے خود ان کے پاس جا رہا تھا۔

"باہر سر۔۔۔؟"ماتحت نے تعجب سے پوچھا۔

"کوئی مسئلہ ہے۔۔۔؟"وہ اس کے پیچھے اٹھتا چل دیا۔

"ایس پی صاحب۔۔۔"

روبایا کی آواز پر وہ پلٹا، علی بخش نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"پہلے گھر جانا ہے۔۔۔"

مصعب نے علی بخش کی جانب دیکھا، وہ چاہنے کے باوجود بھی اپنی مسکراہٹ کو روک نہیں پایا تھا اور سمجھ کر سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

اس دن مصعب اسے گھر چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا، وہ رات روبایا نے کیسے گزاری تھی یہ ارسہ ہی جانتی تھی۔ وہ روبایا کے مقابلے میں اتنی حساس طبیعت کی مالک نہیں تھی۔

آج مصعب نے ڈرائیور بھیج کر اسے بلایا تھا، ایس ایچ او ہی تھا جو جرم کا مرتکب ٹھہرا تھا، اس کے خلاف مصعب نے روبایا کی بھی شکایت درج کروائی تھی باقی لالا کو کیسے سمجھایا تھا۔۔۔ کیا کہا تھا یہ روبایا کو نہیں معلوم تھا۔ ساری کاروائی کے دوران وہ روبایا کے ساتھ ساتھ ہی رہا تھا، اس نے محسوس کیا تھا یاں نہیں مگر مصعب نے ایک لمحے کو بھی اسے تنہا نہیں کیا تھا۔ جب سب کام نپٹ گئے وہ اسے لئے ہی گھر کی جانب روانہ ہوا۔ روبایا کی وجہ سے وہ آج خلاف معمول جلدی نکل آیا تھا۔ اس سے آگے روبایا کی ضرورت نہیں پڑنے والی تھی مگر اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں تھی کہ وہ باز آنے والی ہے۔

"امید ہے آج کے بعد تمہاری جانب سے ایسی کسی بیوقوفی کا ڈرامہ پیش نہیں کیا جائے گا۔۔۔" مصعب نے پل کے پل اس کی جانب دیکھا۔

اس کی بات پر بنا کوئی ہوں ہاں کئے روبایا نے سامنے پڑی اس کی ٹوپی اٹھالی اور آہستہ آہستہ اس پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ آج پہلی بار اس کے دل میں پولیس کو لے کر خیالات تبدیل ہونے کو تھے۔ اس ٹوپی میں عجیب کشش تھی یاں اسے پہننے والے میں، وہ ابھی اس وقت انجان تھی مگر یہ بات طے تھی کہ کہیں کچھ تھا۔

مصعب نے دائیں ہاتھ سے سٹئیر نگ تھامے بائیں ہاتھ سے جھٹ سے اس سے اپنی ٹوپی پکڑ کر اسے گھورا۔"خبر دار جو گندے ہاتھ لگائے۔۔۔"

"ہاں۔۔۔گندے ہاتھ۔۔۔"روبایا نے تنک کر اس کی جانب دیکھا۔"تھینکس۔۔۔"

"کس لئے۔۔۔؟"

"میرے ہاتھوں کو اس ٹوپی سے گندہ ہو جانے سے بچانے کیلئے۔۔۔"وہ آرام سے کہتی باہر دیکھنے لگی تھی۔مصعب بھی اسے نظر انداز کرتا واپس سے اپنی توجہ ڈرائونگ پر مرکوز کر گیا۔ بمشکل چند ہی لمحے گزرے تھے جب روبایا نے واپس سے خاموشی کو توڑ ڈالا۔

"ایس پی صاحب۔۔۔"کچھ وقفے کے بعد اس نے پھر سے پکارا۔

"جی فرمایئے۔۔۔"مصعب نے دانت پیستے کہا۔

"امم۔۔۔"پہلی بار ایسی گفتگو کرنے جا رہی تھی سو مشکل تو آنی تھی۔"پولیس میں آنے کی کوئی خاص وجہ۔۔۔؟"آج جانے کیوں اسے یہ جاننے میں دلچسپی سی ہوئی تھی۔

"ہاں بہت زیادہ۔۔۔"اس کا انداز کچھ مبہم سا ہوا۔

"اچھا،میں جانتی تھی ضرور کوئی اہم وجہ ہے۔۔۔"اس نے کسی ماہر نجومی کی طرح سر ہلایا۔

"اور وہ کیسے۔۔۔؟"مصعب کی بھی دلچسپی بڑھی۔

"جس طرح آپ چل کر آرہے تھے۔۔۔"روبایا نے گردن موڑ کر اس کی جانب دیکھا۔" آپ کی چال میں کچھ تھا۔۔۔عام لوگوں سی نہیں تھی۔۔۔یوں جیسے ایک ذمہ دار شخص کی ہوتی ہے۔۔۔آپ کے بازو۔۔۔یوں جیسے کوئی بہت قیمتی چیز اٹھائے ہوئے ہوں۔۔۔آنکھوں میں چمک سی سختی تھی۔۔۔"اس نے ہاتھ بڑھا کر واپس سے اس کی ٹوپی اٹھالی۔"یہ ٹوپی ہی تو ہے۔۔۔مگر آپ اس کو یوں پہنے ہوئے تھے جیسے کوئی تاج ہو۔۔۔"وہ آج اس قسم کی گفتگو کر رہی تھی اور مصعب گاڑی ایک طرف لگا چکا تھا۔وہ فقط چند جملوں میں اس کی ذات کا بھید بیان کر گئی تھی۔مصعب کو حیرانگی ہوئی تھی،آج سے پہلے اس قدر سنجیدہ گفتگو تو اس نے کبھی نہ کی تھی۔

"کیا وجہ تھی۔۔۔؟"اس نے پھر سے سوال دہرایا۔

"میں دشمنوں کو اپنے متعلق کیوں کچھ بتاؤں۔۔۔"وہ کہتا واپس سے گاڑی سٹارٹ کر گیا۔

یہ لمحے کوئی رومانوی نہیں تھے،ان لمحوں میں کچھ اور تھا۔اک ایسا احساس جو بیک وقت کئی لوگوں کے دل اک طرز پر دھڑکا سکتا تھا۔حب الوطنی کا شاید۔۔۔یاں شاید فرض شناسی کا۔

"میرے پاس بھی اتنا وقت نہیں ہے کہ ایک پولیس والے کی کتھا سنتی پھروں۔۔۔ہنہ۔۔۔"اس نے سر جھٹک کر رخ پھیر لیا۔

"بالکل تم تو بہت مصروف ہو آخر شیخ صاحب کے گھر چوری کرنا اب فارغ لوگوں کا کام تو نہیں۔۔۔" وہ اب کہاں جانے دینے والا تھا۔"اگر انسان کسی کی مدد لے تو شکریہ کہنے سے ناک چھوٹی ہو جاتی ہے۔۔۔؟"مصعب نے چوٹ کی۔

"ناں۔۔۔" روبابا نے مزے سے گردن ہلائی۔"شکریہ سرکار کا جس نے اڑانے کیلئے فری پٹرول دیا۔۔۔" وہ بھی اس کو سرکار کے پیسوں پر عیاشی کرنے کا طعنہ مار گئی۔

"انسان کو اپنا ہی عکس نظر آتا ہے۔۔۔الحمدللہ اپنی کمائی سے اپنے خرچے پورے کرتا ہوں۔۔۔"

"کمائی ی۔۔۔۔" اس نے لمبا کھینچا۔"ہماری زبان میں اسے رشوت کہتے ہیں۔۔۔"

"بالکل ویسے جیسے ہماری زبان میں آپ کو چور کہتے ہیں۔۔۔"

"پولیس والوں کی زبان بھی ہوتی ہے۔۔۔؟" وہ دوبدو بولی۔

"تمہیں آخر پولیس والوں سے مسئلہ کیا ہے۔۔۔؟" وہ چڑ گیا۔

"اس میں اتنی حیران ہونے کی بات کیا ہے۔۔۔؟ ہمارے پورے ملک کو ان سے مسئلہ ہے۔۔۔"

"عوام کو تو اپنے علاوہ ہر دوسرے انسان سے مسئلہ ہے۔۔۔رہی بات تمہاری تم ابھی اس مقام پر نہیں آئی جہاں پر مجھ سے مقابلہ کر سکو۔۔۔تب بات کرنا جب تم خود کچھ بن جاؤ۔۔۔"

مصعب نے اسے چیلنج کیا تھا وہ الگ بات تھی کہ وہ چیلنج بھی وہی قبول کرتی تھی جو دماغ کو بھاتا تھا۔"پولیس کوئی باہر سے نہیں آئی ہم ہی ہیں جو اس شعبے میں بھرتی ہوتے ہیں۔۔۔یہ تم اور میں ہی ہیں جو پہلے عہد لیتے ہیں اور پھر اسی عہد کو توڑتے ہیں۔۔۔نظام سے مسئلہ ہو تو اس کے سامنے کھڑا ہوا جاتا ہے نا کہ اس کا حصہ بنا جاتا ہے۔۔۔"

بحث کے دوران وہ گھر پہنچ چکے تھے۔اس نے گاڑی پارک کی اور دونوں قریبا ایک ساتھ اترے تھے۔

"مس روبایا۔۔۔"مصعب نے اس کے عقب میں سے پکارا۔

وہ رک گئی۔مصعب اس کے پاس آیا۔

"آئندہ ایسی کوئی حرکت کی تو یاد رکھنا میں تمہارے عورت ہونے کا ہر لحاظ بالائے طاق رکھتا چلا جاؤں گا۔۔۔"وہ اپنی چھڑی کو ہلا ہلا کر کہہ رہا تھا۔

اس کی آواز میں ایسا سرد پن تھا جو اک بار سامنے کھڑی لڑکی کے دل کو بھی جاڑے کے جیسے جکڑ گیا تھا لیکن وہ تھی تو روبایا ہی۔

"ایک شرط پر۔۔۔؟"یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اس وقت شرائط کی کسی پوزیشن میں نہیں ہے پھر بھی کہہ اٹھی۔"لالا کو کچھ پتا نہیں چلنا چاہئیے۔۔۔"اس نے انگلی اٹھائے مصعب کی جانب کی۔

"ایک پولیس والے کے سامنے انگلی نیچی رکھنی چاہئیے۔۔۔"

"ایک عورت کے سامنے اپنی نظریں بھی نیچی رکھنی چاہئیں۔۔۔"

"استغفراللہ۔۔۔لالا سے کہو تمہیں کسی مکینیک کی دکان پر لے جا کر تمہارے دماغ کے نٹ کسوا کر لائیں۔۔۔"مصعب نے چھڑی سے اس کے دماغ پر دستک دی اور آگے بڑھ گیا۔

"ڈی ایس پی صاحب۔۔۔لالہ کو پتا نہیں چلنا چاہئیے۔۔۔"وہ بغیر جواب دئے آگے بڑھ گیا تھا،روبایا جانتی تھی وہ نہیں بتائے گا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت کچن میں آئی تھی اور بوا سے کھانے کا پوچھا، جس کا جواب بڑا کمال کا ملا۔

"دیسی ٹینڈے ہیں۔۔۔"

"دیسی ہوں یا ولایتی۔۔۔ہیں تو ٹینڈے ہی ناں۔۔۔"اس کے منہ کے زاویے بگڑے۔"ویسے بوا یہ ریسزم ہوتا ہے۔۔۔"

"کیا ہوتا ہے۔۔۔؟"بوا نے ناک چڑھائی۔

"میں کہہ رہی ہوں ٹینڈے ٹینڈے ہی ہوتے ہیں۔۔۔"

"ارے بٹیا یہ کیا کہہ رہی ہو اپنے خود کے کھیتوں سے آئے ہیں۔۔۔"

وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔"یہی جو میں وہاں ہوتی تو اب تک ٹینڈوں کے کھیت کو تو آگ لگا چکی ہوتی۔۔۔"

اس نے بد دلی سے سوچا، پھر بیٹھے بیٹھے دماغ میں اک خیال آیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں دادو سے ملنے جا رہی ہوں۔۔۔" وہ بتاتی ہوئی کچن سے نکل آئی۔اب اس کا رخ اپنے لان کی جانب تھا۔ یہاں سے اوپر چڑھنا آسان کام تھا۔اس نے اک نظر ارد گرد دوڑائی پھر جدید تراش خراش سے پرانے طرز کی اینٹوں جیسی بنی دیوار پر چڑھنے کا ارادہ کئے اپنے گھر کی اور ارسہ کے گھر کی ملحقہ دیوار کی جانب آ گئی۔

بسم اللہ پڑھتے اس نے اینٹوں میں پاؤں پھنسائے اوپر چڑھنا شروع کیا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ دیوار کے اوپر چڑھتی ساتھ والے گھر میں لگے آم کے درخت پر چڑھ بیٹھی تھی۔اپنے ارد گرد لٹکتی آم کی کیریوں کو دیکھ کر منھ میں پانی بھر آیا۔ کہاں کچھ دیر پہلے ٹینڈے اور اب کیری۔اس نے اللہ کا شکر ادا کرتے جیسے ہی ایک کیری توڑی ارسہ کی آواز پر کیری اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی۔

"یا خدایا۔۔۔روبایا تم باز نہیں آئی ناں۔۔۔کیوں ہمارے گھر خود کا داخلہ بند کروانے پر تلی ہوئی ہو۔۔۔"

"کس میں اتنی مجال جو ہمارا داخلہ بند کر دے۔۔۔تم بس جلدی سے دادو کو جا کر کہو پراٹھا بنائیں روبایا کیریاں لے کر آ رہی ہے۔۔۔" وہ کہتے ہوئے کیریاں توڑنے لگی تھی۔

"روبایا بھائی کے آنے کا وقت ہے۔۔۔"

"تم یونہی کھڑی رہی تو تمہارے بھائی کے آنے کا وقت رہے گا نہیں وہ آجائے گا۔۔۔اب جاؤ جلدی۔۔۔"

ارسہ جیسے ہی جانے کیلئے پلٹی باہر کا گیٹ کھلا تھا اور آنے والی شخصیت کوئی اور نہیں مصعب صاحب کی تھی۔

"مارے گئے۔۔۔"ارسہ بدد قت مسکرائی۔مصعب اسے وہاں کھڑا دیکھ کر مسکراتا ہوا اس کی جانب بڑھ آیا۔

"اب خاموشی سے بیٹھی رہنا۔۔۔"ارسہ نے آہستگی سے کہا۔

"ارے یہاں دھوپ میں کیوں کھڑی ہو۔۔۔؟"سلام کے بعد اس نے ارسہ کے سر پر پیار دیا۔

"میں۔۔۔؟"

"ہاں جی تم۔۔۔"

"میں۔۔۔"اسے بہانہ سوچنے میں وقت درکار تھا۔"جی میں۔۔۔مجھے سردی لگ رہی تھی۔۔۔"اس نے جلدی سے کہا۔مصعب نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے کو چھوتے بخار دیکھا۔

"تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟"اس قدر دھوپ میں اسے سردی لگ رہی تھی۔ ارسہ کو اپنے بھونڈے جواز کا اندازہ ہوا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ مصعب نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ہاہا۔۔۔کیسا لگا میرا جوک۔۔۔"ارسہ ہاتھ پر ہاتھ مارتی خود ہی ہنس اٹھی۔

"بالکل فارغ تمہاری دوست کی طرح۔۔۔"

روبابیا اس کی بات سن کر ابھی ہلنے کا ارادہ کرتی ہی کہ اس کی جھولی میں پڑی کیری گرتے ہوئے مصعب کے سر میں جا لگی تھی۔ارسہ نے بے ساختہ آنکھیں بند کی۔ مصعب نے تحیر سے جیسے ہی سر اٹھا کر اوپر دیکھا،اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر اس کے ماتھے پر بل در آئے۔

"تم۔۔۔"اس کا غصہ واپس سے عود آیا، آیا جی نے سچ ہی کہا تھا آم کے درخت کا سایہ بھاری ہوتا ہے جہاں یہ چڑیل اسے مل ہی جاتی تھی۔"فورا نیچے آؤ۔۔۔"

"جی نہیں۔۔۔"

"رکو تم۔۔۔"مصعب نے آگے بڑھ کر جو ٹہنی اس کے ہاتھ میں آئی اسے زور زور سے ہلانا شروع کر دیا۔

"بھائی کیا کر رہے ہیں۔۔۔وہ گر جائے گی۔۔۔"ارسہ نے گھبراتے ہوئے جلدی سے مداخلت کی۔

"میری بلا سے۔۔۔" وہ اب اور زور سے ہلانے لگا تھا۔

"بھائی۔۔۔" اس نے اپنا ماتھا پکڑ لیا تھا۔

"آہ۔۔۔ ارسہ دادو کو بلاؤ۔۔۔۔ دادو۔۔۔۔ دادو۔۔۔۔" وہ خود کو سنبھالتی آوازیں لگاتی واپسی اپنے گھر جانے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن مصعب کے درخت کو مسلسل ہلاتے رہنے کے سبب وہ پھسلی تھی اور اگلے ہی پل کچی مٹی پر دھڑام ہوئی تھی۔

دادو نے جیسے ہی دروازے سے باہر آتے اسے گرتے دیکھا سرعت سے بھاگ کر اس کی جانب آئیں۔

"تمہیں چوریاں کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں آتا۔۔۔؟" وہ اس کے سر پر کھڑا پوچھ رہا تھا۔

"روبایا۔۔۔ میری بچی۔۔۔" دادو نے فوراً آتے ساتھ اسے پیار کیا۔ "میاں یوں ہاتھ باندھے کیوں کھڑے ہو۔۔۔؟ بچی کو چوٹ لگی ہے اٹھنے میں مدد کرو۔۔۔"

"معذرت بے بے۔۔۔" اس نے کندھے اٹھائے۔ "آپ کی بچی ایسے کام ہی کیوں کرتی ہے جس سے چوٹ لگے۔۔۔"

روبایا جس قدر اپنی آنکھوں میں غصہ بھر کر اسے دیکھ سکتی تھی اتنے غصے سے اسے دیکھا۔

"چھوڑیں دادو۔۔۔اللہ گنجے کو ناخن اور بندر کو ماچس نہ دے۔۔۔"روبایا کو بھی غصہ عود عود کر آرہا تھا۔ایک تو گرایا اور پھر چوٹ کا درد۔اس نے ارسہ کی جانب ہاتھ بڑھایا اور پھر درد کو نظرانداز کرتی محض مصعب کو دکھانے کیلئے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔دادو نے کتنا زور لگایا کے وہ گھر کے اندر چلی آئے مگر وہ بھی سر اکڑائے ان کے سہارے اپنے ہی گھر آئی تھی۔

پاؤں میں تکلیف تو بہت تھی مگر ہار نہیں ماننی تھی۔دادو اسے بستر پر لٹانے کے بعد اس کے پاس ہی بیٹھ چکی تھیں۔مصعب نے ڈاکٹر کو کال کر دی تھی اور اس کے آنے تک روبایا کا پاؤں سوجھ کر پکوڑا بن چکا تھا۔ڈاکٹر صاحب نے جو جو تاکید کی تھی مصعب نے وہ سب سامان منگوالیا۔

"اللہ نے گنجے کو ناخن دے ہی دئے۔۔۔"اس نے مسکراہٹ ضبط کئے چوٹ کی اور سامان ارسہ کی جانب بڑھادیا۔

"یہ کیا ہے۔۔۔"دادو نے روبایا کے بال سہلانے سے ہاتھ روکے مصعب کو دیکھا۔

"یہ ان کے ہاتھ اور پاؤں باندھنے کیلئے کہ یہ خود بھی محفوظ رہیں اور ارد گرد کے لوگ بھی رہ سکیں۔۔۔"

"ڈاکٹر سے زبان کیلئے بھی کوئی مرہم پوچھ لیتے۔۔۔"روبایا کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہاون دستے سے اسے رگڑ دیتی۔

"اوہ۔۔۔میں بھول گیا آپ کو تو یہ بھی مسئلہ درپیش ہے۔۔۔"مصعب کے بتیس دانت چودھویں کے چاند سے چمکے۔

"دادووووو۔۔۔کیا حکومت نے اب کام چوری کی تنخواہ دینی شروع کر دی ہے۔۔۔؟"وہ اچھا خاصا زچ ہو چکی تھی۔آخر وہ جا کیوں نہیں رہا تھا،اس کے جانے کے بعد ہی تو اس نے دادو سے لپٹ کر"ہائے۔۔۔ہائے۔۔۔"شروع کرنی تھی۔

مصعب نے آگے بڑھ کر بے بے کے سر پر بوسہ دیا اور پھر چہرے پر زچ کرتی مسکراہٹ سجائے باہر نکل گیا۔

"یااللہ۔۔۔چھوڑ نامت۔۔۔"اس نے دل میں دعا کی۔

قریبا اس کے پاؤں کو ٹھیک ہونے میں دو ہفتے لگے تھے اور ان دو ہفتوں میں دو لوگوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔ایک لالا نے اور دوسرا مصعب نے۔۔۔اس سب عرصے کے دوران دادو اور ارسہ اسے نہیں بھولی تھیں۔دادو تو قریبا ہر وقت ہی وہاں پائی جاتی تھیں اور ارسہ یونیورسٹی سے سیدھا اس کے گھر آجاتی تھی۔

اس سب عرصے کے دوران کھانا لالا کی جانب ہی کھایا گیا تھا،روبابیا کے تو خوب مزے لگے رہے تھے۔اس کی اور دادو کی پسند جو خاصی مشترک تھی اور ارسہ کی بھی۔شام کے وقت دادو مصعب کا کھانا ساتھ لے جاتی تھیں۔

آج وہ دو ہفتے بعد یونیورسٹی جانے کیلئے گھر سے باہر نکلی تھی،اس کی نظر سامنے کھڑے پولیس کے ڈالے پر پڑی۔

"اوہ۔۔۔ان کو تو میں بھول ہی گئی تھی۔۔۔"وہ آرام سے کہتی ہوئی اس جانب چلی آئی۔وہ پولیس جوان غالبا ایس پی صاحب کیلئے کھڑے تھے۔وہ جائزہ لیتی نظروں سے دیکھنے لگی۔

"میڈم آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں۔۔۔ کہیں آگے پیچھے ہوں۔۔۔"اک اہلکار نے ہاتھ کے اشارے سے رفو چکر ہونے کو کہا۔

"کیوں اب ایس پی صاحب نے یہاں کھڑے ہونے پر بھی پیسے لینے شروع کر دیئے ہیں۔۔۔؟"

"دیکھیں جایئے یہاں سے ہمارے صاحب آنے والے ہوں گے۔۔۔"

"ارے تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے تمہارے صاحب نہیں بلکہ کوئی جن ہو۔۔۔"روبابیا نے مذاق اڑاتے کہا۔

"ویسے کتنی دیہاڑی لگا لیتے ہو۔۔۔؟"اسے بس ایک بات چاہیئے تھی سید مصعب بخاری کے خلاف۔

"جی۔۔۔؟"

"ارے۔۔۔ بھلا ہمسائیوں سے کیا پردہ۔۔۔ایسے ہی تجسس ہو رہا تھا کہ دن میں کتنی کمائی کر لیتے ہو۔۔۔؟"

"میڈم۔۔۔م۔۔۔"اہلکار نے بمشکل ضبط کیا۔

"اچھا چھوڑیں۔۔۔ویسے یہ آپ کے ایس پی صاحب کتنا کما لیتے ہوں گے۔۔۔؟اور کیا یہ بھی آپ کے ساتھ سگنل۔۔۔"وہ کہتے کہتے رکی۔"میرا مطلب ناکے پر کھڑے ہوتے ہوں ہیں۔۔۔؟"

"بلآخر شیطان کو کھول دیا گیا۔۔۔"وہ اس کے سر پر آن پہنچا تھا۔روبایا نے منھ چڑایا۔"خیر اتنا تو کما ہی لیتا ہوں کہ اپنے بیوی بچوں کو خوشحال زندگی دے سکوں ویسے یہ تم کس خوشی میں مجھ میں اتنی دلچسپی لے رہی ہو۔۔۔"وہ پولیس کی یونیفارم پہنے ڈیوٹی پر جانے کیلئے تیار تھا۔کیا تھا جو یہ اینٹ کتے کا بیر نہ پالتا تو اپنے نام کی طرح اچھا ہی لگتا۔

"بلی کے خواب میں چھیچھڑے۔۔۔"اس نے مذاق اڑایا۔

"کالی کلوٹی موٹی بلی راستہ نہ کاٹے۔۔۔"اس نے اپنی چھڑی کو جادو کے سے انداز میں گھمایا۔

"ہماری بلی ہمیں ہی میاؤں۔۔۔میاؤں۔۔۔"روبایا نے بھی آگے کو ہوتے ہوئے اپنی آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھا تھا۔

اس سے پہلے وہ روبایا کو کوئی جواب دیتا،اس کی نظر پولیس کے ڈالے میں بیٹھے اک سپاہی پر پڑی ۔مصعب کے گھورنے پر وہ گڑبڑاتا اپنی نظروں کا زاویہ بدل گیا۔

"علی بخش۔۔۔"اس کی تیز آواز پر روبایا نے آنکھیں دکھاتے ہوئے اپنے کان پر ہاتھ رکھا۔

"نکلو تم لوگ۔۔۔"

"لیکن سر سیکیورٹی۔۔۔"

مصعب کے آنکھیں دکھانے پر وہ چلا گیا۔

"ویسے انسان کو اتنا بھی خود سر نہیں ہونا چاہئیے، کسی عقل مند کی بات مان لینی چاہیئے۔۔۔" روبایا کی بات پر مصعب نے تعجب سے اسے دیکھا تھا۔

"اسی طرح کی عقل کی بات کسی وقت کسی نے تم سے بھی کہی تھی۔۔۔"

"میں پولیس کے ڈالے میں سوار نہیں ہوئی۔۔۔"

مصعب نے اک گہری سانس بھری اور اس کے اور اپنے بیچ کا فاصلہ سمیٹا، اس کی آنکھوں کے سرد پن پر وہ بے ساختہ ہی پیچھے ہوئی تھی۔ "روبایا عثمانی۔۔۔ آئیم وارننگ یو۔۔۔ اپنے دماغ۔۔۔ اپنی آنکھوں اور اپنی ساتویں حس کو کام میں لاؤ ورنہ مجھے یہ تینوں طبق روشن کرنے میں وقت نہیں لگے گا۔۔۔ آئندہ مجھے کسی سپاہی کے آس پاس نظر نہ آؤ۔۔۔ پولیس والوں سے جتنا فاصلہ رکھو اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔۔۔"

"مجھے اس فاصلے کو سمیٹنے کا شوق بھی نہیں ہے۔۔۔ میں بہت اچھے سے جانتی ہوں پولیس والے کیسے ہوتے ہیں۔۔۔" اس نے مصعب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا۔

"زبان کی جگہ دماغ چلا لو تو بہتر ہے۔۔۔ آئندہ آس پاس نظر مت آنا۔۔۔" وہ کہتا اپنی کار کی جانب بڑھ گیا۔

"اب بندہ کیا سڑک پر بھی بات نہیں کر سکتا۔۔۔ عجیب۔۔۔"

"یا صبور۔۔۔" واواپس سے اس کی جانب آیا اور اک بار پھر سے اپنی چھڑی سے اس کے دماغ کو ٹھوکا۔ "یہاں کیا بھوسا بھروا کر لائی ہو۔۔۔"

"آپ زرا اپنی چھڑی کو قابو میں رکھیں اس سے پہلے میں آپ کے اوپر حبس بے جاہ میں رکھنے کا مقدمہ درج کروادوں۔۔۔"

"یاالہی۔۔۔اس قدر خوفناک سزا۔۔۔" اس نے واپس گھومتے ہوئے اپنا سر گاڑی کے ساتھ ٹیکتے جھکالیا۔ ایک گہری سانس بھری اور سیدھا ہوا۔ "بندہ بھینس کے آگے بین بجالے مگر تمہیں کوئی عقل کی بات سمجھانے نہ بیٹھے۔۔۔" وہ کہہ کر گاڑی میں بیٹھتا زن سے گاڑی بھگا لے گیا بالکل اپنے مزاج کی طرح۔

"جاہل انسان۔۔۔ یااللہ اس کو بخیر و عافیت پہنچادینا، اگر کچھ ہو گیا تو یہ اونٹ بھی میرے اوپر بٹھادے گا۔۔۔" وہ بھی اس کی کار کو جاتا دیکھ کر بڑبڑائی تھی۔

مصعب جیسے ہی اپنے دفتر کے پاس پہنچا علی بخش نے اسے سیلوٹ کیا۔

"اندر آؤ۔۔۔" وہ دروازہ پار کرتا اندر آیا اور اپنی چھڑی میز پر رکھی، کیپ اتار کر اس نے میز پر ایک جانب رکھ دی اور پھر اپنی نشست سنبھال گیا۔ علی بخش اس کے سامنے مودب بنا کھڑا تھا۔

"بیٹھو۔۔۔"اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔"کیس کی کیا اپ ڈیٹ ہے۔۔۔؟"

"آپ کا شک صحیح تھا، بڑھتے ہوئے جرائم کا سبب ہمارے اندر موجود کالی بھیڑوں کا ہونا ہے۔۔۔ہمارے ادارے میں سے ہی بہت سے لوگ ان جرائم کو ہوا دے رہے ہیں۔۔۔"

"ہمم۔۔۔اور وہ ویمن ہراسمنٹ کے کیسز کا کیا بنا۔۔۔ہمیں حکومت کی جانب سے تو فری ہینڈ مل چکا ہے ناں۔۔۔"

"سر۔۔۔یہ سب کام انہی کی ایما پر ہو رہے ہیں۔۔۔کچھ پیسوں کے عوض وہ ملزمان کے کہنے پر اگر وکٹم کے گھر والوں کو دھمکانا بھی پڑے تو یہ بھی کر رہے ہیں۔۔۔"

وہ کچھ لمحے کرسی کی پشت سے سر ٹیکے سوچتا رہا، پھر وہ سیدھا ہوا۔"ہمم۔۔۔تم ایک کام کرو میٹنگ کال کرو زونز کے ہیڈز کے ساتھ۔۔۔سب کو کل ہی رپورٹ کرنے کا کہو اور اپنے اپنے علاقے کی رپورٹس لے کر حاضر ہوں اور ایک ڈیٹا ہماری ٹیم ترتیب دے گی۔۔۔ہم بھی تو دیکھیں کون کتنی دھول آنکھوں میں جھونک سکتا ہے۔"اس کی ہدایت پر علی بخش نے سر ہلایا۔

"اور ہاں علی بخش۔۔۔آج میری ڈیوٹی پر کون کون تھا۔۔۔"علی بخش نے اک ہی سانس میں نام بتائے۔

"مجھے ان سب کی معلومات نکال کر دو۔۔۔آج ہی۔۔۔"اس نے الٹی میٹم دیتے کہا اور پھر علی بخش کو جانے کا کہا تھا۔

اس کا آج خاصا مصروف دن رہا تھا، میٹنگ وقت کے حساب سے نہیں ایجنڈے کے حساب سے طویل ہوئی تھی۔ جو بات اس سب کے دوران سامنے آئی تھی وہ یہی تھی کہ ایسے جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی انہی کے ادارے کی کالی بھیڑیں کر رہی ہیں۔ اس سب میں رینک کا کوئی عمل دخل نہیں تھا جس کا جتنا بس چل رہا تھا وہ اتنا بگاڑ پیدا کر رہا تھا۔ اپنے اپنے علاقے میں سیاسی لوگوں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کیلئے ان کے کہنے پر کسی کو ملزم بنایا جا رہا تھا تو کسی کو مجرم۔۔۔

میٹنگ ختم ہوتے ہی وہ اپنی پشت آرام دہ انداز میں کرسی سے ٹیکتا بازو سر کے پیچھے رکھ گیا۔

"کیا کہتے ہو علی بخش۔۔۔؟" اس کا اشارہ آج کی میٹنگ کی جانب تھا، وہ جانتا تھا اس کے اس قدر سخت آرڈرز کے سبب بہت سے لوگوں کا موڈ میٹنگ کے اختتام پر ویسا خوشگوار نہیں رہا تھا جیسا آتے وقت تھا۔

"آپ نڈر ہیں۔۔۔ آپ جذبات میں آکر فیصلے نہیں کرتے لیکن آپ اپنے ملک کو اور کام کو لے کر جذباتی ہیں۔۔۔" وہ بہت ناپ تول کر الفاظ کا چناؤ کر رہا تھا۔ "آپ جانتے ہیں مجھے آپ کے فیصلے سے اختلاف ہے، میں یہی کہوں گا لڑنے کیلئے آپ کا خود کے پاؤں پر جمے رہنا ضروری ہے۔۔۔ سب پر ایک ساتھ سختی کر دیں گے تو یہ سب مل کر آپ کیلئے مشکلات کھڑی کر دیں گے۔۔۔"

علی بخش کی باتیں سنتے ہوئے اس کے چہرے پر مسکان تھی، وہ اپنی نشست سے کھڑا ہوتا کھڑکی کے پاس آکر کچھ لمحے باہر جھانکتا رہا۔ کہنیوں تک بازو موڑے ہاتھوں کو اپنی پینٹ کی جیبوں میں اڑسے وہ وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے علی بخش میرا یہاں ٹرانسفر کیوں کیا گیا ہے۔۔۔؟"

علی بخش کی آنکھوں میں تعجب ابھرا۔

"کیونکہ اب سرکار بھی ان جرائم کو روکنا چاہتی ہے ورنہ مجھ سے کھرد ماغ بندے کو وہ یہاں کبھی نہ تعینات کرتے۔۔۔ایک بات تو یقینی ہے کہ اب چیزیں سنبھلے نہیں سنبھل رہیں اور اب انہیں کسی بھی قیمت پر ان جرائم کا خاتمہ چاہئیے۔۔۔"

"لیکن آپ یہ بھی تو دیکھیں کہیں نا کہیں ان سب کو سیاسی لوگوں کی پشت پناہی حاصل ہے۔۔۔"

"تم جانتے ہو علی بخش جس دن میرے بابا کا ناحق قتل ہوا تھا اس دن سے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ لی تھی۔۔۔"وہ ابھی بھی باہر نظریں ٹکائے ہوئے تھا یوں جیسے سب اس کی آنکھوں کے سامنے ہو۔"میرے خاندان والوں کیلئے بدلے کے نام پر خون کی ندیاں بہادینا مشکل کام نہیں تھا، لیکن ہمیں بدلہ نہیں انصاف چاہئیے تھا۔۔۔میری ماں بھی اسی انصاف کے انتظار میں بابا کے پاس چلی گئیں۔۔۔"اس نے مڑ کر علی بخش کو دیکھا اور ہنسا۔"مگر میرے باپ کی ماں کا بھی یہی فیصلہ تھا اور میری ماں کا بھی۔۔۔اس دن سے تحیہ کئے ہوئے ہوں اپنے باپ کی طرح

ناحق تو مرا جا سکتا ہے مگر ظالم بن کر زندگی نہیں گزاری جا سکتی۔۔۔میری ماں نے اک عمر بیوگی میں گزار دی اور اب کسی اور کی ماں پر یہ ظلم نہیں ٹوٹنے دوں گا۔۔۔قدم اللہ جمائے گا اور شمشیر ہم اٹھائیں گے،اس اندھیرے کو جھٹنا ہو گا علی بخش۔۔۔یہ اندھیرا جھٹ کر رہے گا۔۔۔میری زندگی میں یاں میرے بعد مگر یہ اندھیرا جھٹے گا۔۔۔ان شاءاللہ۔۔۔"

"سسٹم سے باہر رہ کر سسٹم بدلا نہیں جا سکتا سر۔۔۔"وہ اسے کٹھن راہوں کا بتا دینا چاہتا تھا۔

مصعب جی جان سے مسکرایا۔"پھر تم یہ دیکھنے کیلئے تیار ہو جاؤ علی بخش،میں بنا ہاتھ گندے کئے سسٹم میں بھی رہ کر دکھاؤں گا اور نظام میں تبدیلی لا کر بھی۔۔۔کم سے کم جہاں میں ہوں گا وہاں یہ سب نہیں ہونے دوں گا۔۔۔تمہارا یہ باس تمہیں ظلم کی فصیلیں گرا کر دکھائے گا۔۔۔"اس کے لہجے میں پختہ عظم تھا،اس کا اپنی شخصیت پر اعتبار بتا رہا تھا کہ اس کی پرورش کمزور عورت نے نہیں کی۔

"کیا فائدہ جب آپ ہی نہیں رہیں گے۔۔۔جانتے ہیں یہ اسی سبب ہے اچھا کرنے والے مارے جاتے ہیں اور اپنی موت سے پیچھے رہنے والوں کو مزید خوفزدہ کر جاتے ہیں۔۔۔"علی بخش اس کی دائیں جانب کھڑا تھا،وہ دوست ہو یا دشمن کسی کو پیچھے کھڑا کرنے جیسی صریح غلطی کبھی نہیں کرتا تھا۔

"تمہاری بات کسی حد تک ٹھیک بھی ہے،ہمیں ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے کا قتل ہو جانا تو یاد رہتا ہے مگر وہ اک چنگاری نہیں دکھائی دیتی جو وہ کسی نا کسی کے دل میں جلا گیا ہوتا

ہے۔۔۔ ہمیں لگتا ہے جو سچ کے حق میں آواز اٹھاتا ہے وہ مارا جاتا ہے اور پیچھے ظالم رہ جاتا ہے۔۔۔ایسا ہے تو ظالم کے ہاتھ لمحہ بہ لمحہ خون آلود کیوں ہو رہے ہیں۔۔۔؟"اس نے گردن گھما کر علی بخش کی جانب دیکھا،اس کی آنکھوں میں تحیر ابھرا۔

"کیونکہ سچ کے حق میں زیادہ ہیں۔یہ نیکی کا وہ بیج ہے جس پر دس شاخیں لگتی ہیں۔۔۔بس خوف ہماری بصارت پر فوقیت لے جاتا ہے، ہمیں وہ نظر آتا ہے جس کا خوف ہوتا ہے۔۔۔" مصعب کی بات پر علی بخش خاموش ہو گیا تھا یوں جیسے اب بحث کرنے کیلئے کچھ بچا ہی نہ ہو۔

"چلو گھر چلتے ہیں، آنے والے دن مشکل ہو سکتے ہیں۔۔۔"

وہ دفتر سے نکلتا اپنی گاڑی کی جانب جا رہا تھا اور علی بخش بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ جب چلتے چلتے مصعب کی نظر اپنے اسکوارڈ پر پڑی اور پھر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

اس کا سکوارڈ پولیس کے ڈالے میں چڑھنے لگا۔

"کریم داد۔۔۔تم دفتر کی سرگرمیاں انجام دو گے۔۔۔"اگر ٹرانسفر پر مصعب علی بخش کو اپنے ساتھ ساتھ لئے گھوم رہا تھا تو وہ بے سبب نہیں تھا۔مصعب کا محض دیکھنا ہوتا تھا اور علی بخش حکم بجالاتا تھا۔وہ مصعب کی چال کو سمجھتا تھا،ابھی بھی یہی ہوا تھا وہ اس کے قدموں کی زبان سمجھ گیا تھا اور کریم داد کو اس نے ساتھ جانے سے روک دیا تھا اور ایسا کیوں ہوا تھا یہ صرف مصعب جانتا تھا۔۔۔وہ اس کا روبایا کو عجیب نظروں سے دیکھنا بھولا نہیں تھا۔کریم داد نہیں جانتا تھا وہ اپنی بربادی کو آواز دے چکا ہے۔

اگلی صبح وہ پولیس یونیفارم پہنے اپنی کیپ بازو میں دبائے کمرے سے باہر آیا اور پھر یاد آنے پر واپس سے بھاگ کر اپنے کمرے میں گیا اور دراز کھول کر اس میں سے دو ٹافیاں نکال کر اپنی جیب میں اڑسیں۔ کچن میں سے برتنوں کی محبت بھری آوازیں سن کر وہ سیدھا ادھر آیا۔ آج جب وہ صبح کا سلام کرنے اس کے کمرے میں آیا وہ سوئی ہوئی تھی۔ مصعب خاموشی سے واپس چلا گیا اور ابھی بھی اس کا خیال یہی تھا کہ آج وہ بغیر ناشتے کے آفس جا سکتا ہے مگر کچن میں پہنچ کر ارسہ کو ناشتہ بناتا دیکھ کر وہ سر جھٹکتا مسکرا دیا۔ وہ جب بھی ساتھ ہوتی تھی اس کا ناشتہ خود بنایا کرتی تھی، اسے اپنے بھائی کیلئے کھانا بنانے میں کوئی قباجت نہیں تھی اور اس کے بھائی کو بھی اس کی اس محبت کا ادراک تھا۔۔۔ ارسہ نے پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر مسکراہٹ لئے ناشتے کی ٹرے اسے تھما دی۔ مصعب نے پہلے جیب سے ٹافیاں نکال کر اسے دیں پھر اپنی ٹرے تھامے باہر نکل آیا۔ ڈائیننگ میز پر ٹرے رکھتے وہ بیٹھنے لگا تھا جب تسبیح کے دانوں کو پھیرتی دادو نے اسے پکارا۔

"کبھی دو گھڑی بے بے کے پاس بھی بیٹھ جایا کر۔۔۔"

وہ دھیمی سی مسکان لئے اپنی ٹرے اٹھاتا ان کے پاس آ گیا۔ میز پر ٹرے رکھتے وہ ناشتے کی جانب متوجہ ہوا۔ "سرکار دو گھڑی۔۔۔؟ آپ حکم کریں آپ کا پوتا زندگی آپ کے نام لکھ دیتا ہے۔۔۔"

"بالکل اپنے باپ کی طرح بس الفاظ کی ہی چاشنی میں ڈبوتے ہو۔۔۔ خیر چھوڑ سب یہ بتا کتنے سال کا ہو گیا ہے۔۔۔؟"

"انیس کا۔۔۔"

"چھبیس کا۔۔۔" بے بے نے جھٹ سے کہا تھا۔

"جانتی ہیں تو پوچھ کیوں رہی ہیں۔۔۔" اس نے شرارت بھری نگاہ ان پر ڈالی۔

"تجھے نہیں معلوم میں یہ نہیں پوچھنا چاہتی۔۔۔" بے بے نے شاکی نظروں سے اسے گھورا، اس نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی۔

"پھر کیا پوچھنا چاہتی ہیں۔۔۔" چہرے پر بلا کی معصومیت آ گئی۔

"تو شادی کرے گا یا ں نہیں۔۔۔؟"

"ابھی نہیں بے بے۔۔۔"

"لے اس کے بعد کب کرے گا، تیرے بعد ارسہ کی بھی تو کرنی ہے۔۔۔"

"خدا کو مانیں بے بے ابھی اس کی یونیورسٹی تو ختم ہونے دیں اور ویسے بھی اس سے پوچھ لیجئے اگر وہ راضی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔" اس کے موبائل پر بیپ ہوا، اس نے بائیں ہاتھ سے موبائل کھولا اور ای میل پڑھنی شروع کی۔ ای میل پڑھتے ہی اس کے لبوں پر

مسکراہٹ کھیل گئی۔اس نے رات لگ کر ٹرانسفر ہونے والوں اور ان کی جگہ آنے والوں کے ناموں کی فہرست بنا کر بھیجی تھی اور ابھی اسے اجازت مل چکی تھی۔

"دادی۔۔۔آپ تو ہاتھ جھاڑ رکھیئے۔۔۔" یہاں روبایا نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور وہاں مصعب صاحب رج کے بیزار ہوئے۔

"ہائے کیوں سکھی۔۔۔؟"

وہ دادو کے پاس جگہ سنبھالتی ان کے ساتھ لپٹ گئی۔"آپ کا پوتا موبائل کو دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔۔۔یاد نہیں رات والی قسط میں کیا ہوا تھا۔۔۔"اگر مصعب اسے ماچس کی تیلی کہتا تھا تو غلط نہیں کہتا تھا۔

مصعب نے ٹرانسفر لیٹر ایشو کروا دیئے تھے۔اس نے موبائل سے جیسے ہی سر اٹھایا اپنے سامنے روبایا کو بیٹھا دیکھ کر اک گہری سانس بھری۔

"دادی کیا اب آپ نے ہمسائیوں کو گود لے لیا ہے جو صبح شام یہیں پائے جانے لگے ہیں۔۔۔"

دادی نے روبایا کو ساتھ لگایا تھا۔"اپنی ہوتی سوتی کا غصہ میری بچی پر نکالنے کی ضرورت نہیں۔۔۔بن ماں کے بچی ہے تیرا کیا کھاتی ہے۔۔۔"دادی کو رات والی قسط میں موبائل پر ماں کی ناک کے نیچے عشق لڑاتا لڑکا اور مصعب ہو بہو ایک جیسے لگے تھے۔روبایا نے دادی کے ساتھ لگے ہلکا سا سر اٹھا کر زچ کرتی مسکراہٹ لئے اسے دیکھا۔

"یہ صحیح طریقہ ہے کیش کروانے کا۔۔۔میں بھی ماں کیا بن باپ کا بچہ ہوں۔۔۔میرا تو نہیں خیال آیا۔۔۔"وہ پاس پڑے ٹشو باکس سے ٹشو نکالتے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"خیال ہے تو سب چھوڑ چھاڑ یہاں تم لوگوں کے پاس بیٹھی ہوئی ہوں۔۔۔"

"اور ویسے میں بھی بن والدین کے ہی ہوں۔۔۔"روبایا نے باور کروانا ضروری سمجھا تھا۔

"توبہ استغفراللہ۔۔۔یہ کوئی مقابلے کی بات ہے۔۔۔؟"اندر داخل ہوتی ارسہ کو ان دونوں کی عقل پر شعبہ ہوا۔

"بے بے میں چلتا ہوں۔۔۔"اس نے سر آگے کر کے بے بے سے پیار لیا۔"دعا کیجئے گا، آپ کے بیٹے کا تھوڑا کڑا وقت چل رہا ہے۔۔۔"

"میں تو دعا کی بجائے شکر کروں گی ایس پی صاحب کا بھی کڑا وقت آیا۔۔۔"وہ آہستہ سے منمنائی، مگر مصعب سن چکا تھا۔

"ہر سیر کا سوا سیر ہوتا ہے۔۔۔"اس نے بھی سیدھے ہوتے جملہ داغا تھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

"کیوں تنگ کرتی ہو بھائی کو۔۔۔"ارسہ نے اس کے سامنے چائے کا کپ رکھا۔

"اوہ۔۔۔ہیلو۔۔۔اتنے بھی کوئی چھیڑنے والی چیز نہیں ہیں ایس پی صاحب۔۔۔میرا بس چلے میں تو دیکھوں تک ناں۔۔۔ہنہ۔۔۔چھیڑتی ہوں۔۔۔"وہ منھ بناتی اپنا چائے کا کپ تھام گئی۔ بے بے اور ارسہ دونوں ہنس دیں۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات میں بے بے اپنے بستر میں لیٹی تسبیح کر رہی تھیں جب مصعب ان کے کمرے میں آیا۔ دادو نے تعجب سے دیکھا، وہ رات میں یوں ان کے کمرے میں تب ہی آتا تھا جب اسے کوئی بات پریشان کر رہی ہوتی یا اسے کوئی اہم بات کرنی ہوتی تھی۔دادو نے اپنی ٹانگیں سمیٹ لیں اور وہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔دادو بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔وہ اپنے گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہاتھوں کو باہم ملائے انگلیوں کے سرے کو اپنے لبوں سے لگائے ہوئے تھا۔

دادو آہستہ سے سیدھی ہوئی اور آہستہ سے اس کے سر میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔

"کیا بات ہے آج میں شیر جوان پتر پریشان کیوں لگ رہا ہے۔۔۔"

وہ سیدھا ہوا اور ان کی جانب دیکھ کر مسکرایا۔"آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے۔۔۔"

"تیری ماں ہوں، تیرے قدموں سے تیری اداسی کا پتا لگا لیتی ہوں، اب بتا کیا ہوا ہے۔۔۔"

اس نے دادو کی جانب رخ پھیرا۔"بے بے یہ رو بایا اتنی بیوقوف کیوں ہے۔۔۔"وہ جھنجھلایا ہوا تھا۔

"امہم۔۔۔ چھوٹی چھوٹی شرارتیں کرنے سے کوئی بیوقوف نہیں ہو جاتا، یہی تو زندگی کے رنگ ہوتے ہیں۔۔۔"

"بے بے۔۔۔" وہ رکا۔ "بات چھوٹی چھوٹی شرارتوں کی نہیں ہے۔۔۔"

"پھر کیا بات ہے۔۔۔"

"آپ توارسہ سے کہتی تھیں کہ اللہ نے عورتوں کو ایسی صفت سے نوازا ہے کہ انہیں کو کوئی دس میل کے فاصلے سے بھی بری نگاہ سے دیکھے تو انہیں معلوم پڑ جاتا ہے مگر اسے تو سامنے کھڑے بندے کا نہیں پتا چلتا۔۔۔"

"اوہو پتا تو چلے ہوا کیا ہے۔۔۔"

مصعب اک لمحے کو رکا اور پھر ساری بات دادو کو بتا گیا۔ بے بے کے تاثرات میں کوئی خاص فرق نہیں آیا تھا۔

"آپ اسے سمجھائیں، اتنی لاپرواہی اچھی نہیں ہوتی۔۔۔ میں روز جو دیکھتا ہوں وہ بیان نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ حقیقت میں فکر مند تھا۔

بے بے نے اس کے چہرے کو ہاتھوں میں تھامتے اس کے سر پر بوسہ دیا۔ "میں اس سے بات کروں گی۔۔۔"

وہ دادو کو شب بخیر کہتا اٹھ گیا۔اگلے روز دادو نے موقع پا کر روبابا سے بات کی تو اس کے جواب پر ہنس پڑیں۔

"یہ شکایت آپ کے پوتے نے لگائی ہے ناں۔۔۔"

"تو یہ کیوں دیکھتی ہے شکایت کس نے لگائی ہے، یہ دیکھ کہ تیری پرواہ ہے۔۔۔"دادو نے اسے پیار سے سمجھایا۔

"آپ اپنے پوتے کو بتا دیجئے گا اتنی بیوقوف نہیں ہو میں، مجھے سب سمجھ آ رہا تھا۔۔۔"اس نے دادی کو دیکھا۔

"پھر۔۔۔؟"

"ارے ایس پی صاحب بھی وہیں پر تھے ناں اب ان کے ہوتے ہوئے بھی ڈرنا پڑے گا۔۔۔" دادو ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا گئیں۔

ارسہ کے کزن کی شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی۔شادی تو اس کی یہیں شہر کی لڑکی سے ہو رہی تھی مگر وہ خود گاؤں سے تھے۔اب بہت اصرار پر بے بے کو گاؤں جانا پڑا تھا، آخر کو وہ بھی پوتا ہی تھا۔بے بے رخصت ہونے سے پہلے ڈھیروں نصیحتیں کر کے روانہ ہوئی تھیں، مصعب کا بھی آج کل مشکل وقت چل رہا تھا سو اس کے گھر آنے کے اوقات کا کچھ خاص اتا پتا معلوم

نہیں تھا۔اس لئے ارسہ روبایا کے گھر میں ہی بستر لگا گئی تھی اور ان دونوں کو چاہئیے بھی کیا تھا۔ لالا تو صبح کام پر چلے جاتے بس پھر ان کے دن رات ساتھ ہی گزر رہے تھے۔روبایا نے تو گویا وہ معقولہ سچ کر دکھایا تھا" کراں آلے کر نئ سانوں کسے داڈر نئ۔۔۔"(گھر والے گھر نہیں سو ہمیں کسی کا ڈر نہیں۔۔۔)

اس ایک ہفتے میں ان دونوں نے خوب مزح کیا تھا، صبح گاڑی لے کر نکلتیں تو شام کو واپس آتیں۔۔۔شاید ہی شہر کا کوئی ریسٹورنٹ بچا ہو گا جہاں وہ دونوں نہیں گئی ہوں گی۔۔۔لالا یونورسٹی تو اسے کار لے کر جانے نہیں دیتے تھے ہاں ویسے اسے اجازت تھی۔ارسہ اور روبایا دونوں کو ہی گاڑی چلانی آتی تھی بس فرق اتنا تھا ارسہ کے اندر اناڑی پن نہیں تھا اور روبایا وہ جیسے کو تیسے والے حساب پر چلنے کی روادار تھی۔

ابھی بھی یہی ہوا تھا، غلط جگہ سے ٹرن لینے کے سبب دھری جا چکی تھیں۔

"ہائے ارسہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔"ٹریفک پولیس والا ان کی جانب آ رہا تھا، چالان پکا تھا۔

"مجھے کیا پتا۔۔۔لالا بتائیں گے۔۔۔"

ٹریفک آفسر نے آ کر ان کے شیشے پر دستک دی، پہلے چند لمحے تو روبایا بس شیشہ اوپر چڑھائے مسکراتی رہی لیکن پھر ٹریفک پولیس والے کو وہاں سے نہ ہٹتا دیکھ کر اس نے شیشہ نیچے کر دیا۔

"جی۔۔۔سر۔۔۔"

"آپ کو پتا ہے ناں یہاں سے ٹرن نہیں لے سکتے۔۔۔"

روبایا کی قسمت نہ نہیں کہی جاسکتی تھی اور نہ ہاں۔۔۔

"بیچ کا کوئی آپشن نہیں ہے۔۔۔" وہ آہستہ سے بڑبڑائی۔

"آپ میری بات کا مذاق اڑا رہی ہیں۔۔۔؟" ٹریفک پولیس اہلکار گویا برا منا گیا۔

"نہیں بھائی صاحب ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔" اس نے ارسہ کی جانب اشارہ کیا۔ "اصل میں میری اس دوست کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تو اسے زرا جلدی میں ہسپتال لے کر جانا ہے۔۔۔"

اہلکار نے ارسہ کی جانب دیکھا، جسے ٹریفک والے کو دیکھ کر ہی بیمار ہونے کا خیال آیا تھا۔ وہ جلدی سے اپنی گردن اک جانب کو ڈھیلی چھوڑتی اپنا سر شیشے سے ٹیک گئی۔

"آپ کو شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے۔۔۔؟"

"آپ۔۔۔ آپ کو نہیں آتی دو معصوم معصوم خواتین کو دن دیہاڑے یوں اشارہ دے کر سڑک پر روکتے ہوئے۔۔۔"

"میڈم آپ مجھے ہلکا لے رہی ہیں۔۔۔" لہجہ اچھا خاصا برہم ہو گیا۔

"میں نہیں آپ مجھے ہلکا لے رہے ہیں۔۔۔ جانتے بھی ہیں میں کون ہوں۔۔۔"

"آپ برائے مہربانی زرا گاڑی سے نیچے تشریف لا کر بتایئے۔۔۔"

"آپ کو میرا نہیں پتا۔۔۔؟"

اہلکار نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ ایس ایس پی مصعب کو نہیں جانتے کیا۔۔۔؟" اس بار اس کا رینک ہر گز نہیں بھولا تھا۔

"دیکھیں میڈم ایس پی ہوں یا ں ڈی ایس پی۔۔۔اپنا شناختی کارڈ نمبر بتایئے۔۔۔" اس نے سکرین سامنے کی۔

"ارسہ دیکھ لو تمہارے بھائی کے اپنے ہی برادری کے لوگ تمہارے بھائی کو نہیں جانتے۔۔۔" اس نے افسوس سے ارسہ کو دیکھا اور پھر پولیس آفیسر کی جانب متوجہ ہو گئی تھی۔

اور یوں ثابت ہوا تھا ٹریفک پولیس والے بھائی خاصے فرض شناس تھے۔

آج روبایا کی ڈرائیونگ اور پھر اس کی فنکاریوں نے ارسہ کی جسمانی اور ذہنی طاقت کا خوب امتحان لیا تھا۔ وہ گھر آتے ساتھ ہی سو گئی تھی مگر روبایا کی بیٹری ابھی تک چارج تھی۔

وہ صوفے پر آڑھی ترچھی لیٹی موبائل پر مصروف تھی کہ لالا کی تیز تیز قدموں کی دھمک پر اس نے گردن موڑ کر بیرونی دروازے کی جانب دیکھا اور لالا کا متغیر چہرا دیکھ کر وہ فورا سے سیدھی ہوئی۔

"ارسہ کدھر ہے۔۔۔؟"

"لالا کیا ہوا ہے۔۔۔؟" وہ ان کا بازو تھام گئی۔ "دادو۔۔۔ دادو۔۔۔ تو ٹھیک ہیں۔۔۔؟"

"میرا بچہ سب ٹھیک ہے۔۔۔" انہوں نے اس کو اپنے ساتھ لگا لیا۔ "ارسہ کدھر ہے۔۔۔؟"

"دادی۔۔۔ دادی کو کچھ ہوا ہے ناں۔۔۔" اس نے فورا سے پیچھے ہوتے ہوئے لالا کو دیکھا۔ لالا جو اس کی حالت پر نرم پڑ رہے تھے اس کی حرکت پر جھنجھلا اٹھے۔

"افف۔۔۔ روبایا۔۔۔ خاموش۔۔۔" وہ اسے ڈپٹ گئے۔ "اب میری بات آرام سے سنیں۔۔۔"

وہ خاموشی سے سر ہلا گئی۔

"مصعب پر حملہ ہوا ہے۔۔۔"

"کیا۔۔۔ ایس۔۔۔" لالا کی گھوری اس کا منہ بند کروا گئی۔

"خبردار ابھی یہ بات ارسہ کو پتا نہیں لگنی چاہیئے۔۔۔ میں ابھی ہسپتال کیلئے نکل رہا ہوں۔۔۔ آپ دونوں نے گھر سے باہر نکلنے کی قطعی طور پر غلطی نہیں کرنی اور نہ ہی ابھی ارسہ لوگوں کے گھر جانے کی، جب تک میں واپس نہیں آ جاتا۔۔۔" وہ جاتے جاتے رکے۔ "روبایا میں آپ سے سنجیدگی کی امید رکھ سکتا ہوں۔۔۔؟ آپ گارڈ کو تنگ نہیں کریں گی۔۔۔"

اس نے تائید میں سر ہلایا، چہرے پر فکر کی گہرائیاں ابھر گئی تھیں۔

"بشیر چھت کا تالا دیکھ کر آؤ۔۔۔" انہوں نے ملازم کو تائید کی اور پھر روبایا کے سر پر پیار دیتے وہاں سے چلے گئے۔

لالا کے جاتے ہی وہ اپنے کمرے میں چلی آئی، اس نے ایک نظر ارسہ پر ڈالی وہ ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔ روبایا نے بھی اسے اٹھانے کی فاش غلطی نہیں کی، بس دل اداس ہوا تو وضو کرنے کے بعد جائے نماز بچھا گئی۔ دو نوافل ادا کرنے کے بعد ہاتھ دعا کیلئے اٹھا لئے۔ چند لمحے تو خاموش رہی پھر کہنا شروع ہوئی تو دعا کچھ عجیب سی محسوس ہونے لگی۔

"یااللہ۔۔۔ ایس پی۔۔۔ میرا مطلب ایس ایس پی صاحب کو بچا لیجئے گا۔۔۔" دعا کرتے ہوئے خیال آیا بچپن میں کسی نے بتایا تھا دعا حرف بہ حرف صحیح نام لے کر پکارنی چاہئیے، بات پر دل کچھ راضی تو نہیں ہوا تھا پھر بھی وہ اس پر عمل کرتی واپس سے شروع ہوئی۔ "یااللہ مصعب۔۔۔ مصعب۔۔۔ مصعب میاں۔۔۔ داد تو یہی کہتی تھیں۔۔۔" دعا کے بیچ ہی اس نے دہرایا۔ نام پورا پتا ہوتا تو یاد ہوتا۔ "ہائے روبایا اتنی بھی کیا لڑائی کے پڑوسیوں کا نام بھی نہیں معلوم۔۔۔" وہ جائے نماز سے اٹھتی ارسہ کے پاس آئی اور آہستہ سے اس کا بازو ہلانے لگی۔

"ارسہ۔۔۔ اٹھو۔۔۔ ارسہ۔۔۔" وہ اس کا بازو ہلاتی اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی، جیسے ہی ارسہ کی نیند میں ڈوبی آواز ابھری اس نے سرعت سے کہا۔ "تمہارے بھائی کا پورا نام کیا ہے۔۔۔؟"

"سید۔۔۔" وہ واپس سے نیند کی وادی میں اتری۔ رو بایا نے واپس سے اس کا بازو ہلاتے ہوئے اسے اٹھایا۔ "ایس پی کا نام۔۔۔"

"مصعب بخاری۔۔۔" نام سنتے ہی وہ واپس جائے نماز کی جانب بھاگی اور بیٹھتے ساتھ ہی پھر سے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ "یااللہ۔۔۔ سید مصعب بخاری کو بچا لیجئے گا۔۔۔ ٹھیک ہے میں نے کہا تھا اسے چھوڑئے گا نہیں مگر اتنی سخت پکڑ بھی نہیں چاہی تھی اور معاف کر دیجئے تھوڑا جذباتی ہو کر بول گئی تھی۔۔۔ دادی بہت اچھی ہیں اور ارسہ بھی۔۔۔ اور ویسے بھی ایس پی صاحب تو پہلے ہی زندگی کے رنگوں سے دور ہیں، ناراض رہتے ہیں، اب ایسا بندہ چار دن دنیا پر رہ بھی لے گا تو کسی کا کیا ہی نقصان کر لے گا۔۔۔ یااللہ ارسہ کو پتا نہ چلے۔۔۔" اس نے گردن گھما کر بیڈ پر سوئی ارسہ کو دیکھا۔ "ویسے آخر یہ ایس پی صاحب نے ایسا کیا کر دیا ہو گا کہ کسی نے سیدھا حملہ ہی کروا دیا۔۔۔ اس بندے کو آخر دوسروں کی زندگی میں ٹانگ کیوں دھنسانی ہوتی ہے۔۔۔" اس نے افسوس سے اک گہری سانس لی۔ "اللہ جی سچ کہوں تو مجھے تھوڑا تھوڑا ڈر لگ رہا ہے ویسے۔۔۔" اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے اپنے لبوں پر رکھ لئے۔ "مطلب تھوڑے سے تھوڑا سا زیادہ۔۔۔ آپ کو تو پتا ہے ایسے کبھی جذباتی سین میری زندگی میں آئے نہیں۔۔۔ میں آپ کو کیسے سمجھاؤں۔۔۔" وہ کچھ پل کیلئے مناسب الفاظ تلاشنے لگی جس میں اپنے احساسات بیان کر سکے مگر ناچار پھر سے بولی۔ "لیکن آپ کو سمجھانے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔ آپ سمجھ رہے ہیں ناں۔۔۔" اس کی دعا اب باتوں کا لبادہ اوڑھ چکی تھی۔ "ویسے انسان کیلئے دکھ تو ہوتا ہی ہے ناں۔۔۔" اس نے اوپر نظریں اٹھا کر دیکھتے ہوئے تاویل دی۔

ارسہ تو جانے کون سی نیند کی گولی کھا کر سوئی تھی، اگلے دن لالا نے گھر آ کر روبایا سے ارسہ کو اٹھانے کا کہا تھا اور پھر روبایا کے اٹھانے پر ہی وہ اٹھی تھی۔۔۔ شاید یہی عسر کے ساتھ یسر ہے۔۔۔ مصیبت میں دل کا مایوس نہ ہونا۔۔۔

جب ارسہ ناشتہ کر چکی تب لالا نے بہت تحمل سے اسے مصعب کا بتایا تھا۔ وہ ہوش میں آ چکا تھا، صد شکر گولی محض چھو کر گزری تھی۔ لالا ان دونوں کو لئے ہسپتال آ گئے، وہ اس وقت ایک پرائیویٹ ہسپتال میں تھا۔ اس کے کمرے کے باہر علی بخش بیٹھا ہوا تھا۔

"مصعب جاگ رہا ہے۔۔۔؟" لالا نے استفسار کیا۔

"جی۔۔۔"

"چلیں آپ دونوں مل آیئے۔۔۔" انہوں نے روبایا اور ارسہ سے کہا، وہ دونوں آگے بڑھ گئیں تو لالا علی بخش سے اب تفصیلات پوچھنے لگے تھے۔

ارسہ ابھی تک بڑی ہمت سے کام لے رہی تھی مگر روبایا اس کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے تھے۔

"یار ارسہ۔۔۔"

ارسہ جو دروازہ کھولے اندر داخل ہونے لگی تھی رک گئی۔

"کیا ہم اندر جائیں گے۔۔۔؟" مریض کو دیکھنا اس کے دل گردے کے بس میں نہیں تھا۔

"نہیں بھائی خود چل کر آئیں گے۔۔۔"اس نے مڑ کر روبایا کو گھورا، وہ اپنے بھائی کیلئے فکر مند تھی۔

"اچھا سنو۔۔۔مجھے تھوڑا ڈر لگ رہا ہے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔"

"جی ٹھیک ہے۔۔۔اب آؤ۔۔۔"ارسہ آگے بڑھی تو وہ بھی اس کے پیچھے چل دی۔

ارسہ مصعب کو دیکھتے ہی سرعت سے اس کی جانب بڑھتی اس کا ہاتھ پکڑتی جذباتی ہو گئی تھی۔اس کے آنسو مصعب کے بستر پر مسلسل گرنے شروع ہو چکے تھے۔ جتنی ہمت کی عمارت بلند کی تھی وہ بھائی کو سامنے دیکھ کر ڈھ گئی تھی۔

"چندو۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔"مصعب نے اپنی بہن کو ساتھ لگا لیا، ارسہ کے رونے میں اور تیزی آگئی اور روبایا کی گھبراہٹ میں، اس نے آج سے پہلے ارسہ کو کبھی یوں نہیں دیکھا تھا۔

"ارسہ۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔دیکھو میری طرف۔۔۔"

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں بھائی۔۔۔کیا آپ کو ہماری پرواہ نہیں۔۔۔"وہ اس کے کندھے پر سر رکھے نم آواز کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔

"کیوں نہیں ہے بیٹے۔۔۔"

"نہیں۔۔۔اگر آپ کو اپنی پرواہ ہوتی تو آپ ایسی سبھی چیزوں سے دور رہتے۔۔۔آپ کیوں ایسے لوگوں سے الجھتے ہیں۔۔۔آپ جانتے ہیں ناں میرا آخر آپ کے سوا ہے ہی کون۔۔۔"

"گڑیا۔۔۔"مصعب نے ابھی بات شروع ہی کی تھی کہ روبایا اس کی بات کو بیچ میں ہی اچک گئی۔ارسہ کو روتا دیکھنا اور پھر سامنے بستر پر پڑے مریض کو اس کیلئے خاصا مشکل تھا۔

"اور نہیں تو کیا۔۔۔ٹھیک ہے آپ ایس پی ہیں مگر اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے آپ کا جو دل چاہے گا وہ کریں گے۔۔۔"وہ لیکچر دیتی جذباتیت میں چور آگے بڑھی اور اس کے سامنے آتے مزید گیان کا ارادہ کئے اس نے اپنے بازو سامنے والے میز پر ٹکانے چاہے مگر جذباتیت کی حدوں کو چھوتی وہ میز سے ٹکرا گئی اور میز نے مصعب کے بیڈ کو خوب زور کا جھٹکا دیا تھا۔وہ بمشکل آنکھیں بند کرتا اپنی چیخ کا گلا گھونٹ گیا۔میز سے ٹکرانے کے سبب اس پر رکھی فائل زمین پر جا گری۔۔۔

اگلے ہی پل ارسہ اپنی جذباتیت بھولی تھی۔"روبایا احتیاط سے۔۔۔"

وہ وہاں سے ہٹتی بائیں جانب آئی۔"آپ لوگوں کی زندگیوں میں اتنی ٹانگ کیوں کرتے ہیں۔۔۔؟بھائی آپ سب کے ابو نہیں ہیں اور تو اور خود ہی حملوں کی ذد میں رہیں گے تو ہم عوام کیا خاک آپ پر بھروسہ کرے گی۔۔۔"ایک ایڈوینچر کے بعد بھی تقریر کرنے کا اس کا شوق ماند نہیں پڑا تھا۔وہ کہتے ہوئے مزید آگے بڑھی اور سائیڈ میز سے ٹکرا گئی اور اب کی بار اس پر رکھی دوائیاں اور دیگر چیزیں زمین بوس ہوئی تھیں۔اس سے پہلے وہ بوکھلاہٹ میں مزید

نقصان کرتی ارسہ اس کی جانب بڑھی لیکن وائے قسمت اس سے پہلے ہی وہ ڈرپ سٹینڈ سے ٹکرا گئی۔

"آہ۔۔۔"اس بار مصعب کراہا اٹھا۔

ارسہ نے قدرے بھاگ کر سٹینڈ کو تھاما تھا اور پھر اس نے روبایا کا بازو پکڑ کر اسے بٹھا دیا۔

"ریلیکس کچھ نہیں ہوا۔۔۔"

مصعب نے آنکھیں بند کر کے خود پر ضبط کیا۔"تم آخر آئی کیوں ہو۔۔۔؟"

"آپ نے گولی کیوں لگوائی۔۔۔؟"

"ارسہ خدا کا واسطہ ہے یار اس حالت میں نہیں۔۔۔"اس نے بے بسی سے ارسہ سے فریاد کی۔

"ہنہ۔۔۔"روبایا نے سر جھٹکا، پھر جانے کیا دل میں سمائی اس نے مصعب کی جانب دیکھا۔"اچھا ٹھیک ہے معذرت۔۔۔یہ میری ڈومین نہیں۔۔۔"وہ سہولت سے اعتراف کر گئی۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا آنے کیلئے۔۔۔"وہ بھی سخت تاثرات لئے اسے گھور رہا تھا۔

"میں اپنی دوست کی ہمت بندھانے آئی ہوں۔۔۔"

"اور اس کے بھائی کی ہمت توڑنے۔۔۔"اس نے تاسف سے روبایا کو دیکھا۔وہ اپنا رخ پھیر گئی

۔

بے بے کے پریشان ہو جانے کے سبب کسی نے بھی انہیں اطلاع نہیں دی تھی، مصعب کو ہسپتال سے اجازت مل گئی تو لالا بے بے کے واپس آنے تک اسے اپنے ہی گھر میں لے آئے تھے۔ان کا برسوں کا ساتھ تھا، دونوں گھروں کے بچوں میں کوئی فرق نہیں تھا۔ مصعب گیسٹ روم میں ٹھہر گیا تھا اور ارسہ۔۔۔ باقی پورا گھر تو اسی کا تھا جیسے روبابیا کا تھا۔

لالا اس وقت مصعب کے پاس تھے۔روبابیا اور ارسہ دونوں کچن میں شیلف پر بیٹھیں آیا جی کے سوپ باؤل میں ڈالنے کا انتظار کر رہی تھیں۔آیا جی نے ٹرے سیٹ کی تو ارسہ اپنی جگہ سے اترتی ان کے پاس آ کر ٹرے تھامتی باہر نکل گئی، جانے سے پہلے وہ روبابیا کو جلدی آنے کا کہنا نہیں بھولی تھی۔

"آیا جی۔۔۔ ٹھیک ہے ایس پی صاحب ہمارے ہیرو ہیں مگر دیکھیں ہم بھی عوام ہیں۔۔۔" وہ سلیپ سے اتری۔"میرا ناشتہ کب بنے گا۔۔۔؟"

"آپ بیٹھیں، بس دو منٹ میں آپ کا ناشتہ آپ کے سامنے ہو گا۔۔۔" آیا جی کام میں مصروف ہو گئیں۔روبابیا اپنا موبائل تھامتی باہر نکلنے کو ہی تھی جب موبائل پر دادی کا نمبر جگمگاتے دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے، وہ فون پکڑے اندھا دھن گیسٹ روم کی جانب بھاگی۔۔۔ غالبا دادی کو پتا چل چکا تھا۔۔۔ وہ جے ایف سیون ٹین کی رفتار سے بھاگتی گیسٹ روم میں داخل ہوئی اور سرعت سے بریک لگائی مگر یہ کیا۔۔۔؟ اس کی بریک تو لگ چکی

تھی مگر پاؤں میں پہنی کولاپوری نے آٹو میٹک گاڑی کا کام دکھایا تھا۔۔۔اور بریک سیدھی ارسہ کی پیٹھ سے ٹکرانے پر لگی تھی۔۔۔اگلے ہی لمحے ارسہ کے ہاتھ میں پکڑے باؤل میں سے سوپ چھلکااور مصعب کے وجود کو سیک گیا۔

"یاالٰہی۔۔۔۔"وہ کراہا اٹھا۔اس نے فوراسے اپنی انگشت شہادت اور انگوٹھے سے شرٹ کو پکڑتے ہوئے خود سے دور کیا۔"آہ۔۔۔"

لالا بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے اور فوراسے اس کی شرٹ اتارنے لگے۔ارسہ روبایا کا بازو تھامتی اسے اپنے ساتھ لے گئی۔

لالا اس کے سینے کی ٹکور کرنے لگے اور مصعب نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"لالا۔۔۔۔"وہ بے بسی سے بولا تھا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں۔۔۔بس برداشت کرو بیٹا۔۔۔"لالا بھی بے بس ہی تھے۔

"آپ کو خدا کا واسطہ آپ اس کا میرے کمرے میں آنا بند کر دیں۔۔۔"وہ ان کے دونوں ہاتھ تھامتا آنکھوں میں التجا لئے ان سے فریاد کر رہا تھا،وہ اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اثبات میں سر ہلا گئے۔مصعب نے اک سکون کی سانس بھرتے اپنا سر بیڈ کی پشت سے ٹیک دیا۔

دادی بھی قریباچار سے پانچ گھنٹے کے بعد آگئی تھیں۔آتے ساتھ ہی انہوں نے سب کو آڑے ہاتھوں لیا تھااور پھر مصعب کو اس کے چچااپنے گھر لے آئے تھے۔دادی اس کا خیال بھی رکھ رہی تھیں اور ساتھ ساتھ جہاں بس چلتااس پر اپنا غصہ بھی نکال دیتیں۔مصعب کی کم بختی اب اس کو دادی کے عجیب عجیب نسخوں پر اکتفا کرنا پڑ رہا تھا،دادی بھی اپنے ڈاکٹر نہ بننے کی ساری حسرتیں اس پر نکال رہی تھیں۔

ابھی بھی وہ ان کے پاس بیٹھا ہونے کے سبب دل مار کر بنا نمک مرچ کے بکرے کے گوشت کا شوربہ پھیکے چاولوں پر ڈالے زبردستی منھ میں ڈال رہا تھا۔وہ خوش خوراک تھا اس کیلئے یہ سب زہر سے کم نہیں تھا۔

"بے بے اس سے اچھا تھا آپ پانی کا گلاس بھر کر دے دیتیں۔۔۔اس کھانے کیلئے بیچارے بکرے پر ظلم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔"اس نے چاولوں کو بنا چبائے زہر مار کر اندر کیا۔

"دیکھا اسی سبب یہ ہوا ہے۔۔۔اور نہ سنو ماں کی بات۔۔ابھی بھی بحث کر رہے ہو۔۔۔"وہ ناچار خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔دادی اسے تیز نگاہوں سے گھورنے کے بعد اپنا رخ موڑ گئیں۔

"دادو۔۔۔"ابھی اس نے دل سے صبر پر عمل کیا بھی نہیں تھا کہ فوراً اس کا امتحان اتار دیا گیا تھا۔جیسے ہی رو بایا کی آواز ابھری اس کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"ادھر آجا سکھی۔۔۔"دادو نے وہیں سے آواز لگائی۔روبایاان کی آواز سنتے ہی وہاں چلی آئی اور جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھنا چاہا مصعب نے سرعت سے انگشت شہادت اٹھا کر اسے تنبیہ کی۔

"وہیں رک جاؤ۔۔۔خبردار جو ایک بھی قدم آگے بڑھایا۔"

"کیا ہو گیا ہے مصعب۔۔۔"دادو اسے ٹوک گئیں۔

"بے بے آپ رہنے دیں۔۔۔"اس نے دادو پر سے نظریں ہٹا کر واپس سے روبایا کو دیکھا۔

"تم بتاؤ کیوں آئی ہو،اب کون سی تخریب کاری رہ گئی ہے جسے انجام دینے تم پھر سے آگئی ہو۔۔۔"وہ حقیقتا بھنا گیا تھا۔

"میں تو تیمارداری کیلئے آئی تھی۔۔۔"اس نے منہ بنایا۔

"کیوں میں نے تمہیں بلایا تھا۔۔۔؟تمہیں لالا نے میرے آس پاس بھٹکنے سے منع نہیں کیا۔۔۔"اس کے لہجے کی چرچراہٹ روبایا کو اکسا گئی۔

"سیانے صحیح کہتے ہیں بدتمیز بدتمیز ہی رہتا ہے پھر آنکھ پھوٹی ہو یا ٹانگ۔۔۔"

"بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔۔۔اکھوں دکھے ناں تے نام چراغو۔۔۔ہنہ۔۔۔"وہ اپنا رخ پھیر گیا۔

"دادو۔۔۔"اس نے وہی سے روہانسی شکل بنالی جو کبھی کبھی دادو کی کمزوری بن جایا کرتی تھی۔

"مصعب۔۔۔"

"معزرت بے بے۔۔۔ لیکن میں اب کسی اور نقصان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔۔۔ مجھے اپنی زندگی بہت عزیز ہے جسے میں کسی کی غیر سنجیدگی کی نظر نہیں کر سکتا۔۔۔" اس کا انداز دو ٹوک تھا۔

"انسان کو اس قدر بھی سنجیدہ نہیں ہونا چاہئیے۔۔۔ کسی شام لوگ یونہی گزر جایا کرتے ہیں۔۔۔" اس نے آنکھوں کو حرکت دیتے کہا۔ مصعب کی آنکھیں باہر آئیں۔

"انسان کو اتنا بھی غیر سنجیدہ نہیں ہونا چاہئیے کہ اسے زندگی جیسی نعمت کا احساس ہی نہ ہو۔۔۔" مصعب نے بھی گردن کو خم دیتے کہا۔

"آپ نے سنجیدہ لیا ہوتا تو یوں بستر پر نہ پڑے ہوتے۔۔۔" وہ مذاق اڑاتی ہنسی اور مصعب نے مٹھیاں بھینچے خود پر ضبط کیا۔

"بے بے۔۔۔"

"بے بے۔۔۔"

دونوں میں کسی صورت مفاہمت نہ ہوئی تو لاچار دادو کی جانب دیکھا جو جانے کب سے اپنا قرآن پاک کھولتی اسے پڑھنا شروع کر چکی تھیں۔

"ویسے میں دادو سے ملنے آئی تھی، لالا سے چغلی نہ ماریئے گا۔۔۔"اس نے بھی انگلی اٹھا کر تنبیہ کی تھی اور پھر وہاں سے چلی گئی۔ مصعب نے بھی شکر کا قلمہ پڑھتے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

دن پنکھ لگا کر اڑے تھے، مصعب بھی ٹھیک ہو چکا تھا۔ بقول روبایا کے جب تک وہ ٹھیک نہیں ہوا تھا خاصا سکون رہا تھا، وہ الگ بات تھی ارسہ کو اس بات سے خاصا اختلاف رہا تھا کیونکہ اس دوران بھی وہ دونوں چونچیں لڑاتے رہے تھے۔

موسم بھی دنوں کا فاصلہ طے کرتا گرمی سے سردی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا۔ سردیوں کی دوپہر ہو اور کہیں دھوپ میں چارپائی پر بیٹھ کر تو کہیں پتھر کی روش پر بیٹھ کر سکھیوں کے سنگ کینوں نہ چھیل کر کھائے جائیں یہ تو پھر ہماری تہذیب کے خلاف ہو اناں۔ ابھی روبایا اور ارسہ بھی بخاری ہاؤس کے باغیچے میں بیٹھیں یہی سرگرمی انجام دے رہی تھیں۔ باتیں کرنے کے ساتھ منھ میں کینوں کے بیج جمع کر کے انہیں دور تک اچھالنے کا مقابلہ بھی جاری تھا۔

ارسہ قدرے دکھی تھی جس سبب اس کے بیج زیادہ دور تک نہیں پہنچ پا رہے تھے اور اب روبایا بھی بار بار مقابلہ جیت کر اکتا چکی تھی۔

"ارے بھائی نہیں دل کر رہا تو مت کر ناجاب، کوئی زبردستی بازو پکڑ کر تو تمہیں نہیں چھوڑ آئے گا۔۔۔"روبایا اس کے ٹیڑھے میڑھے زاویوں سے تنگ آ گئی۔

"یہی سمجھ لو بھائی کی باتوں میں کوئی کسر رہ گئی ہے۔۔۔ڈیڑھ گھنٹے کا لیکچر دیا ہے زندگی کو، وطن کو مہلت کو سنجیدہ لینے پر۔۔۔"اس کا دکھ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔

"تمہیں نہیں لگتا یہ ایس پی صاحب کو ڈاکٹر کی مدد کی ضرورت ہے۔۔۔؟"روبایا آہستہ سے اس کے پاس ہوتے ہوئے راض داری سے بولی۔

"تم میرے بھائی کو پاگل کہہ رہی ہو۔۔۔؟"ارسہ نے کینوں کے گرد اپنی انگلیاں لپیٹتے کمر پر مٹھیاں رکھے اسے گھورا۔

"ویسے جانے میری کیسے تم سے دوستی ہو گئی۔۔۔تم میں اور تمہارے بھائی میں انیس بیس کا بھی فرق نہیں۔۔۔"اس نے اک سرد آہ بھری۔"تم جیسے پڑھے لکھے لوگ ایسی بات کریں گے پھر اوروں کا تو خدا ہی حافظ۔۔۔نفسیات کے ڈاکٹر کے پاس جانے والے نہیں بلکہ نہ جانے والے کو پاگل کہتے ہیں۔۔۔ہماری عوام کا مسئلہ ہی یہی ہے جسے لگتا ہے ہر مسئلے کا حل ڈینائیل ہے۔۔۔"

"ایک بات بتاؤ تمہیں بھائی سے مسئلہ کیا ہے۔۔۔؟جبکہ تم دونوں ایک جیسے ہی ہو۔۔۔کسی کو اپنے سامنے بولنے تک نہیں دیتے ہو۔۔۔اپنے علاوہ کسی کو ٹھیک نہیں سمجھتے۔۔۔"

"یار دیکھو غصہ نہیں کرنا تمہارے بھائی نہ کچھ عجیب سے ہیں۔۔۔"روبایا کا منہ بیجوں سے بھر رہا تھا۔"سمجھ رہی ہو۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آتی آخر اس بندے میں غرور ہے کس بات کا۔۔۔مجھے زہر لگتے ہیں ایسے لوگ جو زندگی کو ہوا بنا لیتے ہیں اور وہ خود کو بہت ہائی ریٹ کرتے

ہیں۔۔۔ٹھیک ہے وہ پولیس میں چلے گئے،اب ہم کیا کریں۔۔۔؟کیا مر جائیں۔۔۔؟بہت عجیب بندہ ہے۔۔۔"اس کے بولنے کا انداز بالکل کسی پان کھانے والے انکل کا سا تھا۔

"ہاں اسی لئے تم نے ان کا نام عجیب کے نام سے سیو کر رکھا ہے۔۔۔"ارسہ کے کہنے پر روبایا کو ہنسی آئی اور اس نے منھ میں بھرے بیجوں کو زور سے دور پھینکا تھا جو سامنے سے آتے مصعب کے قدموں میں بندوق کی گولیوں کی طرح گرتے چلے گئے۔۔۔

مصعب نے کراہیت سے زمین پر گرے بیجوں کو اور پھر سامنے بیٹھی دونوں نواب زادیوں کو متاسفانہ نظروں سے دیکھا۔ان کا کیا ہی کیا جا سکتا تھا وہ ضبط کرتا آگے بڑھا۔

"ارے ایس پی صاحب سنئیے۔۔۔"روبایا اپنی جگہ چھوڑتی اس کے پاس آئی تھی اور اس کے پیچھے ہی ارسہ بھی۔

"آپ لوگوں کی زندگیوں میں ٹانگ کرنا کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔۔۔"روبایا نے بائیں ہاتھ کی کولی بنائے اس میں بیچ پچکارے۔مصعب کی بھنوؤں کے بیچ فاصلہ سمٹا۔

"اور تم بات کرنے کی تمیز کیوں نہیں سیکھ لیتی۔۔۔؟"

"اچھا دیکھیں۔۔۔آج میں لڑائی نہیں کر سکتی لیکن آپ مجھے بتائیں جب ارسہ جاب کرنا نہیں چاہتی تو آپ کیوں زبردستی کر رہے ہیں۔۔۔؟"

مصعب نے گہری سانس بھر کر باری باری دونوں کو دیکھا۔"اگر جاب نہیں کرنی تھی تو پھر اتنی پڑھائی کس لئے کی۔۔۔؟"

روبایا نے حیرت کے زیر اثر اسے دیکھا اور اک لمحے کیلئے اس کی نگاہ ٹھہر گئی۔ میٹھی میٹھی دھوپ اس کے چہرے پر اپنی تمازت ڈالتی تو وہ مزید دمک جاتا۔ سر پر پہنی پولیس کی ٹوپی یوں محسوس ہو رہی تھی جیسے وہ اسی کے سر پر سایہ کرنے کیلئے تخلیق کی گئی ہو۔

اگلے لمحے میں داخل ہوتے ہی وہ پچھلے لمحے کے اثر سے باہر آئی تھی۔

"عجیب بات کر رہے ہیں آپ بھی۔۔۔اگر ایک انسان جاب نہیں کرنا چاہتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس پڑھنے کا بھی کوئی حق نہیں۔۔۔؟ وہ جاہل رہ جائے کیونکہ وہ مستقبل میں جاب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

"جی بالکل اگر کوئی انسان محض خود پر بقول آپ کے سولہ جماعتیں پڑھ کر محض یہ ٹیگ لگوانا چاہتا ہے کہ وہ ایک پڑھا لکھا باشعور انسان ہے تو اسے تعلیمی اداروں کی خاک چھاننے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ایسا کر کے وہ نہ صرف خود کی جہالت کا ثبوت دیتا ہے بلکہ وہ ملک کے ریسورسز کو ضائع کرتا ہے۔۔۔میں ہر گز اس بات کی اجازت نہیں دوں گا کہ ملک کی باقی لڑکیوں کی طرح میری بہن اس غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرے۔۔۔اگر اسے ملک کو سرو نہیں کرنا تھا پھر اسے پیچھے ہٹ جانا چاہیئے تھا اور ان لڑکیوں کو موقع دینا چاہیئے تھا جو محض ٹیگ لگوانے کیلئے نہیں بلکہ شعور حاصل کرنے کیلئے پڑھنا چاہتی تھیں اور پھر اپنے شعور سے ملک میں بہتری لانے کی خواہش مند تھیں لیکن میری بہن اور اس جیسی ہزاروں لڑکیوں نے محض

ڈگری یاں تو اچھے رشتوں کیلئے یاں خود کو پڑھا لکھا ہونے کا ٹیگ لگوانے کی خاطر لے کر ان سے یہ موقع چھین لیا۔۔۔"اس کے لہجے میں سوچ کی پختگی کا اعتماد تھا۔

"آپ کو نہیں لگتا آپ کی سوچ خاصی سطحی قسم کی ہے۔۔۔؟اور لازمی تو نہیں ملک کی خدمت جاب کر کے ہی کی جائے۔۔۔ایک عورت نسل کی بنیاد رکھتی ہے۔۔۔"وہ بھی تب تک بات ماننے والوں میں سے نہیں تھی جب تک دلائل اس کے دل کو مطمئن نہیں کر دیتے تھے۔

"ہر گز نہیں مجھے لگتا ہے آپ کی نظر کا پیمانہ خاصا محدود ہے۔۔۔میں اس بات سے اختلاف نہیں کروں گا کہ ملک کی خدمت کیلئے جاب کرنا ضروری ہے مگر میں اس بات سے بھی اتفاق نہیں کروں گا کہ چودہ۔۔۔سولہ سال کی تعلیم لینے کے بعد گھر بیٹھ کر ہانڈی روٹی، چولہا چوکھا کرنا شروع کر دے۔۔اور رہی بات نسل پروان چڑھانے کی تو وہ شعور سے پروان چڑھتی ہے ،آج تک کتنی مائیں ہیں جو اپنے بچوں کو سپیشلائزیشن کے کورسز خود پڑھا رہی ہوں گی۔۔۔؟ ایک بھی نہیں، ہماری عورتیں زیادہ سے زیادہ انہیں وہی دو پاٹ اردو کے اور دو انگلش کے پڑھا کر سمجھتی ہیں کے ہم نے اپنی تعلیم کا بخوبی استعمال کر لیا ہے۔۔۔یہ کام اتنا وقت، پیسہ اور محنت ضائع کئے بنا بھی ہو سکتا تھا۔۔۔منھ سوار سوار کر انگلش ہی بولنی سیکھتے ہیں ناں ہم ان ڈگریوں سے۔۔۔؟تو اس کیلئے بہتر نہیں کوئی شارٹ کورس کر لیا جائے،بجائے یوں عمر کا نصف حصہ ایسے برباد کرنے کے نہ زندگی جی اور نہ کوئی بہتری کا کام کیا۔۔۔"وہ جب بولنا شروع ہوا تو ارسہ اور روبایا بس سنتی چلی گئیں۔

"بحر حال اگر تمہارے پاس کوئی اور تجویز ہے جس سے تمہاری تعلیم اور تمہارے اتنی سالوں کی محنت ضائع نہ ہو تو مجھے وہ بتاؤ۔۔۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن میں تمہیں فارغ بیٹھ کر ہر گز اپنی محنت ضائع کرنے نہیں دوں گا۔۔۔"اس نے آرام سے آخری بات ارسہ سے کہی تھی اور واپس چلا گیا کیونکہ اسے دفتر سے مسلسل کالز آرہی تھیں۔اس کے جاتے ہی دونوں اس کی باتوں کے جال سے باہر آئی تھیں۔

"ویسے ایک بات تو ہے ایس پی صاحب باتیں عقل مندی کی کر لیتے ہیں۔۔۔"روبایا نے سر ہلاتے قبول کیا۔"ویسے ارسہ تمہارا بھائی کہہ کر تو صحیح گیا ہے۔۔۔"وہ کم سے کم اس بات پر تو اسے قائل کر چکا تھا۔ نظریے کی پہلی چوٹ نے دستک دے دی تھی۔

مصعب اور ارسہ کے کزنز اور رشتے دار آچکے تھے،چونکے بارات اسی شہر میں لانی تھی سو وہ شادی سے پہلے ہی پدھار چکے تھے۔کارڈز بانٹے جا چکے تھے لیکن بے بے نے لالا کا کارڈ خود لے جا کر دینے کیلئے رکھا ہوا تھا،ابھی جو شہر میں کارڈ دینے تھے ان پر نام لکھے جا رہے تھے۔

"ارسہ اک سکھی کا کارڈ بھی نکال دے۔۔۔"بے بے نے روبایا کا الگ سے کارڈ تیار کروایا تھا۔

"افف بے بے۔۔۔اب اس کو الگ سے دینے کی کیا ضرورت ہے،لالا کو دے تو رہی ہیں۔۔۔"وہ عاجز آیا۔

"تجھے کیا مسئلہ ہے، اک ہی تو میری جوان دوست ہے۔۔۔" بے بے کے جواب پر ہال میں سب کی دبی دبی ہنسی گونجی۔

"بے بے دوستیاں اپنی ہی عمر کی اچھی ہوتی ہیں۔۔۔" اس نے شرارت سے بات کا آغاز کیا۔

"یہی آپ کی جوان دوست ہم سب کی جو تباہی پھیرتی ہے۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا آپ اس سے وہاں جا کر مل آیا کریں۔۔۔" اس نے امید لئے بے بے کی جانب دیکھا۔ "بلکہ میں تو کہتا ہو آپ کارڈ پر لکھ دیں 'لالا بنا اہل و عیال'۔۔۔ آخر اتنا سا تو میرا بھی حق ہے نا۔۔۔"

"ہاں سیدھا سیدھا کہہ وہ ہی تجھے نکیل ڈالنے میں کامیاب ہوتی ہے۔۔۔"

"میں کوئی گھوڑا نہیں ہوں اور یہ تو میں صرف آپ کا لحاظ کرتا ہوں ورنہ ایسے کرارے کرارے جواب دوں کے آئندہ دو میل کے فاصلے سے ہی دیکھ کر بھاگ جائے۔۔۔"

دادو کی نظر پیچھے کھڑی روبایا پر پڑی تو وہ فورا اسے پکار اٹھیں۔ "اے سکھی تو آ گئی۔۔۔"

ارسہ نے بھی مڑ کر روبایا کی جانب دیکھا اور پھر اپنے بھائی کی جانب جسے اپنے کہے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔

"بھائی۔۔۔ آپ ایسے کیوں ہیں۔۔۔" ارسہ نے بھائی سے شکوہ کیا تو وہ اسے گھور گیا۔

روبایا چلتی ہوئی بے بے کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور مصعب کو گھورا، جواباً اس نے بھی ویسے ہی گھورا۔

"یہ دیکھ میں نے تیرا کارڈ بھی بنوایا ہے۔۔۔"

وہ مسکراتی ہوئی کارڈ تھام گئی، داد و باری باری سب سے اس کا تعارف کروانے لگی تھیں، اس دوران مصعب اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو کھا جانے والی گھوریاں کروانے سے باز نہیں آئے تھے۔

رات میں وہ غصے اور بے چینی سے ہلکان ہوتی مسلسل کروٹ بدل رہی تھی، کبھی ایک جانب کو کروٹ لے کر اپنے کان پر تکیہ رکھتی اور کبھی دوسری جانب کو کروٹ لیتے ہوئے اس کان پر تکیہ رکھ لیتی، مگر سکون اک پل کو نصیب نہیں ہو رہا تھا۔

سارا دھیان پڑوس میں ہونے والی تقریب کی جانب جو تھا۔ اگر کبھی اس کا خیال نکلنے بھی لگتا تو کہیں نا کہیں سے پھر سے کسی پٹاخے کی آواز سنائی دے جاتی اور اس کے غصے کو ہوا دے جاتی۔
اس نے جھنجھلا کر اٹھتے ہوئے تکیہ پھینکا۔ اس نے پاس پڑا موبائل اٹھا کر ارسہ کا نمبر ملایا، مسلسل بیل جاتی رہی مگر دوسری جانب سے کال نہ اٹھائی گئی۔

"پاگل۔۔۔ سارا خاندان ہی کھسکا ہوا ہے۔۔۔ ہاں ہو گا بھی کیوں نہیں، سب کے دماغ ہی آسمان پر جھول رہے ہیں۔۔۔" وہ موبائل بیڈ پر پٹختی اپنے بیڈ سے اتر گئی اور ٹیرس پر آ گئی، سامنے ہی آتش بازی نے اس کی آنکھوں کو چندھیایا تھا۔ اس نے غصے سے اندر آتے زور سے دروازہ بند کیا۔ اب باہر سے آتش بازی کی آوازوں کے ساتھ فائرنگ اور شور و غل کی

آوازیں بھی آنے لگی تھیں۔اس کے چہرے پر مسلسل غصہ تھا یوں کہ جو بھی سامنے آئے اسے کھا جائے۔۔۔

باوجود اس کہ کے دادو نے اسے حاص طور پر کارڈ دیا تھا پھر بھی وہ مہندی پر نہیں گئی تھی صرف اس پیٹوایس ایس پی کی وجہ سے۔

وہ کمرے میں ٹہلتے ہوئے دماغ کے گھوڑے دوڑانے لگی۔

"کیا کروں۔۔۔کیا کروں۔۔۔کچھ تو کرو رو بایا۔۔۔کچھ تو کرنا پڑے گا اس پیٹوایس پی کی وجہ سے میں وہاں نہیں جا سکی۔۔۔ہنہ۔۔۔"ٹہلتے ٹہلتے اس کے دماغ میں جھماکا ہوا اور کچھ دیر پہلے والی شکنیں چہرے پر سے غائب ہو گئیں۔وہ واپس سے بیڈ کے پاس آئی اور اس نے موبائل اٹھا کر پولیس کا نمبر ملایا۔

ہیلو۔۔۔"

"السلامُ علیکم،پولیس سٹیشن جی بتائے ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔۔۔"

"خدمت۔۔۔پولیس۔۔۔ہنہ۔۔۔دو کپ چائے بھیج دیں۔۔۔"اس کے سامنے اس خوبرو نوجوان کا چہرہ آیا جس سے اسے جانے کیا بیر تھا۔

"جی مس۔۔۔؟"سامنے سے ناگواری بھری آواز ابھری۔

"آئیم سوری، مجھے ایک کمپلین لکھوانی ہے۔میرے گھر کے پاس۔۔۔"وہ کہتے کہتے رکی۔"یہاں بہت فائرنگ ہو رہی ہے اور آتش بازی بھی، سارا محلہ پریشان ہے میرے بچے الگ ڈر رہے ہیں، شوہر میرا ہے نہیں مجھے بتائیں میں کیا کروں۔۔۔کیا یہ آپ لوگوں کا فرض نہیں آپ ایسی چیزوں کو روکیں، اب میرے بچے چھت پر کھیل رہے ہیں اگر کسی کو گولی لگ گئی تو کون ذمہ دار ہو گا ہاں۔۔۔"اس نے دماغ میں ترتیب دئے جملے کو مصنوئی غصے اور بے بسی سے گوش گزار کیا۔

"میم ہم آپ کی بات سمجھ رہے ہیں سب سے پہلے آپ اپنے بچوں کو چھت سے نیچے لے کر آئیں۔۔۔"

"نہیں لا سکتی، نیچے لاؤں تو ہاں ہاں کرتے اپنے باپ کو یاد کرنے لگتے ہیں اب بتائیں اک اکیلی عورت کہاں سے باپ لا کر دے انہیں۔۔۔"

دوسری جانب بیٹھے شخص نے فون کو کون سے ہٹا کر دیکھا۔"جی آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اک اکیلی عورت آخر کہاں دکان دکان پھر کر شوہر کو لا سکتی ہے۔۔۔"

"آپ مذاق اڑا رہے ہیں۔۔۔"اس نے ٹیرس کا دروازہ کھولا اور فون باہر نکالا۔"سنیں کس قدر فائرنگ ہو رہی ہے۔۔۔"

فائرنگ تو سچ میں زیادہ ہو رہی تھی۔"آپ ہمیں ایڈریس نوٹ کروائیں اور نام بھی ہم ابھی ٹیم روانہ کرتے ہیں۔۔۔"

"لکھیں بی تین صفر، بخاری ہاؤس اور گھر کا سر براہ مصعب۔۔۔۔"

"جی بہت شکریہ، اب آپ بے فکر ہو جائیں۔۔۔۔"

روبابیانے فون بند کر دیا۔"مجھے نہیں آنے دیاناں۔۔۔اب پتا چلے گا مصعب بخاری کون کس کا باپ ہے۔۔۔"اس نے گردن کو جنبش دیتے کہا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر میں خوب ہلہ غلا چل رہا تھا، کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں انسان کی کوئی قسم نہ پائی جاتی ہو۔ہر عمر، ہر سائز کا انسان یہاں موجود تھا، چھوٹے بچوں سے لے کر بزرگ لوگوں تک سب۔۔۔۔اتنے شور میں کس کا بچہ باں باں کر رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، سمجھ تو تب آتا جب اتنے بچوں میں یہی معلوم پڑ جاتا کون سا کس کا پیس ہے۔۔۔ارسہ کا تو خود دماغ گھوما ہوا تھا، کبھی کوئی ٹانگ کھینچ لیتا اور کبھی کوئی۔ باہر اس کے خاندان کے مردوں نے الگ ہی ماحول بنایا ہوا تھا، دھڑا دھڑ فائرنگ کر رہے تھے۔

"بے بے، مجھے لگتا ہے اس بار صرف دولہا نہیں اس کے ساتھ پورا خاندان جیل جائے گا۔۔۔"وہ بے بے کے ساتھ ڈھے گئی۔

"فضول باتیں نہیں کرو، بچے اپنا شوق پورا کر رہے ہیں۔۔۔"

"شوق کا بھی کوئی لیول ہوتا ہے، اور آپ کو پتا ہے ناں بھائی کا۔۔۔"

"یہ رو بایا کیوں نہیں آئی۔۔۔"

"ناراض ہے۔۔۔"

"پیٹو سے۔۔۔؟"

ارسہ ہنسی "آپ کو پتا ہے اس نام کا۔۔۔"

"وہ بھی تو کوئی لحاظ نہیں رکھتا، اس کا بس چلے تو پینٹ پکڑ کر سب کو اپنے جیسا رنگ کر دے ۔۔۔ ہمارے خاندان میں دور دور تک کسی کا ایسا مزاج نہیں ہے جانے قسمت کو بھی کیا دشمنی تھی ہمارے سگے پوتے کو اس قدر بد مزاج دے دیا۔۔۔"

"ویسے بے بے، اپنے کزنز کو دیکھ کر لگتا ہے اگر یہ خوش مزاجی ہوتی ہے تو شکر ہے میرا بھائی سنجیدہ ہے۔۔۔"

"چلو زرا سکھی کو لے کر آتے ہیں۔۔۔" بے بے نے ارسہ سے کہا تھا۔

"چھوڑیں ناں بے بے، وہ نہیں آئے گی۔۔۔"

"ارے ایسے کیسے نہیں آئے گی، دادی جا رہی ہے لینے۔۔۔" وہ مان سے کہتی ہوئیں اپنی نشست سے اٹھ گئیں۔

وہ اپنے آفس میں تھا جب اس کا ماتحت دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آیا۔اس نے سر اٹھائے سامنے دیکھا۔

"سر وہ شادی پر فائرنگ کی کمپلین آئی ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔"

"کسی عورت نے کی ہے، بیچاری کافی پریشان تھی۔۔۔"

"ٹھیک ہے تم ٹیم کو روانہ کردو اور دولہے سمیت زرا اس کے باپ کو بھی اک رات کیلئے لے آؤ۔۔۔"اس نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

سامنے کھڑا شخص جھجکا۔

"اور بھی کوئی مسئلہ ہے علی بخش۔۔۔"

"سر۔۔۔"اس نے خشک گلے کو تر کیا۔"وہ ایڈریس آپ کے گھر کا ہے۔۔۔"

مصعب نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔"کس نے کی ہے کمپلین۔۔۔"

"نام نہیں بتایا ان خاتون نے۔۔۔"

"ٹھیک ہے نمبر ٹریس کرواؤ۔۔۔"مصعب نے کہا پھر دماغ میں کوئی خیال آیا تو اس نے کر علی بخش کو واپس سے آواز لگائی۔"رہنے دو، تم بس مجھے وہ نمبر بتاؤ۔۔۔"جانے کیوں اسے لگ رہا

تھا ہو نہ ہو یہ وہی خرفتانی ہے۔۔۔اور پھر جیسے ہی علی بخش نے اسے نمبر بتایا اس کے چہرے پر بل پڑ گئے۔"جانے کون سی بری قسمت تھی جب یہ ہمارے پڑوسی بن گئے تھے۔۔۔"

"ٹھیک ہے تم ٹیم لے کر جاؤ۔۔۔"وہ علی بخش سے کہتا ہوا خود بھی کھڑا ہو چکا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روبایا سامنے سکرین پر موی لگائے صوفے پر آڑھی ترچھی بیٹھی ہاتھوں میں پاپ کارن کا باؤل لئے ہوئی تھی، مگر دماغ کہیں اور تھا۔آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا اور پولیس ابھی تک نہیں آئی تھی۔

"مجھے شادی کا کھانا نہیں کھانے دیاناں۔۔۔ایس پی صاحب۔۔۔"اس نے سوچتے ہوئے سر ہلایا۔"ایک تو یہ پولیس پتا نہیں کب تک آئے گی،تب تک تو یہ سب دیگیں بھی لے جائیں گے۔۔۔"بھوک کے سبب اس کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے تھے۔

"روبایا۔۔۔۔۔"

ارسہ کی آواز پر اس نے منہ بنایا۔"آ گئی پیٹو کی چمچی۔۔۔"

دادی ہنس اٹھی۔"ارے سکھی۔۔۔"

ان کی آواز پر وہ فوراً پلٹی تھی۔"ارے دادو،آپ۔۔۔"

دادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔"ہاں تجھے لینے آئی ہوں،بھلا تیرے بغیر کیا مزہ۔۔۔کوئی رونق نہیں۔۔۔"

"رہنے دیں دادو، آپ کے گھر کے ہلے گلے سے پورا محلہ ناچ رہا ہے۔۔۔" وہ واپس سے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہمیں پتا ہے تم پیٹو کی وجہ سے غصہ ہو۔۔۔"

روبابیا نے ارسہ کو گھوری سے نوازا۔

"ارے اس کو مت گھورو، پولیس والے پیٹو نہیں ہوں گے تو اور کیا ہوں گے۔۔" دادی اس کی گھوریوں کو بخوبی دیکھ چکی تھیں۔ "اب چل جلدی سے تیار ہو کر آ جا، میں تجھے لے کر ہی جاؤں گی۔۔۔" انہوں نے پیار سے کہا اور وہاں بیٹھ گئیں۔

"صرف آپ کے کہنے پر۔۔۔"

"ہاں صرف میرے کہنے پر۔۔۔" دادو نے اس کا مان رکھ لیا تھا۔ ورنہ وہ جانتی تھیں، ان کی طرح وہ بھی کس قدر چٹوری تھی۔

شادی پر فائرنگ کا سلسلہ تو تھم چکا تھا مگر گھر کے اندر مست شغل لگا ہوا تھا، ارسہ اور مصعب کا خاندان خاصا بڑا تھا اور اس کے سبھی کزنز بھی خاصے جی دار تھے اور ہوتے بھی کیوں ناں آخر کو پنجابی فیملی تھی، ایک جانب کھانے پر زور دوسری جانب موج مستی، دھوم دھڑکے سے بھی ہرگز پیچھے نہیں تھے، کبھی پاگلوں کی طرح دھمال ولڈی ڈالنے لگتے۔۔۔ کبھی آسمان تلے بیٹھ

کرانتا کشری۔۔۔ تھال بجانے لگتے بنا اس بات کو خاطر میں لائے کے تھال کافی بے سرا سا بج رہا تھا۔۔۔ جب جوش مانند پڑنے لگتا تو اندر سے کسی چچی تائی کو بلا کر تھال تھما دیتے۔۔۔

روبایا کی طبیعت خشک مزاج نہیں تھی اور پھر دادی کی سکھی اور ارسہ کی دوست تھی تو کوئی کیسے نہ اسے جانتا ہوتا۔ اسی سبب اسے ان کے ساتھ گھلنے ملنے میں زیادہ وقت نہیں لگا تھا۔

جیسے ہی کھانا کھلا اس نے سب سے پہلے دادی کو ڈال کر دیا اور پھر اپنے لئے نکالنے چلی آئی۔ وہ اپنی پلیٹ پکڑتی کھانے کی میز پر آ گئی۔

"آپ غالباً ارسہ کی دوست ہیں۔۔۔" اپنے پاس سے مردانہ آواز پر روبایا نے سر اٹھا کر دیکھا، وہ شاید ان کا کزن تھا اور کھانا لینے کیلئے ہی آیا تھا۔

"غالباً کیا ہوتا ہے بھائی صاحب، میں دوست ہی ہوں۔۔۔" وہ اپنی پلیٹ میں کھانا نکالنے لگی۔

"آجکل کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔"

روبایا نے ہاتھ روکتے ہوئے غور سے اسے دیکھا۔ "ہیں۔۔۔؟ نہ جان نہ پہچان میں تیرا مہمان۔۔۔ واہ۔۔۔" وہ چمٹے کی مدد سے اپنی پلیٹ میں فنگر فش نکالنے لگی تھی۔

"آپ موقع تو دیں جان پہچان بنانے کا۔۔۔"

"میں آپ کو بتادوں اگر تو آپ لائن مارنے کی کوشش کر رہے ہیں تو میں بتادوں مجھے یہ بندوقوں سے کھیلنے والے لوگ سخت ناپسند ہیں۔۔۔کوئی پڑوسیوں کے حقوق ہوتے ہیں،اس قدر فائرنگ۔۔۔"اس کا لہجہ متاسفانہ ہو گیا۔

"مگر میں نے تو فائرنگ نہیں کی۔۔۔"وہ بھی اس کے پیچھے ہی اگلے سٹال کی جانب بڑھا تھا۔

"سگریٹ نوشی۔۔۔؟"

وہ نفی میں گردن ہلا گیا۔

"چلیں پھر میں ایس۔۔۔"وہ کہتے کہتے رکی۔"میرا مطلب مصعب سے مشورہ کرلوں۔۔۔"

کمال بات تھی، بھلے دونوں کا آپس میں چھتیس کا آنکڑہ تھا لیکن مان ہنوز برقرار تھا۔دونوں ہی یہ بات بخوبی جانتے تھے کہ وہ ایک دوسرے کے حق میں کبھی برے ثابت نہیں ہو سکتے۔

"ارے۔۔۔مصعب سے کیوں۔۔۔"وہ یک دم ہی گھبرا گیا۔

"ارے اس میں اتنی گھبرانے کی کیا بات ہے، مصعب میرا اتنا اچھا دوست ہے۔وہ مجھے غلط مشورہ تھوڑی دے گا۔۔۔"روبایا نے تحمل سے کمال اطمینان کے ساتھ جھوٹ بولا،مزید کچھ کہنے کا ارادہ کئے اس کے لب ابھی واہ بھی نہیں ہوئے تھے جب وہ بیچ میں ہی ٹوک گئی۔

"میرا ناں کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے، آپ کو کیا پتا میں نے اس کیلئے کتنے جتن کئے ہیں۔۔۔"کہنے کے ساتھ ہی وہ اپنی پلیٹ تھامے دادو کے پاس آ گئی۔

"یہ کیا باتیں کر رہا تھا تجھ سے۔۔۔؟" دادو نے بھی تو بال دھوپ میں سفید نہیں کئے تھے۔

"لائن مارنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔" اس نے چاولوں کا چمچ بھر کر منھ میں ڈالا۔

"تو زیادہ فری تو نہیں ہوئی ناں۔۔۔؟" دادی نے بھی کھانا کھاتے ہوئے روبابا کو جانچتی نظروں سے پرکھا۔

"توبہ کریں دادو۔۔۔پہلے تو اس قدر چپکو اور پھر لائن مارنے کا اتنا تھرڈ کلاس انداز۔۔۔"

"چل اچھا کیا، ویسے بھی تو اور ارسہ میری پڑھی لکھی دھیاں ہو، تم کہاں ان جاہل گنواروں کے بیچ رہو گی۔۔۔ تم دونوں کیلئے تو میں کوئی تم لوگوں کی ٹکر کا ہی لاؤں گی۔۔۔" دادی نے زبردستی ارسہ کے ساتھ ساتھ اس کی شادی کا بھی ذمہ اپنے سر لے لیا۔

"دادو اب کھانا کھا لیتے ہیں ناں۔۔۔"

دادو سر ہلاتی اس کے ساتھ ہی کھانا شروع کر گئیں۔

وائے قسمت جس رزق کیلئے انسان اتنے جتن کرتا ہے کبھی کبھار اسی رزق میں سے دو لقمے سے زیادہ نصیب نہیں ہوتا، اس کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ ابھی تیسرا لقمہ چمچ میں بھرا بھی نہ تھا کہ ایک لڑکا بھاگتا ہوا آیا تھا۔ "بے بے روبابا آپی کے گھر پولیس آئی ہے۔۔۔"

"میرے گھر۔۔۔؟" وہ بے ساختہ ہی نشست سے اٹھی۔

"ہاں جی اور آپ کو آپ کے لالا بلا رہے ہیں۔۔۔"

روبابا کے دماغ نے سیکنڈز میں ساری صورتحال کا اندازہ لگایا تھا۔ وہ سرعت سے دادی کی جانب پلٹی اور ان کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑتے ہوئے میز پر رکھی۔ "اٹھیں دادی۔۔۔"

"ارے ہوا کیا۔۔۔"

"دادی اگر کچھ ہوا ناں تو اس طوطی کو آپ ہی بچا سکتی ہیں، چلیں اٹھیں جلدی کریں۔۔۔" وہ دادی کو زبردستی اٹھائے اپنے ساتھ لئے چل پڑی۔

باہر سبھی مرد اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے جب گاڑی ساتھ والے گھر کے سامنے رکی تھی، وہ سب پولیس کی گاڑی دیکھ کر چونک گئے۔

"یہ آپ کے گھر کے سامنے پولیس۔۔۔؟" کسی نے ان سے کہا اور پولیس کے ڈالے کو دیکھتے ہی وہ اپنے گھر کی جانب بڑھے۔

"آپ یہاں۔۔۔؟" انہوں نے رعب دار آواز میں استفسار کیا۔

"جی ہمیں آپ کے خلاف کمپلین موصول ہوئی ہے۔۔۔"

لالا نے اپنے اطراف میں نظر دوڑائی، ہر جانب لوگوں کا رش ہی دکھائی دیا۔ "آجائیں اندر چل کر بات کرتے ہیں۔۔۔" وہ اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"ارے روبایا چل بھی پڑ، کیا اب دادی کو رات یہی کٹوائے گی۔۔۔" دادی روبایا کی سست چال پر ست گئیں۔ دادی بھی جانے اوساکا کی موٹر فٹ کروا کر لائی تھیں، مجال ہے جو زرا اپنے بڑھاپے کا لحاظ کرتے ہوئے آہستہ چل لیں۔

وہ دادی کے ساتھ چلتی گھر میں داخل ہوئی جہاں پہلے سے ہی تفتیش چل رہی تھی۔ وہ اور دادی ان سے کچھ فاصلے پر رک گئے۔

"ارے تم ادھر کیا کر رہے ہو۔۔۔؟ ہمارے گھر آتے، کھانا تو ادھر ہے۔۔۔" دادی کی معصومیت، سمجھ رہی تھیں ان کے پوتے نے کھانا کھانے بھیجا ہو گا، وہی پنجابیوں کی روایت، چور ہو یا پولیس کھانا کھائے بغیر نہ جائے۔

"انکل سب ٹھیک تو ہے۔۔۔" مصعب پریشانی میں تیز تیز قدم لیتا ان تک آیا تھا۔" باہر پولیس کی گاڑی دیکھی۔۔۔" اس نے فکر مندی سے سب کی جانب دیکھا، روبایا نے اسے گھورا۔

"پتا نہیں بیٹا کہہ رہے ہیں کوئی کمپلین موصول ہوئی ہے۔۔۔"

"کمپلین۔۔۔ کیسی کمپلین علی بخش۔۔۔ کیا مسئلہ ہے۔۔۔" اس نے سامنے کھڑے اپنے ماتحت کو پکارتے ہوئے اداکاری کے سبھی ریکارڈ توڑ ڈالے۔

"سر ہمیں کسی خاتون نے کمپلین کی تھی کہ اس گھر سے بہت زیادہ فائرنگ کی آوازیں آ رہی ہیں اور ان کے بچے تنگ ہو رہے ہیں۔۔۔"

روبایا نے تھوک نگلا اور مصعب کو دیکھا، جو جان بوجھ کر اپنی شرارت کو چھپائے ہوئے تھا۔

"مگر میرے گھر میں تو ایسا کچھ نہیں ہوا۔۔۔" لالا ابھی تک حیرت میں تھے۔

"اور بچے کہاں سے آئیں گے، اس کی بیوی کو تو گزرے سال ہو گئے ہیں۔۔۔ لڑکی ہماری ابھی پڑھ رہی ہے۔۔۔" دادی نے روبایا کی جانب اشارہ کیا۔ سبھی نے دادی کی جانب دیکھا اور روبایا۔۔۔ اس کی نظریں سامنے کھڑے اک پولیس اہلکار پر ٹکیں جس کے دیکھنے کا انداز خاصا معیوب تھا۔

روبایا نے غیر محسوس سے انداز میں اپنے گلے میں لٹکتے دوپٹے کو اپنے بازوؤں پر پھیلا لیا۔ پہلی بار احساس ہو رہا تھا، بازو اور دوپٹا دونوں بڑے ہونے چاہئیے۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگی جبھی لالا کی سخت آواز ابھری۔

"آپ کدھر جا رہی ہیں۔۔۔؟ یہیں رکیں۔۔۔"

وہ جو سمجھ رہے تھے وہ غلطی کے سبب بھاگ رہی ہے وہ اسے ڈپٹ گئے اور روبایا اس کا دوپٹا اس کے برہنہ بازؤں کو ڈھانپنے میں ناکام تھا۔۔۔ اہلکار کی نظریں وہ ابھی بھی محسوس کر سکتی تھی۔

"لالا۔۔۔" وہ منمنائی۔۔۔ مگر پھر ان کی آنکھیں دیکھ کر رک گئی۔

"دیکھیں بی اماں صحیح کہہ رہی ہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔"

مصعب اس کے آگے آکر کھڑا ہو گیا، روبایا نے سر اٹھا کر دیکھا اس کی چوڑی پشت اس کے سامنے تھی۔

علی بخش نے سب کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ اسی اہلکار نے گیٹ سے باہر نکلتے جانے مصعب کو دیکھا تھا یا ں ارنش کو، وہ مصعب کی شرٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔ مصعب واپس نہیں گھوما تھا مگر وہ اس کے ڈر کو بھانپ چکا تھا۔

علی بخش نے فون نمبر ان کے سامنے کیا اور لالا کی آنکھیں باہر آ گئیں۔ انہوں نے بے ساختہ ہی مصعب کے پیچھے چھپی کھڑی روبایا کو دیکھا۔

"روبایا۔۔۔ باہر آئیں۔۔۔"

اس کی گرفت مصعب کی شرٹ پر مضبوط ہوئی۔

"نہیں لالا۔۔۔"

"سنا نہیں آپ نے۔۔۔" وہ دبے دبے غصے سے چلائے۔

"دادی میں سامنے نہیں آؤں گی۔۔۔" وہ ہراساں ہو چکی تھی۔ "آپ نے جو بھی پوچھنا ہے یہیں سے پوچھ لیں۔۔۔"

"سامنے آئیں اور بتائیں آپ نے کی تھی کال۔۔۔"

"آپ سب پولیس والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔۔" روبایا نے فوراً سے مصعب کی شرٹ کو آزاد کر دیا۔ مصعب نے مڑ کر اس کے الفاظ پر حیرانی سے اسے دیکھا، اس کی آنکھوں میں نمی تھی مگر اس کے الفاظ وہ نظر انداز نہیں کئے جا سکتے تھے۔

"پھر میرے پیچھے کیوں کھڑی ہو، باہر نکلو۔۔۔" اس نے بھی تنک کر کہا۔ روبایا کی آنکھ سے آنسو ٹوٹ کر گال پر بکھر گیا۔

"ٹھیک ہے علی بخش، کوئی مسئلے والی بات نہیں ہے تم جاؤ۔۔۔" اس نے ان سب کو وہاں سے بھیج دیا۔ ان کے جاتے ہی وہ سامنے سے ہٹ گیا۔

"آپ نے کیا سوچ کر یہ حرکت کی تھی۔۔" لالا اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے۔

"لالا آپ کو پتا ہے وہ لوگ کتنی فائرنگ کر رہے تھے۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔" اس نے رونی صورت بنالی۔

"آپ کو خود میں نے ٹیرس پر کھڑے دیکھا تھا، ڈر لگ رہا تھا تو اندر جاتیں یا مجھے کال کر لیتیں۔۔۔"

"ارے۔۔۔ بس بھی کرو۔۔۔ اتنی سی بچی پر تم تو آتش فشاں بن کر پھوٹ پڑے ہو۔۔۔" دادی کی مداخلت مصعب کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔ "چلو آؤ روبایا ہم کھانا کھاتے ہیں اور میاں تم بھی چلو، ہمارے گھر کے سارے فنکشن کا تم نے ستیاناس مار دیا ہے۔۔۔ اک پولیس

ہی آئی تھی ناں، مصعب کو کال کر دیتے وہ خود ہی دیکھ لیتا۔۔۔خوامخواہ میں مجھے اور روبایا کو کھانے سے اٹھوا دیا۔۔۔"

وہ الٹا ان پر ہی بھڑک اٹھیں، ان کے گھر کی پولیس تھی اور ان کیلئے وہ گھر کی مرغی دال برابر تھی۔

"دادو۔۔۔میرا دل نہیں ہے آپ جائیں۔۔۔"اس نے آرام سے ان کے ہاتھ تھامتے کہا۔

"لے یہ کیا بات ہوئی، تو ان سب کی وجہ سے کہہ رہی ہے ناں۔۔۔"

"نہیں دادو۔۔۔سچ میں۔۔۔"اس نے دادو کو بانہوں کے حلقے میں بھرا۔

"ٹھیک ہے صبح برات کیلئے تیار رہنا۔۔۔"انہوں نے بھی اس کو مجبور نہ کرنے میں ہی بہتری سمجھی۔

"بی اماں۔۔۔اس کو رہنے دیں یہ تو اب ہفتہ گھر سے باہر نہیں نکلے گی۔۔۔"

"ارے میاں کیوں نہیں نکلے گی، یہ مصعب کے خاندان والوں نے بھی تو ات ہی مکادی تھی بھلا کیا ساری گولیاں اسی شادی پر مکانی تھیں، اور میں بتائے دے ری ہوں روبایا کے بغیر ہم برات نی لے کر جانے والے۔۔۔"بے بے نے ہاتھ اٹھائے واضح کر دیا۔اس نے وہاں سے نکلتے ہوئے اک سرسری سی نظر روبایا پر ڈالی تھی اور اس سرسری سی نظر میں ہی اس کی آنکھوں میں کیا تھا وہ اسے ابال گیا تھا۔

اگلے روز اس کا رتی برابر بھی دل نہیں تھا مگر دادو کے اصرار کے سبب وہ تیار ہو گئی۔ انہیں مصعب کی گاڑی میں جانا تھا، ارسہ اور روبایا پیچھے بیٹھ گئیں۔

"روبایا یہ تو وہ ڈریس نہیں ہے جو ہم نے پہننے کیلئے پلین کیا تھا۔۔۔"

"ہاں وہ مجھے اچھا نہیں لگا۔۔۔"

اسی اثناء میں مصعب گاڑی میں آ کر بیٹھا تھا اور روبایا مزید شیشے کی طرف سرک گئی۔ مصعب کو بیک ویو مرر ٹھیک کرتے دیکھ کر بلا اختیار ہی اس کے دماغ میں اس اہلکار کی حریص نظریں یاد آئی تھیں جو اسے جلا گئی تھیں۔

"بہت اچھا طریقہ ہے دوسروں کو دیکھنے کا۔۔" روبایا کی بات پر مصعب تو مصعب ارسہ نے بھی گردن گھما کر حیرت سے اسے دیکھا۔

"اس شیشے کو ہماری جانب کیوں سیٹ کر رہے ہیں۔۔۔؟" اس کے چہرے کا ایسا رنگ آج سے پہلے ارسہ نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔" مصعب بھی بھڑک اٹھا۔ "ہاں دیکھو میں پوچھ بھی کیا رہا ہوں، دماغ ہو گا تو ٹھیک ہو گا۔۔۔"

"جی بالکل، دماغ ہو ناں ہو نظریں ضرور صاف ہونی چاہیں۔۔۔"

مصعب اپنی سیٹ پر گھومتے پیچھے کی جانب مڑا،اس کی نظروں میں بلا کی سختی تھی۔"آخر تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہے۔۔۔"

"بھائی۔۔۔"ارسہ نے مداخلت کرنی چاہی،وہ ہاتھ اٹھا کر اسے روک گیا۔

"جی مس اس گھٹیا بات کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔"

"اس کیلئے آپ کا پولیس میں ہونا ہی کافی ہے، سبھی ایک جیسے ہوتے ہیں۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ سخت کہتا دادی کو گاڑی کی جانب آتا دیکھ کر چپ ہو گیا۔

"روبایا۔۔۔تم بھائی کو ایسا سمجھتی ہو۔۔۔"ارسہ نے اس کے پاس ہوتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"ارسہ پلیز۔۔۔"وہ اپنا رخ باہر کو پھیر گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دادی نے پورے فنکشن میں روبایا کا بجھا بجھا رویہ محسوس کیا تھا،وہ اس کے رویے کو کل والی بات سے مشروط کر گئی تھیں۔پھر جب روبایا نے اتنے دن ان کے گھر چکر نہیں لگایا تو دادی کے استفسار پر وہ یہ کہہ کر ٹال گئی کہ وہ جاب کی تیاری کر رہی ہے۔۔۔آج دادی بھی اپنی آئی پر آ گئی تھیں اور اسے دیوار پار کھڑے ہو کر اس قدر آوازیں لگائیں کہ اسے آنا ہی پڑا۔دادی نے

پہلے اسے تازہ تازہ پراٹھے بنا کر کھلائے تھے پھر اس کے سر میں خوب سارا تیل ڈال کر مالش کی تھی۔ابھی پھر اتنے دنوں بعد وہ اور ارسہ دھوپ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

"گھر کیوں نہیں آ رہی تھی۔۔۔؟"

"بتایا تو مصروف تھی۔۔۔"آج وہ دوست کے چہرے کی جانب دیکھنے کی جسارت نہیں کر پائی تھی۔یہ دوست ہی ہوتے ہیں جو آنکھوں سے دلوں کے راز جان لیتے ہیں۔

"یہ پہلی اور آخری بار ہے کہ تم مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو۔۔۔"اس نے بغور اس کے چہرے کو دیکھتے تنبیہ کی۔"بھائی کے ساتھ جھگڑا ہوا ہے۔۔۔؟"

روبابا نفی میں سر ہلا گئی۔

"پھر۔۔۔؟"

"چھوڑو تمہیں اگر برا لگ گیا۔۔۔میں نہیں چاہتی ہماری دوستی۔۔۔"

ارسہ نے اسے بازوؤں سے پکڑتے اپنی جانب گھمایا تھا۔"کچھ نہیں ہو گا ہماری دوستی کو،ہم بچپن سے ساتھ ہیں اور ہم دونوں کو اک دوسرے کی نیتوں پر کوئی شعبہ نہیں۔۔۔"اس نے وقفہ کیا۔"بھائی سے متعلق ہے۔۔۔؟"

روبابا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس کو ساری بات بتا گئی۔

"بس اب میرا دل نہیں کرتا پولیس والوں کے سامنے آنے کا۔۔۔"

"بھائی کے سامنے آنے کا بھی نہیں۔۔۔"

"کسی پولیس والے کے سامنے آنے کا نہیں۔۔۔"

"ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو بھائی نے بھی تو تمہیں یہی کہا تھا۔۔۔"

اس کی بات پر روبایا نے چونک کر سر اٹھایا۔

"اگر تمہیں لگتا ہے کہ بھائی بھی ایسے ہیں تو میں تمہیں جھٹلاؤں گی نہیں مگر یہ ضرور کہوں گی کہ ایک بار بیٹھ کر غور کر لو کہ ان کی موجودگی حقیقت میں تمہیں غیر آرام دہ محسوس کرواتی ہے یاں پھر تم کسی دوسرے انسان کے سانچے میں انہیں فکس کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔"ارسہ کی طبیعت صلح جو تھی،اس کے مزاج میں رتی برابر سختی نہ تھی۔اس کی شخصیت پانی سی تاثیر لئے ہوئے تھی جس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

ارسہ کی باتوں سے اسے بے ساختہ ہی اپنی اور مصعب کی آخری ملاقات یاد آئی،روبایا کی آنکھوں میں بے اعتباری پر اس نے بے یقینی تاسف بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔لیکن اب ارسہ۔۔۔؟"وہ ایسی ہی تھی، حق پر ڈٹ جانے والی اور غلطی کا احساس ہونے پر مان جانے والی۔

"کچھ بھی نہیں جسٹ گوو دا فلو۔۔۔"

"چندو۔۔۔اوچندو۔۔۔"مصعب غالباارسہ کوڈھونڈرہاتھا۔روبایاسرعت سےاپنی جگہ سے اٹھی۔

"ایس پی صاحب۔۔۔"اس نےارسہ کابازو پکڑ کر دروازے کی جانب دھکیلا۔

"کیاہوگیاہے۔۔۔؟"

"اپنے بھائی کوآگے پیچھے کروفورامجھے گھر جاناہے۔۔۔"

"تم بھائی کواوائیڈ کررہی ہو۔۔۔؟"

"ارے تم نہیں جانتی وہ مجھے بھگو بھگو کرماریں گے۔۔۔اور۔۔۔"

"ارسہ۔۔۔"مصعب کی آوازقریب آرہی تھی۔

روبایاکی آنکھیں باہر آئیں،اس نےارسہ کی طرف دیکھااور باہر دھکادے دیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج وہ اپنی یونیورسٹی سے ڈگری لینے آئی تھی اور واپسی پر رکشے کی تلاش میں چلتی چلتی روڈ پر نکل آئی۔آج تو کہیں پولیس کاڈالا بھی نہیں تھاہوتا بھی تو وہ اب ان کی مدد لینے کاسوچتی بھی ناں۔۔۔وہ وہاں روش پر بیٹھ گئی اور ارد گرد دیکھنے لگی۔

مصعب اپنے دوست سے ملنے جارہاتھا جس سبب وہ جلدی نکل آیاتھا۔وہ سگنل پر رکا تھا کہ اس کی نظر سڑک کے دوسری جانب بیٹھی روبایاپر پڑی،وہ یوٹرن لیتااس کے پاس آگیا۔اس کی

شکل سے صاف پتا چل رہا تھا وہ خاصی بیزار بیٹھی ہے۔ مصعب نے اس کے پاس آ کر ہارن دیا تو وہ یک دم اچھلی اور پھر مصعب پر نظر پڑتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور چلنا شروع کر دیا۔

وہ بھی گاڑی کو آگے بڑھاتا اس کے پاس لے آیا اور شیشہ نیچے کیا۔ "مس روبابیا۔۔۔"

وہ رک گئی۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو۔۔۔؟"

"رکشے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔"

"تو میڈم میں آپ کے پیچھے گاڑی لئے اسی لئے خوار ہو رہا ہوں کہ آپ اپنے قدم اس میں رنجھا فرما دیجئیے۔۔۔"

"دیکھیں۔۔۔" اسے اپنی اس دن کی حرکت یاد آئی۔

"اندر بیٹھ کر۔۔۔"

"آپ جائیں۔۔۔"

"روبابیا اندر بیٹھ جاؤ۔۔۔"

اس نے گہری سانس بھری اور اندر بیٹھ گئی۔

"جی کہیئے۔۔۔"

"تم گھر سے نکلتے وقت نیٹ پیکج کیوں نہیں کرواتی۔۔"اسے اس کا مسئلہ سمجھنے میں زرا برابر وقت نہیں لگا تھا۔

"لالا پیسے کم دیتے ہیں۔۔۔"

"یعنی آگے بھی یوں آپ مجھے فٹ پاتھ پر ملنے والی ہیں۔۔۔"

وہ خاموش رہی تو وہ بھی خاموش ہو گیا۔

"مصعب۔۔۔"اس نے کچھ وقت کے بعد کہا تھا۔مصعب نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔اس سے پہلے مزید کوئی بات کی جاتی مصعب کا فون بج اٹھا۔

"ہمم۔۔۔ٹھیک۔۔۔"وہ خاموش ہوا۔"سیکیورٹی بڑھادو۔۔۔"وہ رکا۔"علی بخش تمہارے سوا کوئی اندر نہیں جانا چاہئیے۔۔۔میں اس معاملے میں کسی قسم کی لاپرواہی برداشت نہیں کروں گا۔۔"وہ خاموش ہوا۔"نہیں میں بس آرہا ہوں۔۔۔بیان میری موجودگی میں ہو گا اور ڈاکٹر کے ساتھ تم بھی اندر موجود ہونے چاہئیے ہو۔۔۔کسی صورت اسے اکیلا نہیں چھوڑنا۔۔۔کسی صورت مطلب کسی بھی صورت،آندھی۔۔۔طوفان۔۔۔کچھ بھی آجائے تم وہاں سے نہیں ہٹو گے۔۔۔"

اس نے فون بند کرتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔

"مجھے ہسپتال جانا ہو گا، تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ مگر جانا کیوں ہے۔۔۔"

"ایک کیس کے سلسلے میں۔۔۔۔"

باقی کا راستہ خاموشی میں گزرا تھا۔ مصعب یونی فارم میں نہیں تھا جس سبب اسے ریسیپشن پر ہی روک لیا گیا تھا۔ اس نے اپنا کارڈ نکال کر دکھایا تو عملہ پہلے سے زیادہ فرض شناس ہو گیا۔ وہ روبایا کو لئے مخصوص فلور پر آیا، کچھ ہی دور اسے کمرے کے باہر پولیس اہلکار کھڑے نظر آ گئے اور علی بخش بھی سامنے ہی ٹہل رہا تھا۔

مصعب لمبے لمبے قدم لیتا اس تک پہنچا۔

"کیا کہا ہے ڈاکٹر نے۔۔۔؟"

"ہم بات کر سکتے ہیں۔۔۔ رات کو ہوش آنے کے بعد حالت خراب ہو گئی تھی مگر اب سنبھل چکی ہے۔۔۔"

"گھر والوں میں سے کسی نے رابطہ نہیں کیا۔۔۔؟"

علی بخش کے چہرے پر دکھ کی لہر آئی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" وہ کہتے آگے بڑھا، روبایا بھی اس کے پیچھے ہوئی جب علی بخش نے فورا سے آگے آ کر اسے روکنے کی کوشش کی۔

"مصعب۔۔۔" اس کی آواز میں خوف تھا۔ مصعب واپس پلٹا، وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"علی بخش۔۔۔"حکمیہ آواز برہم لہجہ، علی بخش فوراسے ایک طرف ہو گیااور وہ دونوں کمرے کی جانب بڑھ آئے۔دروازے کے پاس رک کر وہ روبایا کی جانب مڑا۔

"گھبرانامت۔۔۔اوکے۔۔۔"اس نے نرم لہجے میں کہا۔"اب آپ سائیکالوجسٹ بن چکی ہیں۔۔۔"

روبایانے سمجھتے ہوئے سر ہلایا، وہ اس کی جانب دیکھ کر مسکرایااور پھر آہستہ سے دستک دیتے ہوئے دروازہ واہ کیا، سامنے ہی ایک بائیس سے پچیس سال کی عمر کی ایک لڑکی بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔اس کے چہرے پر عجیب سی خراشیں اور نشان تھے۔مصعب اور روبایا دونوں اس کے پاس چلے آئے۔اس کے پاس آنے پر روبایا کو اس کی گردن پر موجود نشان دکھائی دیئے اور پھر اس کی نظریں اس کے وجود پر مزید نشان دیکھتیں صدمے، خوف سے دوچار ہو گئیں۔

مصعب اور اس کے بیچ کیا بات ہو رہی تھی اس کی سماعتوں تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔اس لڑکی کی حالت کو دیکھ کر کوئی بھی اندازہ لگا سکتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہو گا، وہ جانے کتنے ہی پل اس کے وجود کو دیکھتی رہی، نظریں کبھی اس کے ہاتھوں پر ٹھہر جاتیں اور کبھی اس کے چہرے پر اور پھر جب ہوش آنے پر اس کی سماعتوں نے جو سنا تھا وہ اسے اندر تک سے ہلا گیا تھا۔

بسااوقات آگاہی کیلئے فقط ایک پل ہی کافی ہوتا ہے۔۔۔وہ پل جہاں سے اللہ پاک آپ کے راستے بدل دیتا ہے، جہاں سے آپ کی سوچ کا مرکز تبدیل ہو جاتا ہے اور فہم کے در کھول دیئے جاتے ہیں اور بینائی عطا کر دی جاتی ہے۔۔۔

کچھ ہی لمحوں بعد اک سپاہی آیا تھا اور اس نے مصعب کی موجودگی میں ہی اس سے بیان لیا تھا۔

"آگے کیا حکم ہے سر۔۔۔؟"

وہ اپنا ماتھا مسلتے کچھ دیر سوچتا رہا۔

"معیز کدھر ہے۔۔۔؟اس کو بلاؤ اور تم گھر جا کر آرام کرو۔۔۔تم دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا اس کیس میں شامل نہیں ہونا چاہیئے اور کسی اور سے ملنا تو دور کی بات اس کے گھر والے بھی اس تک نہیں پہنچنے چاہئیں۔۔۔"

وہ سر ہلا گیا۔

"رات میں اس کی حالت کیوں بگڑی تھی۔۔۔؟"

"سر۔۔۔وہ۔۔۔ایم این اے آیا تھا۔۔۔"

مصعب کا تو اس کی بات پر دماغ ہی گھوم گیا،اس نے اک ہی جست میں آگے بڑھ کر اس کا کالر پکڑ کر جھٹکا دیا۔"کیا کہا ہے تم نے۔۔۔"

"سر۔۔۔"

"میں نے کہا نہیں تھا کہ کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں۔۔۔"

"می۔۔۔میں نماز پڑھ رہا تھا۔۔۔"

"معیز کو فون کرو۔۔۔اس سے کہو مجھے اگلے دو سیکنڈ میں ان سب کا استعفی چاہئیے جو رات یہاں پہرا داری پر تھے اور ایس ایچ او پر انکوائری۔۔۔"مصعب نے اس کا کالر چھوڑ دیا۔"اس کی جگہ اپنی بہن کو تصور کر کے دیکھنا علی بخش۔۔۔پھر میں تم سے پوچھوں گا کہ اس قدر ٹھنڈے خون سے تم مجھے یہ سب باتیں کیسے بتا سکتے ہو۔۔۔یہ غلطی تمہاری آخری ہونی چاہئیے۔۔۔"

روبایا کو وہ کھر دماغ کا ضرور لگتا تھا مگر کھر دماغ کے ساتھ ساتھ غصہ اس نے ابھی دیکھا تھا۔

"تم سب کی جان اندر لیٹی لڑکی سے زیادہ اہم نہیں ہے اور تم لوگوں کیلئے اہم ہونی بھی نہیں چاہئیے۔۔۔"وہ گیٹ پر ڈیوٹی دیتے سپاہیوں کی جانب گھوما۔"اگر کسی نے اس لڑکی کی جانب غلط نگاہ کی یاں اس کی جانب غلط نگاہ کو اٹھنے سے روکنے میں ناکام رہا تو میں تم سب کی چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں گا۔۔۔"اس کی آواز کی گرج اور اس کے لہجے کی قطعیت سے اگر کوئی واقف نہیں تھا تو وہ صرف روبایا تھی باقی سب کو اندازہ تھا۔اس کے ساتھ کام اصول۔۔۔انسانیت کی بنیاد پر ہی کیا جا سکتا تھا۔

"اس کمرے اور اس کے ارد گرد لگے کیمروں کی رسائی 7/24 تمہارے پاس ہونی چاہئیے۔۔۔"وہ کہہ کر روبایا کو لئے وہاں سے نکلا تو علی بخش بھی اسے چھوڑنے اس کے پیچھے لپکا تھا۔

"تم وہیں ٹھہرو علی بخش۔۔۔مجھے تمہارے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں ہے۔۔۔"وہ علی بخش کا کندھا تھپتھپاتا باہر نکل گیا۔

مصعب کو ہسپتال کی بلڈنگ سے نکلتے کال آگئی تو وہ ایک جانب کو ہوتا کال پر مصروف ہو گیا۔روبایا وہاں سے ہٹتی اک جانب پڑے بینچ پر بیٹھ گئی۔اس نے آج سے پہلے زندگی کا یہ رخ نہیں دیکھا تھا۔۔۔اگر زندگی کبھی تلخ بھی ہوئی تھی تو نسوانیت اور وجود پر نہیں ہوئی تھی۔۔۔اسے محض ایک دن ایک سپاہی نے بری نظروں سے دیکھا تھا اور اس نے اپنے آپ کو سب سے چھپالیا تھا، یہاں اس کے ساتھ جو ہو گیا تھا۔۔۔کیا وہ اس کے بعد زندہ رہ پائے گی۔۔۔؟کیا وہ زندہ رہنا چاہے گی۔۔۔؟اگر چاہے گی تو کیسے۔۔۔؟وہ اپنی ٹانگ ہلاتے سر جھکائے مسلسل ایک ہی جگہ پر دیکھنے لگی۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے وجود پر جگہ جگہ زخموں کے نشان تھے جو اس کے ساتھ ہوئے ظلم کی داستان بیان کر رہے تھے۔اس کی آنکھ سے آنسو لڑکھا، کوئی اس قدر سفاک کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟وہ تصور نہیں کرنا چاہ رہی تھی مگر اس کے ذہن کے پردے پر اس لڑکی سے پیش آئے واقع کا تخیل بار بار لہرا رہا تھا۔

مصعب خاموشی سے اس کے پاس آکر بیٹھ گیا، روبایا کی آنکھ سے اک بار پھر آنسوؤں کی لڑی ٹوٹ کر گری تھی، اس نے ہاتھ کی پشت سے اپنے دائیں گال کو صاف کیا اور پھر کچھ دیر بعد سر

اٹھا کر مصعب کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر مصعب کو محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں لیا ہو،اس نے لب بھینچے۔

"اب اس کے ساتھ کیا ہو گا۔۔۔؟"اس کی آواز نم تھی،اس کے لہجے سے حقیقت سے پہلی بار آشناء ہونا محسوس کیا جا سکتا تھا۔اس کی آنکھوں میں ابھی کوئی شعلہ نہیں بھڑکا تھا،ابھی ان میں صرف تکلیف بیدار ہوئی تھی،ابھی زندگی کے اہم ہونے کا احساس بیدار ہونا باقی تھا۔ابھی وجود کی زکوۃ کی بابت معلوم ہونا باقی تھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔صبح اس کی ڈاکٹر کے ساتھ اس کا سیشن ہو گا پھر وہ اس کی دماغی حالت کے بارے میں آگاہی دے گی اور ساتھ ساتھ اس کا کیس کورٹ میں ریفر ہو گا۔۔۔"

"آپ رک جائیں ناں اس کے پاس۔۔۔"اس نے خوف کے زیر اثر کہا۔"اگر ان میں سے بھی کسی نے۔۔۔"وہ کہتے کہتے خاموش ہو گئی،آنسوؤں نے بولنے نہیں دیا۔مصعب کو یاد آیا ،جب اس پر انسانوں کے چہرے عیاں ہونے شروع ہوئے تھے تو وہ بھی یوں ہی اداس ہو جایا کرتا تھا، کبھی اپنے کمرے میں توڑ پھوڑ کر کے اپنا غصہ نکالتا تھا اور کبھی رو کر مگر سکون نہ ملتا تھا،یوں محسوس ہوتا جیسے مظلوم اس کے پاس مسلسل فریاد کر رہے ہوں۔۔۔ظالم ہنس رہے ہوں۔۔۔انسانیت رو رہی ہو۔۔۔سسک رہی ہو۔۔۔

"میں کیوں۔۔۔؟میں بھی تو انہیں میں سے ہوں ناں۔۔۔؟"گویا وہ ابھی تک ان نظروں کی بے اعتباری کو نہیں بھولا تھا۔

روبایا نے نفی میں سر ہلایا۔"نہیں آپ ان میں سے نہیں ہیں۔۔۔"وہ خود ہی اپنی بے یقینی کی نفی کر گئی۔

"چلو اٹھو۔۔۔گھر چلتے ہیں۔۔۔"مصعب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا،وہ بھی اپنے گال صاف کرتی اٹھ گئی۔اس نے کھڑے ہوتے مصعب کی جانب دیکھا۔

"اگر اتنا بھروسہ کر لیا ہے تو یہ بھی اطمینان رکھو کہ اس کے ساتھ مزید کچھ غلط ہونے نہیں دوں گا۔۔۔"

وہ دونوں گھر کی جانب بڑھ گئے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روبایا گھر آتے ساتھ ہی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔لالا اس سے ملنے آئے تو وہ آرام کرنے کا بہانہ کرتی جلدی سونے کا کہتی کمرے میں ہی ٹھہر گئی۔حقیقت آشکار ہوئی تھی اور دل ارد گرد سے اچاٹ ہونے لگا تھا،کیا سچ میں لاعلمی اتنی بڑی نعمت ہوتی ہے۔۔۔

اس کے دماغ میں خیالات کا اک طوفان تھا جو تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔وہ چاہ کر بھی اس لڑکی کے چہرے کو،اس کے وجود کو اپنی آنکھوں کے سامنے سے جھٹک نہیں پا رہی تھی۔۔۔ دل بھی اللہ نے عجیب بنایا تھا۔۔۔اگر نرم پڑتا تو پھر ساری دنیا کا غم اپنے اندر سمو لیتا ہے اور سختی پر اترتا ہے تو انسان کو حیوان بنا کر رکھ دیتا ہے یوں کہ خاک فلسطین کی ہو یاں سوڈان کی انسانی لوتھڑوں سے زرد ہو جاتی ہے۔۔۔

ساری رات اس نے رو رو کر گزار دی تھی جیسے ہی وقت صادق آیا وہ مصلحہ بچھا کر اس پر کھڑی ہو گئی اور پھر روتے روتے کب اس کی آنکھ لگی اسے معلوم ہی نہیں پڑا۔

ارسہ بھی پہلے پچھلی شام اور پھر دوپہر تک اس کا انتظار کرتی گھر چلی آئی۔اس نے کمرے میں آ کر دیکھا تو وہ اسے سامنے ہی جائے نماز پر سوئی نظر آئی،ارسہ مسکراتی اسے پکارتی اس تک آئی تھی اور جیسے ہی اسے جگانے کیلئے ہاتھ لگایا وہ ششدر رہ گئی۔اس کا وجود بخار کی تپش سے جل رہا تھا۔

ارسہ نے اسے سہارا دے کر بیڈ پر لٹایا تھا اور پھر آیا جی کو اس کے پاس روکتی اپنے گھر کی جانب بھاگی تھی۔اپنے ساتھ دادی اور مصعب کو لاتے لالا کو بھی اطلاع کر چکی تھی۔اسی اثناء میں ڈاکٹر بھی آ کر اس کا معائنہ کر کے جا چکا تھا۔

دادی اس کے بیڈ کے اوپر اس کے پاس بیٹھی اس پر دم کرنے لگیں۔

"میں کہہ رہی تھی ناں کوئی مسئلہ ہے۔۔۔"ارسہ فکر مند تھی۔

دادو نے اپنی گود میں لیٹی روبایا کے بال سہلائے۔مصعب سامنے ہی بازو باندھے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔اس کا چہرہ بھی تشویش کی فکریں لئے ہوئے تھا۔اک واقع نے اس کا کیا حال کر دیا تھا اور کہاں وہ ان دونوں سے کیسی کیسی امیدیں لگائے ہوئے تھا۔حقیقت۔۔۔زندگی کی سنگینی اس کی صحت پر اس قدر گراں گزرے گی اسے کہاں علم تھا۔۔۔ایک رات میں ہر پریشانی سے مبرا وجود پر حقیقت آشکار ہوئی تو چہرہ کیسے مرجھا کر رہ گیا تھا۔

مصعب کیس میں الجھ کر رہ گیا تھا، گھر اور نیند تو مانو پچھلے دنوں بھول ہی چکے تھے۔۔۔وہ ایسا ہی تھا جب کسی چیز کے پیچھے لگ جاتا تو پھر اسے سرانجام دیئے بنا کھانا پانی تک بھول جاتا تھا۔۔۔ ابھی بھی وہ اس کیس پر یوں ہی جٹ گیا تھا، پہلے بات محض گلی محلوں میں بڑھتی ہر اس منٹ کی تھی اور اب بات اس سے کہیں آگے تک پہنچ چکی تھی۔۔۔پہلے صرف سیاسی پشت پناہی حاصل تھی اب وہ خود سر عام آ گئے تھے۔۔۔

وہ دفتر سے نکلتا عزم لئے پتھر کی صاف روش پر مضبوط قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا جب اس کا موبائل بج اٹھا۔ سکرین پر "جناب آفت" کا نمبر جگمگاتے دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی، اگلے ہی لمحے وہ فون اٹھا کر کان سے لگا گیا۔

"السلام علیکم۔۔۔طبیعت کیسی ہے۔۔۔"اس نے خود ہی پہل کی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔اب بہتر ہوں۔۔۔"

اس کی آواز اب بھی نم تھی۔

"اتنی اتنی باتوں پر سنجیدہ ہو گی تو زندگی کیسے گزار پاؤ گی۔۔۔؟"

مصعب کی آواز میں بھی ایک تکلیف تھی جو اسے محسوس ہوئی تھی، مگر کیوں۔۔۔؟ وہ سمجھ نہیں پائی۔

"کمال بات ہے پہلے کہتے تھے سنجیدہ نہیں ہوتی اب ہو رہی ہوں تو کہہ رہے ہیں زندگی کیسے گزرے گی۔۔۔"

"پہلے اندازہ نہیں تھا تصویر کا یہ رخ تم پر اس قدر گراں گزر سکتا ہے۔۔۔"

آج پہلی بار۔۔۔ شاید پہلی بار وہ یوں آرام سے بات کر رہے تھے۔

"آپ روز ایسی چیزوں کو کیسے سہہ لیتے ہیں۔۔۔؟ بھلے مرد ہیں، ہیں تو انسان ہی ناں۔۔۔"

"دیکھو روبایا انسان کے پاس دو ہی آپشنز ہوتے ہیں۔۔۔ یاں تو وہ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لے اور اپنی باری کا انتظار کرے یاں پھر موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ظلم کے سامنے ڈٹ جائے اور اگر ظالم سے جیتنا ہو تو اپنے اندر احساس کو تو زندہ رکھنا پڑتا ہے مگر حساسیت خود پر حاوی ہونے نہیں دی جا سکتی۔۔۔" مصعب کا لہجہ ٹھہرا ہوا تھا، اس کا لہجہ ایک ایک لفظ کی اہمیت کو باور کروا رہا تھا۔

"میرے اختیار میں نہیں۔۔۔" وہ اس وقت بے بسی کی انتہا پر تھی۔ "میرے اختیار میں نہیں ہے مصعب۔۔۔" وہ ایک بار پھر رو دی۔

مصعب نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔

"روبایا کچھ بھی انسان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔۔۔ اختیار میں کرنا پڑتا ہے۔۔۔"

وہ چند پل خاموش رہی پھر ہمت جٹائی۔

"وہ۔۔۔اس کی۔۔۔میرا مطلب اس لڑکی کا کیا بنا۔۔۔"

"ماشاءاللہ شی از گیٹنگ بیٹر۔۔۔ہیئرنگ کیلئے کیس لگ گیا ہے اور ڈاکٹر کے ساتھ اس کے سیشنز چل رہے ہیں۔۔۔"

"وہ کہاں رکی ہیں۔۔۔؟"

"ایک دوست کا شیلٹر ہاؤس ہے۔۔۔"

"مصعب۔۔۔"وہ اس کا نام کم پکارا کرتی تھی عموماتب جب اس کے پاس حل نہیں ہوتا تھا۔"اگر وہاں۔۔۔پھر۔۔۔اس کے ساتھ۔۔۔"

"روبایا۔۔۔"وہ کچھ لمحے کو رکا۔"تمہارا کنسرنڈ ہونا جائز ہے مگر ہر کسی کو یوں شک کے کٹہرے میں نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔۔۔"

"ہاں مگر ہم اسے اپنے پاس تو لا سکتے ہیں ناں۔۔۔"مصعب کو اس کی بات کسی چھوٹے بچے کی بات کی سی معلوم ہوئی تھی جسے لگتا ہے وہ اپنے پسندیدہ کھلونے کو اپنے پاس رکھ کر وقت کی دھول سے بچا سکتا ہے۔۔۔

"ہم نہ تو ہر کسی کو اپنے پاس روک سکتے ہیں اور نہ ہی روک کر اسے ہر آزمائش سے بچا سکتے ہیں۔۔۔"

"ہاں۔۔۔آپ کیلئے کہنا آسان ہے، آپ ایک مرد ہیں آپ کو کیا پتا ایک عورت کس تکلیف سے گزرتی ہے۔۔۔"اس کی آواز رندھ گئی۔"میں سو نہیں پا رہی۔۔۔مجھے اس کی چیخیں سونے نہیں دے رہیں۔۔۔میں یہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی ہوں کہ وہ۔۔۔اس نے کیسے برداشت کیا ہو گا۔۔۔وہ اب کیا سوچ رہی ہو گی۔۔۔وہ ان سب سے کیسے گزرے گی۔۔۔؟اگر پھر اس کے ساتھ ایسا ویسا کچھ ہو گیا۔۔۔"اس کی آواز میں اب باقائدہ نمی آ چکی تھی۔"آپ مرد ایسے کیوں ہوتے ہیں۔۔۔؟آپ کو عورت۔۔۔آپ عورت کو محض اسی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں۔۔۔"اس کی باتیں سن کر مصعب کو لگ رہا تھا جیسے کسی نے اسے تپتی سل پر بٹھا دیا ہو۔۔۔اپنی جاب کے درمیان بہت بار بہت لوگ اسے کٹہرے میں لائیں ہوں گے مگر یوں۔۔۔آج سے پہلے تک اسے بحیثیت مرد کبھی شرمندگی نہیں ہوئی تھی۔"آپ عورت کی عزت کیوں نہیں کر سکتے۔۔۔آپ اپنی تسکین کے علاوہ اس کے بارے میں کوئی دوجا خیال کیوں نہیں لا سکتے۔۔۔آپ اسے انسان کی نظر سے کیوں نہیں دیکھ سکتے۔۔۔آپ مردوں نے ہمارے لئے عورت ہونے کو اس قدر مشکل کیوں بنا دیا ہے۔۔۔کیا منہ زور جذبوں کے سامنے بند باندھنا اس قدر مشکل ہے۔۔۔؟پھر آپ کی اپنی بہن بیٹیاں محفوظ کیسے رہ لیتی ہیں۔۔۔"وہ رو دی تھی۔

"روبایا۔۔۔"اس نے آہستگی سے کہا مگر دوسری جانب سے اس کی سسکی ابھری تھی۔

"مجھ سے یہ تکلیف برداشت نہیں ہو رہی ہے مصعب۔۔۔میرے ساتھ یہ سب ہوتا تو میں مر جاتی یا مار دیتی۔۔۔۔"اس کی بات پر مصعب کے دل کی رفتار بڑھی تھی یا پھر فشار

خون کا بلند ہونا تھا جو اسے کانوں میں دھڑکن سنائی دینے لگی تھی، یوں وہ اک لمحے کو سہم گیا تھا۔ "میں نہیں جانتی وہ کیسے زندہ ہے۔۔۔ وہ کیسے خود کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔۔۔" وہ آج ازلی لڑائی کو بھلائے روئے جا رہی تھی، لاکھ اختلافات سہی مگر کہیں ناں کہیں ہمارا دل جانتا ہوتا ہے ہمیں کس پر بھروسہ کرنا ہے اور اس کا دل بھی بھروسہ کرنا جانتا تھا اور مصعب کا دل بھروسہ نبھانا جانتا تھا۔

وہ بولتی چلی گئی اور وہ خاموشی سے سنتا چلا گیا، اختلاف کرنے کو بچا ہی کیا تھا۔

"تم چاہو تو اس سے مل سکتی ہو۔۔۔" اس کے بس میں جو تھا اس نے وہ کہہ دیا۔ دوسری جانب سے کچھ پل خاموشی رہی۔

"آپ ملوا سکتے ہیں۔۔۔؟ کب۔۔۔؟ کیا ہم ابھی جا سکتے ہیں پلیز۔۔۔ مجھے بس ایک بار ملوا دیں۔۔۔"

"تم سچ میں ایک سائیکالوجسٹ ہو ناں۔۔۔؟" مصعب نے موڈ خوشگوار کرنے کیلئے کہا تھا۔

"جی۔۔۔ جی میں ہوں۔۔۔" آج جانے وہ کس ڈگر میں کڑھنے کے بجائے صفائی دے گئی۔

"معیز کو بھیج دوں۔۔۔؟ اس کے ساتھ آ سکتی ہو۔۔۔؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہمم ٹھیک ہے۔۔۔"

"ارسہ کو بھی ساتھ لے آنا۔۔۔"

ابھی لوہا گرم تھا اس وقت کی چوٹ اس پر اثر انداز ہو سکتی تھی۔۔۔وہ بچپن کی سہیلیاں تھیں ایک دوسرے کے رنگ میں بخوبی رنگ جاتی تھیں۔جب ظلم کی بابت معلوم پڑ گیا تھا تو شمشیر اٹھانا لازم ہو گیا تھا۔

روبابا نے مصعب کی نسبت اس وکٹم کے سامنے بہت اچھے سے رویے کا مظاہرہ کیا تھا۔لہجہ بالکل معمولی تھا، جس سے ہر گز اسے یہ تاثر نہیں گیا تھا کہ اس کے ساتھ کچھ برا ہوا ہے۔۔۔ارسہ کی پہلی ملاقات تھی، وہ حیران ہوئی تھی مگر اس پر چیزیں مختلف انداز سے اثر انداز ہوتی تھیں اور کچھ مصعب اسے وقتاً فوقتاً معاشرے کی اونچ نیچ سے آگاہ بھی کرتا آیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھنے کے ساتھ ہی وہ مصعب سے مخاطب ہوئی تھی۔

"آپ مجھے اس کی ڈاکٹر سے بھی ملوا دیں، میں انہیں اسسٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

"تم نے صرف ایک بار ملنے کا کہا تھا۔۔۔"اس نے یاد دہانی کروائی۔

"دیکھیں ایس پی صاحب آپ خود ہی تو کہتے ہیں سنجیدہ ہوں اب جب ہو رہے ہیں تو ہونے نہیں دے رہے۔۔۔"

"سنجیدگی میں اور جذبات کی رو میں بہہ کر فیصلے کرنے میں فرق ہوتا ہے، ابھی تازہ تازہ شوق ہے کل کو جب اترے گا بنا اس کی پرواہ کئے پیچھے ہٹ جاؤ گی۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں ہٹوں گی۔۔۔اب سمجھ آگئی ہے زندگی ہنسی کھیل میں اڑا دینے سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔۔۔"

"اور ارسہ تم۔۔۔؟"

اس نے اک گہری سانس لی۔"زندگی اس قدر سفاک کیوں ہے بھائی۔۔۔"کچھ لمحے وہ خاموش رہی۔"آپ مجھ سے اس میدان میں قدم رکھنے کو کہہ رہے ہیں جو ایسے مردوں سے بھرا پڑا ہے جس کی شکار ایک لڑکی کے سبب ہم آج جوش میں آرہے ہیں۔۔۔آج کسی کو بچاتے کل کو میں خود اس کا شکار ہو گئی۔۔۔"

"اس یقین کے ساتھ قدم اٹھاؤ کے تمہارا بھائی تمہارے ساتھ کھڑا ہے۔۔۔وہ اپنی بہن کو گرنے نہیں دے گا۔۔۔"

اس نے کچھ لمحے خاموشی اختیار کئے رکھی،اسے روبایا کے مقابلے میں فیصلہ کرنے میں وقت درکار ہوتا تھا۔

"ٹھیک ہے بھائی۔۔۔"

"میرا دوست ہے اس کے ساتھ اس کی فرم میں کام کرو گی۔۔۔؟وہ اس کا کیس بھی دیکھ رہا ہے۔۔۔"

"جی بھائی۔۔۔"

"ایس پی صاحب۔۔۔میں نے بھی کچھ کہا تھا۔۔۔"اسے خود کا نظر انداز کیا جانا برا لگا تھا۔

"مس روبایا تم خاصے جذباتی ہو کر فیصلے کرتی ہو، تمہیں وقت لے کر سوچنا چاہئیے۔۔۔"

"اپنی خود کی جو بہن مان نہیں رہی تھی اسے زبردستی نوکری دلوادی اور میرا کوئی بھائی نہیں ہے تو مجھے جھوڑ دیا۔۔۔واہ ایس پی صاحب واہ آپ کی اس اعلی ظرفی پر۔۔۔"

"کیونکہ میری بہن کل کو پیچھے ہٹے گی تو اس کے کان کھینچ کر اسے دوبارہ اسی راہ پر لا چھوڑوں گا۔۔۔"

"تو ایس پی صاحب کان کھینچنے کا ہی مسئلہ ہے ناں۔۔۔؟میرے کھینچ دیجئے گا بس میری نوکری پکی کروائیں۔۔۔"

ارسہ اور مصعب دونوں مسکرا دیئے۔

"میں پھر ڈن سمجھوں۔۔۔؟"روبایا کے سوال پر مصعب اثبات میں گردن ہلا گیا۔

پچھلے ان گنت مہینوں میں وقت کڑا رہا تھا مگر گزر گیا تھا۔ویسے تو وہ تینوں ہی اک دوسرے سے خاصے مختلف تھے لیکن روبایا اور مصعب میں جو چیز مشترک تھی وہ اگر کسی چیز کو چمٹ جاتے تو پھر پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا چاہے جان جاتی یاں مال۔۔۔ارسہ کا کیس

ابھی تک کچھ مختلف تھا، وہ ان لوگوں میں سے تھی جو چیزوں کو لے کر اس قدر جذباتی نہیں ہوتے تھے۔

کسی اور کی آزمائش ان دونوں کی زندگیاں اک نئی ڈگر پر ڈال گئی تھیں۔ مجرم اثر ورسوخ والے تھے اور انہوں نے دھمکیاں دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی مگر ان تینوں میں سے کوئی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوا تھا۔ مصعب ایسے لوگوں سے نپٹتا آیا تھا مگر ان تین عورتوں کا یہ پہلا تجربہ تھا، اس سب کے دوران کہیں ڈر در آیا تھا اور کہیں سرخرو ہونے کی امید۔

ایک لمبی تکان کے بعد ان کی محنت کو ثمر لگ گیا تھا، آسیہ کے مجرم کو سزا تو ابھی نہیں ملی تھی مگر اس کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ تین مہینوں تک آسیہ کے کیس کو لیڈ کرنے والی ڈاکٹر پیچھے ہٹی تو روبابا اس کا کیس لے گئی تھی۔

اس سب میں اگر سب سے زیادہ کسی کا نقصان ہوا تھا تو وہ روبابا تھی، اس نے لالا کو گنوا دیا تھا۔ بی جی نے کس قدر اس پر زور دیا تھا واپس آنے کا مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی جب تک اس بات کا فیصلہ نہیں ہو گیا تھا۔۔۔ جنون ضد بن گیا تھا۔۔۔ کہتے ہیں ناں ڈرنے والے کو اتنا نہیں ڈرانا چاہیئے کہ وہ بے خوف ہو جائے، اس کے ساتھ یہی ہوا تھا، لالا کے جانے سے اسے سمجھ آ گئی تھی کہ کم سے کم انسان انسان کو موت نہیں دیتا اور موت برحق ہے۔

وہ اس دن لالا کے ساتھ تھی جس دن ان کی گاڑی پر حملہ کروا کر انہیں مارنے کی کوشش کی گئی تھی مگر اللہ کے امر سے اس لمحے وہ بچ گئے تھے لیکن پھر اسی رات لالا سوئے تھے اور صبح اٹھ

نہیں پائے تھے۔ان کی موت انہیں بچا کر گھر لے آئی تھی۔ان کی موت ظالموں کے شر سے بچا کر انہیں وہاں لائی تھی جہاں اللہ کا حکم تھا۔

کیس کے بعد اس نے آسیہ کو اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی تھی،اس نے مصعب سے کہا تھا وہ اسے اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے اور وہ اسے اپنے ساتھ لے آئی تھی۔

یہاں آکر زندگی نئے سرے سے شروع ہو چکی تھی، بہت سی چیزیں خاص کر زندگی کا ایک خوبصورت حصہ پیچھے چھوٹ گیا تھا۔ بھلی بھلی سی یادیں لئے وہ یہاں چلی آئی تھی۔ یہاں ان کی حویلی تھی، مگر اس نے اب تک کی اپنی زندگی کا حصہ اس حویلی سے دور ہی گزارا تھا،لالا جاب کے سلسلہ میں دوسرے شہر رہتے تھے اور وہ بھی ان کے ساتھ۔اس حویلی میں دل لگانا اس کیلئے خاصا مشکل رہا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا تھا رشتے تو احساس کے ہوتے ہیں اور یہی ثابت ہوا تھا دادی۔۔۔روبایا۔۔۔دل کا اک حصہ ان کے پاس رہ گیا تھا۔ یہاں آکر اس نے کافی حد تک خود کو مصروف کر لیا تھا، جو سلسلہ وہاں سے شروع کیا تھا وہ یہاں آکر بھی تھما نہیں تھا،اس نے یہاں آکر بھی خود کو لاچار بے بس عورتوں کی کاؤنسلنگ کیلئے وقف کر رکھا تھا اور شام کو اپنی جاب سے فارغ ہونے کے بعد وہ سڑک کے کنارے بنے فٹ پاتھ پر سکول لگا کر بیٹھ جاتی جس میں سگنلز پر کھڑے بھیک مانگتے اور ساز و سامان بیچتے بچوں کو پڑھانے لگتی۔

اس نے کہا تھا یہ اس کا جذباتی فیصلہ نہیں ہے اور یہ ثابت بھی کر رہی تھی۔۔۔آسیہ یونیورسٹی کے ساتھ ساتھ اسے اسسٹ کرنا شروع کر چکی تھی۔زندگی بہت بدل گئی تھی، کچھ نہیں بدلا تھا تو دل۔۔۔وہ آج بھی ویسا ہی تھا زندگی سے بھرپور۔۔۔ریا سے پاک۔۔۔

صبح اٹھتی بالکونی پر چلی آئی۔

"میں نے کہا تھا ناں یہ محض تمہارا جذباتی فیصلہ ہے۔۔۔"اس نے گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا۔

"یہ سبھی پولیس والے ہی اس قدر شکی ہوتے ہیں۔۔۔"

"تمہیں رک جانا چاہئیے۔۔۔"

"جیسے آپ کو شادی کر لینی چاہئیے۔۔۔"

"مجھے لگا تھا تم سدھر گئی ہو۔۔۔"

"مجھے لگا تھا پولیس والے خاصے میچور ہوتے ہیں۔۔۔"

"اور مجھے لگا تھا تمہیں ان کہی باتیں سمجھنی آتی ہیں۔۔۔"اس کا لہجہ مبہم سا تھا یاں شاید روبایا کو ایسا محسوس ہوا تھا۔

"اور مجھے لگا تھا آپ کہی ان کہی کے بھنور کے بیچ ٹھہرنے والے نہیں۔۔۔"

"تم صحیح ہو۔۔۔میں ایسا نہیں ہوں۔۔۔"اس نے اعتراف کر لیا۔

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو تم نہیں رکو گی۔۔۔؟"

"ایسی باتیں محرم کرے تو اچھی لگتی ہیں۔۔۔" وہ بے باک بات کر دینے کی عادی تھی۔

وہ خاموش ہو گیا۔

"دادو کہیں تو۔۔۔ یاں پھر ارسہ۔۔۔؟" اس نے اک اور راہ نکالنی چاہی۔

"دادو اور ارسہ کو تو میں کبھی انکار نہیں کر سکتی۔۔۔" اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ "مگر وہاں نہیں رکنا چاہیئے جہاں کوئی نامحرم آپ کو روکنے کی خواہش رکھتا ہو۔۔۔" اس کا لہجہ پختگی سے بھرا تھا۔ وہ یونہی بیٹھا رہا، جیسے بولنے کیلئے مناسب الفاظ ڈھونڈ رہا ہو۔

"مجھ سے شادی کریں گے۔۔۔؟" کچھ لمحوں کے بعد رویا نے خود ہی سوال کر لیا۔

وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو باہم ملائے لبوں کو انگلیوں پر ٹکا گیا، یہ اس کے اضطراب چھپانے کا طریقہ تھا۔

"مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔" وہ جو محسوس کرتی تھی اس کو الفاظ دے کر بجائے شش و پنج میں رہنے کے حقیقت میں اتر جانے پر یقین رکھتی تھی کجا کہ خوش فہمیوں کے گرداب میں بھٹکتی رہے۔۔۔

مصعب نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا، اس کی آنکھوں میں درج تحریر پر وہ تلخی سے ہنس دی ۔ لمحوں کی سوچ میں وہ اس کے چہرے کو تکتا رہا، جیسے اس کے چہرے کی رعنائی سوچ کو الفاظ کا جامہ پہنانا جانتی ہو۔

روبابا نے ہاتھ اٹھائے کندھے اچکائے، آنکھوں میں سوال ابھرا مگر الفاظ اب اپنے ضیاع پر ناراضگی اوڑھنے لگے تھے۔

"می۔۔۔ میں گھر سے شفٹ ہو جاتا ہوں۔۔۔"اس نے آس لئے اس کی جانب دیکھا۔

"کب تک۔۔۔؟"اب کی بار روبابا کی آواز میں سختی در آئی۔

"جب تک تم یہاں رہو گی۔۔۔"اس نے کس قدر سہولت سے کہہ دیا تھا۔

"اور میں کب تک یہاں رکوں گی۔۔۔؟"

"جب تک تم چاہو۔۔۔"

روبابا استہزائیہ ہنس اٹھی، جانے اس پر یاں خود پر۔۔۔

"یاں پھر جب تک آپ کو دل بہلانے کیلئے کوئی اور نہیں مل جاتا۔۔۔"

"تم بالکل نہیں بدلی۔۔۔ ویسی ہی منہ پھٹ ہو۔۔۔"وہ بھنا گیا۔

کہاں سے شروع ہوئی بات کہاں نکل گئی تھی۔

"لیکن آپ بدل گئے ہیں ایس ایس پی صاحب۔۔۔" روبایا نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے کہا ،وہ بھی متاسفانہ اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ مجھے سمجھتے کیا ہیں۔۔۔؟" وہ پھٹ پڑی۔ "کون ہوں میں۔۔۔؟ کیا سمجھ کیا رکھا ہے مجھے۔۔۔؟ میں آپ کی آنکھوں کے ذو معنی جذبات پر زبانی اقرار کو پس پشت ڈال دوں گی ۔۔۔؟ محض آنکھوں کے دھوکے میں آکر اپنی ذات کو کچلتی چلی جاؤں گی۔۔۔؟ یاں پھر میرے سر پر کفیل نہیں ہے تو میں اور مردوں کے ہاتھ بکنا شروع کر دوں گی۔۔۔"

"روبایا۔۔۔" وہ بھی دھاڑتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"اپنی آواز نیچی رکھئیے۔۔۔ آپ کس حق سے مجھ پر چلائے ہیں۔۔۔ کس حق سے۔۔۔؟" وہ انگلی اٹھائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ مصعب نے آج سے پہلے اس کی آنکھوں میں اس قدر تپش کبھی نہیں دیکھا تھا۔ "میں کوئی لاچار نہیں ہوں جسے سر چھپانے کیلئے آپ کی قربانی کی ضرورت پڑے نہ ہی انی سوڈوڑھ کی ابلاناری جو بوند بوند محبت کو ترستی لاوے میں کود جائے ۔۔۔نہ میری کوئی ضرورت ہے جس کیلئے مجھے لوگوں کی جانب دیکھنا پڑے اور نہ مجھے کسی کی ضرورت بننا ہے۔۔۔" وہ کہتی آگے بڑھنے لگی جب وہ فورا اسے واپس پکارا اٹھا۔

"روبایا سنو۔۔۔" اس نے پیچھے سے پکارا، وہ اس قدر غصے میں ہونے کے سبب بھی رک گئی، وہ دھیمے قدم لیتا اس تک آگیا اور عین اس کے سامنے آن کھڑا ہوا۔ "مجھے اپنے متعلق تمہاری سوچ جان کر دکھ نہیں ہوا۔۔۔ تم نے میرے کردار کے پرخچے پہلی مرتبہ تو نہیں اڑائے

ناں۔۔۔دل تب بہلایا جاتا ہے جب دل میں کوئی خلا ہو میرے دل میں کوئی خلا نہیں۔۔۔اور ہمراہی کیلئے ہم آہنگی اتنی ہی ضروری ہوتی ہے جیسے حیات کیلئے آب۔۔۔ہم دونوں میں ایسا کیا ہے جس کی بنیاد پر ہم دونوں ایسا سنگین فیصلہ کریں۔۔۔"

اس کی بات پر روبایا نے اس کی آنکھوں میں جھانکا،وہ اس قدر تحمل سے کہہ رہا تھا یہ پہلو روبایا کو مزید بدگمان کر گیا۔"جہاں تک بات تمہیں روکنے کی ہے تو تم صحیح ہو تم ضرورت مند نہیں ہو،میں خوامخواہ میں فکر مند ہو گیا تھا۔۔۔مجھے لگا تمہیں یہاں سب کی عادت ہو چکی ہو گی اور لالا کے بعد تمہیں در دبدر نہیں ہونا چاہئیے۔۔۔"

"کبھی ہمارے شہر آئیں تو خبر کیجئے گا،روبایا عثمانی آپ کو دکھائے گی وہ در دبدر نہیں ہے نہ ہی لامکاں۔۔۔"وہ کہہ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔

"میں معذرت خواہ ہوں میری آنکھوں نے تم سے غلط بیانی کی۔۔۔"وہ جانتا تھا کہیں کوئی غلط بیانی نہیں ہوئی تھی،اس کی آنکھیں غلط بیانی اور وہ بھی سامنے کھڑی لڑکی کے ساتھ کر جائیں۔۔۔؟انہیں اتنی اجازت نہیں تھی۔

"اور مجھے افسوس ہے میں نے ان آنکھوں پر یقین کر لیا۔۔۔"اس کا لہجہ ابھی بھی بھسم کر دینے والا تھا پھر چاہے وہ اسے خود کو جلا کر راکھ کر دیتا یا ں سامنے کھڑے شخص کو۔وہ کہہ کر چلی گئی،بات کو اب طویل نہیں ہونا چاہئیے تھا۔۔۔مصعب کچھ لمحے وہیں ساکت کھڑا رہا۔۔۔کبھی کبھار غلط فہمی کیلئے الفاظ تو دور کی بات اک سانس ہی کافی ہوتی۔۔۔تکان بھری

سانس۔۔۔بیزاریت سے بھرپور سانس۔۔۔اور کبھی کبھی انسان اپنی ہی سوچوں کے گرداب میں یوں الجھتا ہے کہ خود کا ہی دل مار بیٹھتا ہے۔۔۔

عجیب بات تھی اس اک یاد نے اب تک پیچھا نہ چھوڑا تھا، محبت تو کہیں نہیں تھی پھر اس کی بات بری لگی تھی اس قدر کہ ابھی تک بھلایا نہیں جا سکا تھا۔ارسہ اور داد و سے تو اس کی بات ہوتی رہتی تھی مگر پھر اس جانب کا رخ نہیں کیا تھا جہاں سے اک بار ہاتھ جھٹک دیا گیا تھا۔ محبت تو نہیں تھی،اک خواہش تھی جس کو ماننے سے دل انکاری تھا۔

بر باد دل جبر نہیں فیض کسی کا

وہ دشمن جاں ہیں تو بھلا کیوں نہیں دیتے

جیسے گزرتے لمحوں میں انسان اپنا ایک حصہ وہیں چھوڑ آتا ہے ویسے ہی وہ وقت کا ایک حصہ اپنے ساتھ لے آتا ہے،ابھی شاید علم نہیں تھا مگر وہ بھی کسی کا اک حصہ اپنے ساتھ لے آئی تھی۔ محبت بھی بھلی چیز ہے کیسے آہستہ آہستہ کسی دوسرے کی سوچ،اس کے نظریے،اس کی ذات کو آپ میں منتقل کر دیتی ہے آشنائی ہی نہیں ہوتی۔اس کی سوچ کو بھی اک نیا رخ مل گیا تھا بظاہر عام سی نظر آنے والی چیزوں کے پیچھے چھپی خرابی نظر آنے لگی تھی۔۔۔لاپرواہ سی زندگی کو اک مقصد مل گیا تھا۔ جیسے ڈاکٹر عارفہ کا کہنا تھا کہ منٹو میں قالین اٹھا کر اس کے نیچے کی مٹی دکھانے کا حوصلہ تھا،وہ بھی کچھ ایسا ہی حوصلہ لے آئی تھی۔زندگی میں سے نکل کر ہم پر ٹھہر نا شروع ہو چکی تھی اور جس نے اس راہ پر ڈالا تھا وہ اس سے ہی رابطے منقطع کر آئی تھی۔

یونہی ایک شام وہ سگنل پر کھڑی لال بتی کے ہرا ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ سورج غروب ہونے کے مراحل میں تھا اس کے باوجود بھی وہ جاتے جاتے اپنی تپش چھوڑنے پر بضد تھا۔ گاڑی اس وقت چونک پر کھڑی تھی جہاں سے چاروں اطراف کو سڑکیں نکلتی تھیں۔ ہر شام کی طرح آج بھی وہ ارسہ کے ساتھ کال پر تھی۔

"یار حم۔۔۔" اس کے منھ سے بے ساختہ ہی نکلا۔ "ارسہ میں تمہیں بعد میں کال کرتی ہوں۔۔۔" وہ ارسہ کی کال بند کرتی اپنی گاڑی کو ایک جانب لگاتی فوراً سے گاڑی سے اتری اور اپنی دائیں جانب کی سڑک کراس کرتی گرین بیلٹ کے اطراف بنی پتھر کی روش پر بیٹھے بچے کے پاس چلی آئی جو کچھ دیر پہلے ہی ایک گاڑی کے ساتھ ٹکرانے سے بال بال بچا تھا۔ اس کے ہاتھ بازو تک چھل چکے تھے۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔" اس بچے نے اپنے بازو کا معائنہ چھوڑ کر سر اٹھاتے ہوئے روبایا کو دیکھا۔ آنکھوں میں تکلیف کا احساس تھا مگر اس کو آنسوؤں کی صورت بہا کر ہلکا کر لینے کی کوئی آگاہی نہیں تھی۔

"چوٹ لگ گئی ہے۔۔۔" وہ واپس سے اپنے بازو کو گھماتا اس کا جائزہ لینا شروع کر چکا تھا۔ روبایا نے تھوڑا سا آگے کو جھکتے ہوئے اس کے بازو کا جائزہ لیا، اسے انجیکشن اور پٹی کی ضرورت تھی۔

"چلو آؤ میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلوں۔۔۔"

بچے نے یوں دیکھا جیسے رو بایا اس کا مذاق اڑا رہی ہو۔

"چل تو سکتے ہو ناں۔۔۔؟"

"میں۔۔۔؟آپ کی گاڑی میں۔۔۔؟"وہ ابھی تک بے یقین تھا۔

"کیوں نہیں جا سکتے۔۔۔؟"

"نہیں مطلب۔۔۔آپ مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا رہی ہیں۔۔۔"

"کیوں تم انسان نہیں ہو۔۔۔؟اب چلو۔۔۔"

وہ اس کے پیچھے چلا آیا اور اس کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو گیا۔

"آپ امیر باتیں بہت اچھی کر لیتے ہیں۔۔۔"

"اچھی باتوں کا امیری غریبی سے کیا تعلق۔۔۔"

"پیٹ بھرا ہو ناں تو انسان کو فلسفہ ہی سوجھتا ہے اور اگر خالی ہو تو مفلسی۔۔۔"وہ اپنی باتوں سے کہیں سے بھی ان پڑھ یا ں بچہ نہیں لگ رہا تھا۔

"تو کیا امیر کے امیر ہونے میں امیر کا قصور ہے۔۔۔؟"

"پیسوں کی غیر منصفانہ تقسیم۔۔۔روزگار کا نہ ہونا۔۔۔"

"یا شاید احساس کمتری۔۔۔"

اس نے آنکھیں چھوٹی کئے سوالیہ نگاہوں سے روبایا کو دیکھا۔

"اور نہیں تو کیا، ہماری قوم۔۔۔ حالات تو سب کے ہی برے ہوتے ہیں۔۔۔ قسمت ہمیشہ وہاں وار کرتی ہے جہاں انسان کی کمزوری ہوتی ہے۔۔۔" اس نے بچے کی جانب دیکھا۔

"ہمیں لگتا ہے کسی کے پاس پیسہ ہے تو کیوں ہے۔۔۔ اگر ہے تو ضرور دو نمبری ہے۔۔۔ رشوت۔۔۔ غلط راستہ ہے۔۔۔ یہی ہماری قوم کا مسئلہ ہے۔۔۔ اگر ہم یہ بات سمجھ لیں کہ ہماری غربت کا تعلق کسی کی امیری سے نہیں ہے۔۔۔ ہمیں کسی کا احتساب نہیں کرنا، خود کا کرنا ہے۔۔۔"

روبایا نے اس کی جانب دیکھا جس کی آنکھوں سے سوال کا تجسس ختم اور ماتھے پر بل پڑ چکے تھے۔

"اترو۔۔۔ کلینک آ گیا ہے۔۔۔" روبایا اس کے ساتھ اتر گئی۔ وہ بھی روبایا کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھا۔

اندر جا کر ریسیپشن پر نرس نے نام پوچھا تو روبایا نے مدھم سی مسکان لئے اسے دیکھا، وہ آگے آتے ہوئے اپنی تفصیلات بتانے لگا۔ ٹریٹمنٹ کے دوران نرس چھوٹی بینڈیج کرنے لگی تو وہ فورا بول اٹھا۔

"پٹی لپیٹ دیں۔۔۔"

"آپ کو ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

بچے نے گھور کر دیکھا۔

"آپ کر دیں۔۔۔"

نرس سامان لینے چلی گئی۔

"کیا چل رہا ہے۔۔۔؟"

"اس سے چند دن کام اچھا چل جائے گا۔۔۔"

"مطلب۔۔۔"

"لوگ ترس کھا کر پیسے دے دیتے ہیں۔۔۔"اس کی آنکھوں میں دغا کی چمک ابھری، روبایا کے دل کو کچھ ہوا۔

کچھ ہی دیر میں وہ فارغ ہو گئے اور کلینک سے باہر نکلتے روبایا نے اسے واپس سے گاڑی میں بیٹھنے کا کہا۔

"کہا ہے ناں میں چھوڑ رہی ہوں۔۔۔"

"کیا کام ہے۔۔۔؟"وہ بچہ نا سمجھ نہیں تھا۔

روبایا ہنس دی۔"کوئی کام نہیں ہے۔۔۔"

"آپ کو لگتا ہے میں آپ پر بھروسہ کرلوں گا۔۔۔؟ میں ان پڑھ۔۔۔ جاہل نہیں ہوں۔۔۔ آٹھ جماعتیں پاس کی ہوئی ہیں اور خوش قسمتی سے میرا شمار ان چند لوگوں میں ہوتا ہے جنہیں اپنا نام لکھنا آتا ہے۔۔۔"

"میں نے سنا تھا تعلیم شعور دیتی ہے مگر تم سے مل کر لگ رہا ہے اب وہ تعلیم نہیں رہی۔۔۔"

روبایا کی بات پر اس کی آنکھوں میں خفگی ابھری۔

"تمہارا نام بہت پیارا ہے احمد۔۔۔ تم پر یہ کام جچتا نہیں ہے۔۔۔" اس نے یاسیت سے کہا۔

وہ گاڑی سے اتر گیا۔

"احمد۔۔۔" روبایا نے پکارا، وہ شیشے میں جھک گیا۔

"تمہیں لگتا ہے ناں پیسے کی غیر منصفانہ تقسیم کے سبب یہ ہوا ہے۔۔۔" وہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ "اگر میں تمہیں کہوں یہ کام چھوڑ کر پڑھائی کرو۔۔۔ کوئی ہنر سیکھو۔۔۔"

"آپ کی یہ آفر میرے گھر کا چولہا گرم نہیں رکھ سکتی۔۔۔"

"تم کام کروگے، میں تمہیں تمہاری محنت کا معاوضہ دوں گی۔۔۔"

"کتنا۔۔۔؟"

"مطلب۔۔۔" روبایا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"مطلب کتنا دیں گی۔۔۔؟"

"دس ہزار۔۔۔"

وہ ہنسا۔"میں دو دن میں اس سے زیادہ کما لیتا ہوں۔۔۔"

روبایا کا چہرہ مرجھا گیا۔"کیا تم اس کمائی سے خوش ہو۔۔۔؟ تمہیں لوگوں کی ترس کھاتی نظروں سے الجھن نہیں ہوتی۔۔۔؟اور تم تو پھر لڑکے ہو۔۔۔"

اس نے اپنے بازو سے کپڑا اٹھاتے آگے کیا۔"پتا ہے یہ کیسے آیا۔۔۔؟ایک دن کی کمائی میں پانچ سو کم تھا۔۔۔"وہ مسکرا بھی نہیں سکا۔"جن والدین کے منہ کو پیسہ لگ جائے وہ پھر اولاد کو نہیں دیکھتے۔۔۔اور میں کیوں ان دس ہزار پر مہینہ گزاروں جب میں اس سے زیادہ کما سکتا ہوں۔۔۔آپ نے نیک کام کیلئے غلط بچے کا انتخاب کیا ہے۔۔۔"

روبایا نے اس کی جانب کارڈ بڑھایا"یہ میرا کارڈ ہے،اگر کبھی تمہیں میری مدد کی ضرورت پڑے۔۔۔"

اس نے الجھن آمیز انداز میں کارڈ تھاما اور چل دیا،روبایا جانے کتنی دیر اسے جاتا دیکھتی رہی تھی۔

"تمہارے نام سے انسیت یونہی نہیں ہے۔۔۔"وہ آہستہ سے بڑبڑائی۔

وہ قدم اپنے گھر کی جانب لے رہا تھا۔ "تمہارا نام بہت خوبصورت ہے۔۔۔ تمہارے نام پر یہ کام جچتا نہیں۔۔۔ "گھر کی جانب بڑھتے قدم آج بھاری ہونے لگے تھے۔۔۔اس کے کانوں میں کہیں ماضی بعید سے آواز ابھری۔

"احمد۔۔۔ بہت پیارا نام ہے اور ذمہ داری بھی۔۔۔ خدا تمہیں اس نام کا حق ادا کرنے کی توفیق دے۔۔۔ "اس نے تکان بھری سانس خارج کی۔

آگے اندھیرے کی جانب اس نے قدم بڑھا دیئے۔

وہ کالی رنگ کی سلوٹوں سے پاک شرٹ کے ساتھ خاکی پینٹ پہنے تیز تیز قدم اٹھاتا آفس کی جانب بڑھ رہا تھا، مضبوط چال میں اپنی کامیابیوں کا کوئی زعم نہیں تھا۔ بائیں بازو میں اپنی شخصیت کے عین مطابق گھڑی پہنے اور دائیں ہاتھ سے فرض کی چھڑی تھامے اپنے دفتر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ بھوری آنکھوں پر جب دھوپ کی کرنیں پڑتیں تو وہ کوہ نور کی چمک لئے دمک اٹھتیں۔۔۔اس کی آنکھیں جذبات کے رنگ اوڑھتی تھیں، کہیں نیلگوں آسمان کی طرح پر سکون اور کہیں آتش فشاں کے جیسے بھسم کر دینے والیں۔۔۔

راستے میں آتے جاتے اس کے ماتحت اسے سیلوٹ کر رہے تھے اور وہ گردن کو خم دیئے سلام کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔ سلام میں پہل کرنے کے آڑے اس کا گریڈ نہیں آتا تھا بالکل ویسے جیسے پچھلے سالوں میں اس کے فرض کے بیچ امیر غریب کا فرق آڑے نہیں آپایا تھا۔

اپنے دفتر میں داخل ہوتے ہی اس نے وائرلیس اٹھایا۔

"ایک کپ کڑک چائے۔۔۔" حکم دیتے اس نے فون واپس رکھ دیا اور پھر اپنے سر سے ٹوپی اتارتے میز پر رکھی اور اپنی نشست کی جانب بڑھنے کے بجائے صوفے پر بیٹھ گیا، آج کا دن تھکا دینے والا تھا۔ ابھی اس نے آنکھیں بند کی ہی تھیں پھر ماں کا خیال آتے ہی اس نے فوراً سے موبائل نکال کر انہیں کال ملائی۔

"السلامُ علیکم، کیسی ہیں بے بے۔۔۔"

"وعلیکم السلام، اوہ خیری صلہ میرے پتر دی کال۔۔۔ میں ٹھیک میرے جگر دے ٹوٹے۔۔۔ تو کیسا ہے۔۔۔"

بے بے کی زندگی سے بھرپور آواز سن کر اس کا چہرا کھل اٹھا۔

"میں بھی ٹھیک ہوں بے بے۔۔۔" وہ آزردگی سے مسکرادیا۔

"تھکا تھکا لگ رہا ہے۔۔۔" جانے مائیں دل کے راز کیسے بھانپ لیتی ہیں، محض آواز سے دن بھر کی تھکن بھانپ جاتی ہیں۔۔۔

وہ مسکرایا۔ "جی بس آج زرا تھک گیا۔۔۔"

"تو تو گھر آجا، اب اتنی بڑی پوسٹ پر ہے اک آدھ بار گھر آجائے گا تو تیرے بغیر یہ سب بند نہیں ہو جائے گا۔۔۔"

"جی بے بے، یہ بتائیں ارسہ کیسی ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے، تیرے شہر آئی ہوئی ہے۔۔۔"

"کیا، کس لئے۔۔۔؟آپ کو اکیلے چھوڑ کر۔۔۔؟" وہ اپنی کرسی کی پشت چھوڑتا سیدھا ہو گیا۔

"ارے اکیلے کہاں حسین ہے ناں میرے پاس۔۔۔"

بے بے نے فون سپیکر پر لگا رکھا تھا، مصعب کو شرارت سوجھی۔

"بیچارہ حسین کہاں ہماری بہن کے ساتھ پھنس گیا، جب دل کرتا ہے اسے گھر داماد بنا دیتی ہے۔۔۔ ہم سے بڑی زیادتی ہو گئی بے بے۔۔۔"

"تو کیوں سڑتا ہے اور میں اپنی ماں کے پاس ہوں۔۔۔" حسین اس کی بات سنتے ہی بیوی کے دفاع میں اتر آیا۔اس کی عادت بالکل اپنے نام کی طرح صلہ جو تھی۔

"اب ناک ڈھانپنے کو کچھ تو کرنا پڑے گا۔۔۔" وہ ہنس اٹھا، اس کے ساتھ ماں جی اور حسین بھی ہنسے۔"ویسے یہ ارسہ کے لاہور کے چکر کچھ زیادہ ہی لگنا شروع نہیں ہو گئے۔۔۔ آخر یہ کر کیا رہی ہے۔۔۔"

"کیوں سالے جی آپ کو کیا لگتا ہے صرف ملک سے وفا کا ٹھیکہ آپ نے ہی اٹھا رکھا ہے۔۔۔"

"بھئی تم جانو اور تمہاری بیوی۔۔۔" مصعب نے تنگ آ کر کہا۔"اچھا سنو میری بے بے کا خیال رکھنا۔۔۔"

"تمہاری بے بے کو میں نہیں جانتا مگر اپنی ماں کا خیال رکھنا میں جانتا ہوں۔۔۔"اس نے بے بے کے گرد اپنے بازو پھیلا دئے۔

حسین کی بات پر وہ مسکرا دیا اور ماں جی کو خدا حافظ کہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔ گھر کا سکون مرد کی تقویت کا باعث بنتا ہے، یہ اس کے گھر کا سکون ہی تھا جو وہ فرض شناسی میں کبھی چونکا نہیں تھا۔

دروازے پر دستک دے کر آفس بوائے آیا اور چائے اس کے پاس رکھ کر چلا گیا، مصعب نے چائے کا کپ تھامے ارسہ کو کال ملائی۔

"تمہیں زرا لحاظ نہیں ارسہ، تمہاری شادی کیا کروائی تم نے تو سب کچھ اپنے شوہر کو ہی مان لیا ہے۔۔۔"بنا علیک سلیک کے وہ اس پر چڑھ دوڑا تھا۔

وہ گاڑی چلاتے ہوئے ہنسنے لگی تھی۔"کیا خطا ہو گئی اس بہن سے۔۔۔"

"تم میرے شہر آئی ہو اور مجھے ہی نہیں بتایا۔۔۔"

"معذرت بھائی، دراصل ایک بہت ضروری کام سے آئی تھی اور صرف ایک دن کیلئے اور پھر آپ بھی اتنا مصروف ہوتے ہیں میں جانتی تھی آپ سے ملا تو جائے گا نہیں پھر اداس ہونے کا فائدہ۔۔۔"وہ بڑی سہولت سے سارا ملبہ اس کی مصروفیت پر ڈال گئی۔

"آخر یہ تمہارا کون سا کام ہے ارسہ جس کیلئے تم اپنے بھائی کو نظر انداز کر رہی ہو۔۔؟"

"بس سمجھ لیں آپ کی ہی طرح اپنا فرض پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔۔۔"

"آہاں۔۔۔ تو زرا یہ بتاؤ کیا میں نے اپنے کام کے سبب کبھی تمہیں نظر انداز کیا ہے۔۔۔؟"

"نہیں آپ نے تو نہیں کیا مگر میں تو کر سکتی ہوں ناں۔۔۔"

"کیوں تم کیوں کر سکتی ہو۔۔۔"

"کیونکہ میں چھوٹی ہوں اور سب سے اہم میں بہن ہوں۔۔۔" اس کی آواز میں مان تھا۔

"یہ چیٹنگ ہے ارسہ۔۔۔" اس نے دبا دبا سا احتجاج کیا۔

"اچھا اب ناراض نہ ہوں اگلی مرتبہ پکا آپ سے مل کر ہی جاؤں گی۔۔۔"

"دیکھتے ہیں ارسہ بخاری ایک وکیل کا وعدہ کتنا پختہ ہوتا ہے۔۔۔" وہ شرارت سے چوٹ کرتا فون بند کر گیا۔ گھر بات کر کے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دن بھر کی تکان اتر چکی ہو۔

روبایا نے وہیں اسی ملاقات پر بس نہیں کی تھی، نام ایسا تھا، اس سے انسیت ایسی تھی، محب الوطنی، بحیثیت امہ جوابدہی اور اس طفل کے نازک کندھوں پر اس قدر بھاری بوجھ۔۔۔ کئی عناصر تھے جنہوں نے اسے پیچھے ہٹنے نہیں دیا تھا۔

وہ آج بھی اس کے کواٹر سے کچھ دور کھڑی تھی۔ یہ کہنا غلط ہر گز نہیں ہو گا کہ یہ علاقہ شہر سے باہر واقع تھا۔۔۔ وہ کتنے دن سے جتن کر رہی تھی۔ ابھی بھی گاڑی میں بیٹھی ارسہ سے کال پر بات کر رہی تھی۔

"روبایا۔۔۔ تم نے محنت کی اور اس میں صلہ نہیں ملا۔۔۔" وہ کب سے اسے ایک ہی بات سمجھا رہی تھی۔

"میں ایسے نہیں سوچتی۔۔۔ ہو سکتا ہے میں نے ویسے محنت ہی نہ کی ہو۔۔۔" وہ ہر گز باقی کی نوے فیصد آبادی کی صف میں کھڑی نہیں ہونا چاہتی تھی اور نہ ہی اسے آنکھیں بند کر کے سارا ملبہ صلے اور صبر پر ڈال کر پیچھے ہٹ جانا قبول تھا۔

"خدا کا واسطہ ہے روبایا چھوڑ دو اسے، اس طرح کے ہزاروں بچے مل جائیں گے اور ان سب میں سے بہت سے مدد کے منتظر بھی ہوں گے۔۔۔" ارسہ کی بات غلط نہیں تھی مگر دل وہ اپنا ایک جواز گھڑ چکا تھا۔

"چھوڑا ہی تو نہیں جا رہا ارسہ۔۔۔ اس کا کام اس کے نام کو ذیب نہیں دیتا۔۔۔"

انسان کبھی کچھ چیزیں کسی سے بیان نہیں کر سکتا۔۔۔ کچھ احساسات کسی کو نہیں سمجھائے جا سکتے۔۔۔ ان کی کوئی دلیل نہیں دی جا سکتی۔۔۔ اور اس معاملے میں روبایا کی بھی یہی حالت تھی۔

"اللہ۔۔۔روبابابس کرو ہر چیز کی حد ہوتی ہے۔۔۔"وہ زچ ہو چکی تھی۔"یو نو واٹ۔۔۔تم میں اور بھائی میں رتی برابر بھی فرق نہیں ہے۔۔۔رتی برابر بھی نہیں۔۔۔"

"جی نہیں مجھ میں اور تمہارے بھائی میں بہت فرق ہے۔۔۔"

"کوئی فرق نہیں ہے۔۔۔نہ وہ اپنی ضد سے ہٹتے ہیں نہ ہی تم۔۔۔کچھ چیزوں کا کھپت دونوں کے سر چڑھ کر بولتا ہے۔۔۔نہ وہ شادی کیلئے راضی ہیں نہ تم۔۔۔"اس کے دل میں جو جو بھڑاس تھی وہ آج نکل آئی۔

"اگر تم نے شادی کروالی ہے اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ اب سب کو پکڑ پکڑ کر زبردستی شادی کرواؤ۔۔۔میں اپنے کام کی وجہ سے شادی نہیں کر رہی۔۔۔آئی سمجھ۔۔۔"وہ بھی عقل ٹھکانے لگانے والے انداز میں بولی۔

"اور بھائی بھی۔۔۔"اس نے تکان بھری سانس لی۔

"تب بھی بہت فرق ہے۔۔۔میں لڑکی ہوں۔۔۔میری زندگی میں آنے والا مرد حاکمیت کی کیا تعریف لے کر آئے گا کچھ کہا نہیں جا سکتا۔۔۔کام کرنے دے نہ دے۔۔۔مختصر یہ کہ میری زندگی کے فیصلے اس کے ہاتھ میں ہوں گے۔۔۔اور تمہارے بھائی کے کیس میں کسی اور کی زندگی کے فیصلے اس کے ہاتھ میں ہو گی۔۔۔اور مجھ میں اور ان میں یہی بہت بڑا فرق ہے۔۔۔"

"کبھی تم دونوں سامنے بیٹھو گے تو اپنا ہی عکس پاؤ گے۔۔۔"ارسہ کسی صورت متفق نہیں تھی۔

"اور ہم ایک دوسرے کے سامنے کیوں بیٹھنے لگے۔۔۔"اس کی آنکھیں اک لمحے کو ویران ہوئی تھیں۔

ارسہ ان دونوں کی سرد جنگ سے ناواقف نہیں تھی،اس لئے بات بدل دینا ہی بہتر تھا۔

"بے بے تمہیں یاد کر رہی تھیں، کہہ رہی تھیں اس بار تو چھ مہینے ہونے کو آ گئے ہیں روبایا کو دادی کی یاد نہیں آئی۔۔۔"

"مجھ سے تو ایسا کچھ نہیں کہتیں۔۔۔"اس نے مدھم مسکان لئے کہا،جب ہی اس کی کار کی ونڈو پر دستک ہوئی،روبایا نے سر اٹھا کر بائیں جانب دیکھا اور مسکرا دی۔

"ارسہ احمد آیا ہے، ہم بعد میں بات کرتے ہیں۔۔۔"کہتے ساتھ ہی اس نے فون رکھ دیا اور شیشہ نیچے کیا۔

"کیا چاہتی ہیں آپ۔۔۔؟"وہ غالبا اس سے اکتا چکا تھا، کتنی بار نظر انداز کر دینے کے باوجود بھی وہ اس کے پیچھے آنے سے باز نہیں آ رہی تھی۔

"کوئی ہنر سیکھو اور وہ کام شروع کرو جو تمہارے نام کو زیب دے۔۔۔"

"دیکھیں۔۔۔میں آپ کے خلوص کی قدر کرتا ہوں، شکریہ آپ نے سوچا اور میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں کہ ہماری غربت میں امیروں کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔اب آپ سکون سے اپنی زندگی گزار سکتی ہیں۔۔۔"اس نے زچ ہو کر ہاتھ جوڑے۔

"کیا یہ جان کر بھی زندگی میں سکون آسکتا ہے کہ جس کے نام کی نسبت امین و صداقت پر تھی وہ غلط راستے پر چل رہا ہے۔۔۔"اس کی آواز میں کرب واضح تھا، آخر وہ کیوں کسی کو نہیں سمجھا پا رہی تھی۔۔۔کیوں کوئی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔۔۔کیوں کوئی محسوس نہیں کر رہا تھا۔۔۔اس کے نام کی قدر کسی پر واضح کیوں نہیں ہو رہی تھی۔۔۔وہ احمد تھا، یقیناً اس کی ماں نے اس کا نام اپنے نبی سے عشق کی بدولت رکھا ہو گا اور اب زندگی کی ستم ظریفی وہ کہاں الجھ چکا تھا۔۔۔احمد اس کے نبی کا نام تھا جس کے وقار پر آنچ آنے نہیں دی جاسکتی تھی۔۔۔وہ یہاں بے بس تھی اور یہی بات وہ کسی کو نہیں سمجھا سکتی تھی۔۔۔

"آخر آپ کو میری بات کیوں سمجھ نہیں آرہی۔۔۔آپ جائیں یہاں سے اگر کسی نے آپ کو یہاں دیکھ لیا تو آپ خود کیلئے مصیبت کھڑی کر لیں گی۔۔۔"

"کیسی مصیبت۔۔۔؟"

اس بچے نے ارد گرد دیکھا کالونی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی، پھر اس نے کالونی کی جانب اشارہ کیا جس میں کہیں کواٹر اور کہیں جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔۔۔

"یہ دیکھ رہی ہیں۔۔۔؟ یہ ساری کالونی ایسے ضرورت مندوں سے بھری پڑی ہے۔۔۔ کوئی کہیں کام کرتا ہے اور کوئی کسی کے گھر میں۔۔۔"

"تو تم بھی کوئی کام کر لو۔۔۔" وہ سرعت سے بولی۔

وہ دکھ سے ہنس دیا۔۔۔ کچھ لمحوں بعد اس نے ایک پلاٹ کی جانب اشارہ کیا جس کے اک کمرے میں روشنی ٹمٹمار ہی تھی۔ "یہ پلاٹ دیکھ رہی ہیں۔۔۔؟ اس میں کیا ہے۔۔۔؟" اس نے مڑ کر روبایا کی جانب دیکھا، روبایا متعجب سی اسے دیکھنے لگی۔ "محض اک کمرہ۔۔۔؟ وہ بھی وہاں کے مکینوں نے خود تعمیر کروایا ہے، اس سے پہلے جھونپڑی تھی۔۔۔ اور جانتی ہیں جس کا یہ پلاٹ ہے اس نے انہیں یہاں رہنے کی اجازت کیوں دی ہے۔۔۔؟" اس نے واپس سے گردن گھما کر استفہامیہ اس کی جانب دیکھا، روبایا کو محسوس ہوا جیسے اس بچے کی آنکھیں نم ہونے کو ہوں۔ "کہ کوئی اس کے پلاٹ پر قبضہ نہ کر لے، یوں ہم جیسے یہاں بستے بھی رہیں گے اور اس کی زمین کی حفاظت بھی ہوتی رہے گی مگر۔۔۔ اس کے بدلے وہ ہم سے معاوضہ لیتا ہے۔۔۔ معاوضہ یہاں رہنے کا۔۔۔ درحقیقت ہم اس کی زمین کی حفاظت کر رہے ہیں مگر بظاہر ہم اس جگہ رہ رہے ہیں۔۔۔" اس نے توقف کیا۔

"میں کام کر لوں۔۔۔ آپ مجھے دس ہزار دیں گی۔۔۔" وہ سر جھٹک کر ہنسا پھر روبایا کی جانب یوں دیکھا جیسے اس کی عقل پر شعبہ ہو رہا ہو۔ "میں اس زمین کے مالک کو پانچ ہزار کرایا دیتا

ہوں اس کی زمین کی حفاظت کرنے کا۔۔۔سب لوگوں کے گھر والے مل کر کام کر رہے ہیں اور میرے گھر میں میرے علاوہ کوئی نہیں۔۔۔"

"مگر تم نے کہا تھا تمہارے والد۔۔۔"

"وہ کام نہیں کرتے۔۔۔"اس کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"میں سمجھتی ہوں والد کو چھو۔۔۔"

"اس کو چھوڑنا مشکل نہیں ہے۔۔۔میں صرف اپنے چھوٹے بھائی کی وجہ سے۔۔۔"وہ بات اچک کر بولا اور پھر رکا۔اس کی آنکھوں میں امید کی لو جلی۔

"آپ میرے بھائی کیلئے کچھ کر سکتی ہیں۔۔۔؟"

روبایا کو اس اچانک سوال کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"آپ اس کو اپنے ساتھ لے جا سکتی ہیں۔۔۔؟اتنا چھوٹا نہیں ہے وہ۔۔۔آپ کے گھر کے کام کر سکتا ہے اور بدلے میں آپ اسے قرآن پڑھنا سیکھا دیجئے گا۔۔۔بس اسے یوں سڑکوں پر نہیں چھوڑیئے گا۔۔۔"

روبایا چند لمحے اسے دیکھتی رہ گئی،وہ خود بھی بڑا نہیں تھا اور اپنے چھوٹے بھائی کی بابت کہہ رہا تھا کہ وہ چھوٹا نہیں ہے۔۔۔زندگی سچ میں کچھ لوگوں کو عمر سے پہلے بڑا کر دیتی ہے۔۔۔

"کیا اسے قرآن پڑھنا بھی نہیں آتا۔۔۔؟"وہ شاک کے مارے اسے تک رہی تھی۔

احمد نے نفی میں سر ہلا دیا اور اس کا انکار روبایا کے دل پر مزید بوجھ بڑھا گیا۔ کیا دین بھی صرف امیروں کیلئے رہ گیا تھا۔۔۔؟ یہ کیسا اسلامی نظام تھا۔۔۔ ہم کیسی امت ہیں۔۔۔ اس کی آنکھوں میں نمی جھل ملانے لگی۔

وہ روبایا کی خاموشی کو اس کا انکار سمجھا تھا۔ "بس آپ امیروں کا یہی مسئلہ ہے۔۔۔ چیز ہو یا ں انسان اپنی پسند کا ہی بہاتا ہے۔۔۔ انسانیت کا کارڈ استعمال کرتے ہوئے بھی۔۔۔" اس کے لہجے میں نفرت تھی۔

"احمد۔۔۔ تمہیں نتیجے پر پہنچنے کی بہت جلدی ہوتی ہے۔۔۔ ٹھیک ہے میں تمہارے بھائی کی بھی مدد کروں گی۔۔۔"

احمد "بھی" پر ٹھٹھکا۔

"صرف اسی کی۔۔۔ ابھی آپ میری مدد نہیں کر سکتیں اور آئندہ یہاں نہیں آیئے گا۔۔۔"

"مگر کیوں۔۔۔؟" وہ بضد تھی۔

"اگر ان لوگوں کو پتا چل گیا کہ آپ یہاں کے مکینوں کو فہم سے روشناس کروا رہی ہیں تو وہ آپ کے ساتھ اچھا نہیں کریں گے۔۔۔ ان کا کام ہم غریبوں کی وجہ سے چل رہا ہے اور آپ انہیں ہی نئی سوچ دینے چلی ہیں۔۔۔ فہم آ گیا تو سوال کرنے کی صلاحیت نمودار ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اور ان کا فائدہ تب تک ہی ہے جب تک محکوم حاکمیت سے راضی ہے۔۔۔ نسل در نسل جاہل ہے۔۔۔"

"مگر تم تو پہلے سے ہی فہم آشنا ہو۔۔۔"

"آئندہ آپ یہاں نہیں آیئے گا، میں اپنے بھائی کو کسی روز آپ کے پاس پہنچادوں گا۔۔۔"

روبایا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

"تقدیر کے کچھ فیصلوں پر حامی بھر لینی چاہئیے۔۔۔انسان کیلئے آسانی ہو جاتی ہے۔۔۔آپ اچھی ہیں۔۔۔ابھی اندھیرے میں رہنا میری مجبوری ہے، میں امید کی کرن کا تصور نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ سر جھکائے اپنے جوتے کی نوک سے زمین کو کھرچنے لگا۔

روبایا اب بھی خاموش تھی۔۔کچھ لمحوں بعد اس نے سر اٹھا کر اپنا ہاتھ اس کے آگے کئے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔"پیسے۔۔۔؟"

روبایا نے خاموشی سے پرس کھولا، کچھ پیسے رکھنے کے بعد باقی اسے دے دیئے۔اس کے جاتے ہی روبایا نے فورا سے گاڑی موڑتے آگے بڑھادی، اس کا دل بوجھل ہو رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔زندگی کچھ لوگوں کیلئے اس قدر مشکل کیوں ہوتی ہے۔۔۔

احمد نے گھر۔۔۔نہیں خالی مٹی کی حدود بندی کرتی باڑ کے پار ہوتے کچھ پیسے اپنے باپ کو دیئے تھے۔

"سگنل پر کھڑے ایک آدمی کو ترس آگیا تھا اس نے کہا یقین نہیں ہے کہ میں ضرورت مند ہوں یاں نہیں، اب دیکھا تو پیسے دے گیا۔۔۔" وہ جھوٹ بولتا اپنے بھائی کے پاس چل دیا، دماغ میں کہیں پیچھے روبایا کی باتیں چل رہی تھیں۔

روبایااس دن گھر آکر بہت روئی تھی اور ارسہ کے دن اسے سمجھاتے ہوئے گزرے تھے۔۔۔ وہ اب تک نہیں بدلی تھی، آج بھی ویسی ہی تھی۔ جب رو کر دل ہلکا ہو گیا تو اس نے سارا قصہ گوش گزار کر دیا۔۔۔

"اللہ۔۔۔ روبایا تم ابھی تک ویسی ہی ہو۔۔۔"

وہ تکیے کو بھینچے ہوئے تھی اور آنکھوں سے بل بل آنسو گر رہے تھے۔

"میں نے تو سنا تھا غم انسان کو سخت کر دیتا ہے اور لالا کی وفات پر لگا بھی، مگر تم۔۔۔ تم تو اب تک ویسی ہی ہو۔۔۔ کسی کے بھی غم پر رو دینے والی۔۔۔"

"میں نہیں مانتی ایسے غم کو۔۔۔ یہ کیسا غم ہوا جو انسان کو اوروں کیلئے سخت کر دے۔۔۔" اس نے روتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہی ہوا اک طریقے سے جو تم نے شادی نہیں کی۔۔۔ وہ بیچارہ تو ٹشو کے ڈبے لانے میں ہی کنگال ہو جاتا۔۔۔ ویسے بھی مجھے نہیں لگتا اللہ نے کسی کو تمہارے لئے بنایا ہے۔۔۔"

"کیا مطلب۔۔۔؟"

"مطلب یہی کہ تم ایسا پیس ہی نہیں ہو۔۔۔ مرد کہاں ایسی مصیبت گلے میں ڈالتا ہے۔۔۔
"ارسہ نے شرارت سے کہا تھا، اس کا موڈ ہلکا کرنے کیلئے مگر کسی کے الفاظ کی بازگشت دل مزید بھاری کر گئی۔

انسانی دل بھی بہت عجیب ہے۔۔۔ کبھی کبھار ان ہی چیزوں کی فرمائش کرنے لگتا ہے جسے خود ہی دھتکارتا آیا ہو۔۔۔ اس نے بھی کسی ایسے مہربان۔۔۔ نہیں اسی مہربان کی تمنا کی تھی۔۔۔ نہیں اس نے نہیں کی تھی۔۔۔

"تمہیں بھی تو کوئی برداشت کر رہا ہے ناں، مجھے بھی کر لے گا۔۔۔" وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے غضبناک ہوئی۔

ارسہ ہنس دی۔ "مجھے بتاؤ اب تم کیسے پر سکون ہو گی۔۔۔؟" ارسہ نے پوچھا۔ "میرا شوہر بھی کہتا ہو گا جانے کس کی پلی پلائی اولاد کو جہیز میں لے آئی ہے۔۔۔"

"جاؤ چھوڑ دو میرا پیچھا۔۔۔ میں رونا نہیں چاہتی مگر مجھے خود بخود رونا آ رہا ہے۔۔۔" ایک بار پھر ٹشو آنکھوں پر رکھ گئی۔

"میں تمہارے پاس آ جاؤں۔۔۔؟"

"نہیں پھر تمہارا شوہر کہے گا پتا نہیں کس کے پاس چلی گئی۔۔۔"

"جی نہیں۔۔۔ وہ ایسا نہیں ہے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔اب جاؤ۔۔۔"اس نے سانس روک کر خود کے آنسوؤں پر ضبط باندھا۔

"نہیں۔۔۔پہلے تم رونا بند کر کے انسان بن کر ایک گلاس پانی پیو۔۔۔"

"میرا دل نہیں چاہ رہا تمہیں سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔۔۔؟"وہ جھنجلائی مگر پھر جلد ہی ارسہ کی ناراضگی کے سبب مان گئی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔"ارسہ صوفے پر بیٹھ گئی۔روبایا رج کے زچ ہوئی تھی۔

"ایک سانس میں پینا ہے۔۔۔"ارسہ نے تاکید کی۔۔۔روبایا نے پانی پیا تو یک دم رونے کو خود بخود ہی بریک لگ گئی۔

"چلو شاباش اب جاؤ، جا کر سو جاؤ۔۔۔دنیا کا ہر درد تم نے نہیں لینا۔۔۔بدھو۔۔۔"

روبایا فون بند کرتی اپنے کمرے میں آ کر لیٹ گئی پھر اللہ سے اپنی باتیں کرتی کرتی یونہی نیند کی وادی میں اتر گئی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مصعب ڈائیننگ میز پر بیٹھا ناشتہ کر رہا تھا۔ارسہ کمرے سے آتی کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھی ۔جب ہی ملازمہ نے اس کے سامنے چائے کا کپ رکھا۔وہ ابھی بھی منہ کے نیچے مٹھی بنائے آنکھیں موندے تھی۔

"تم۔۔۔آج گھر پر۔۔۔"

"بس نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔۔۔"اس نے جمائی روکی۔

"ہاں تو کم باتیں کیا کرو ناں۔۔۔رات میں بھی پتا نہیں کس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔۔۔"

"ہے اک پاگل عورت۔۔۔خود کی بھی نیند خراب کی اور میری بھی۔۔۔"اس نے چائے کا گھونٹ بھرا۔

"تم ایسے لوگوں سے دوستی کرتی ہی کیوں ہو۔۔۔نہ خود کچھ کرتے ہیں نہ اوروں کو کرنے دیتے ہیں۔۔"

وہ مندی آنکھوں سے مسکرادی،اگر جو اس کے بھائی کو پتا چل جاتا اس کی دوست کے بارے میں۔۔۔ارسہ نے جھرجھری لی۔

"اچھی ہے وہ اچھا۔۔۔"اس کے یوں اس کی وکالت کرنے پر مصعب کو سالوں پہلے کا وقت یاد آیا۔۔۔وہ کسی اور کی بھی یونہی وکالت کیا کرتی تھی۔لمحے بھر کو اس کے ناشتہ کرتے ہاتھ تھمے۔

"کون ہے وہ۔۔۔؟"جانے کیوں اس کو کچھ ٹھٹکا۔

"بھائی۔۔۔آپ میری دوست کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔۔۔"روبایا نے شرارت سے کہا۔"بے بے دیکھ لیں۔۔۔"اس نے زور سے ہانک لگائی تھی۔

وہ خلاف عادت خجل سا ہو گیا اور واپس سے ناشتہ کرنا شروع ہو گیا۔

"اس نے کسی بچے کو بھیگ مانگتے دیکھ لیااور پھر رات بھر رو رو کر خود بھی ہلکان ہوئی اور مجھے بھی کئے رکھا۔۔۔"اس نے ایک اور جمائی روکی۔

اک بار پھر اس کے ہاتھ تھمے بالکل ویسے جیسے اکثر اس کی یاد دلاتی باتوں پر تھم جایا کرتے تھے۔۔۔اس کے چہرے کے سامنے روتی۔۔۔ شکوہ کرتی بھوری آنکھیں آئیں جن میں لہراتا پانی کسی بھی عاشق مزاج انسان کو جھیل کی مانند محسوس ہوتا۔۔۔

وہ سنبھلا۔۔۔اپنی پلیٹ پیچھے کو دھکیلتا اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا،اب بھوک کہاں رہی تھی۔"تم زرا ان دوستیوں سے باہر نکل کر اپنے شوہر پر بھی دھیان دے لیا کرو ارسہ۔۔۔یہ اچھی بات نہیں ہے۔۔۔"

"جی بھائی۔۔۔"سنجیدہ بات پر اس کا احترام آج بھی لازم تھا۔

"بھائی۔۔۔"وہ اس کے پیچھے کچن میں آئی۔

"ارسہ،کام بولو۔۔۔"

"آپ کی جوائننگ کب سے ہے۔۔۔"

مصعب نے بھنویں اٹھا کر اسے دیکھا۔"آپ کہیں تو کل ہی واپس چلا جاتا ہوں۔۔۔"

"اوہو آپ تو برا ہی منا گئے،میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔۔"

مصعب نے مسکراتے ہوئے اسے خود کے ساتھ لگا لیا۔"کل ہی واپسی ہے۔۔۔"

"اچھا بھائی سنیں، آپ سے ایک کام ہے۔۔۔"اس نے مصعب کی جانب دیکھا۔"یوں سمجھئے آپ کی مدد چاہیے۔۔"

"کام جائز ہونا چاہیے۔۔"مصعب نے تاکید کی۔

"پہلے میں نے کون سا آپ سے ناجائز کام کروائے ہیں۔۔۔"

"اچھا بتاؤ۔۔۔"

"میری ایک دوست ہے، بہت اچھی دوست ہے کہہ لیں میری بہن ہے۔۔۔"ارسہ نے تمہید باندھی۔

"کیا بابا نے کوئی دوسری شادی بھی کر رکھی تھی جس کا مجھے نہیں پتا۔۔۔"

"بھائی۔۔۔"وہ زچ ہو گئی۔"اسے کوئی ہراس کر رہا ہے۔۔۔کافی دنوں سے اس کا پیچھا کر رہا ہے اور اسے دھمکی آمیز پیغامات بھی بھیج رہا ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے پھر۔۔۔"

ارسہ نے اس کی جانب ایسے دیکھا جیسے سمجھ نہ آیا ہو۔۔۔

"میرا مطلب ہے وہ جا کر پولیس میں رپورٹ کروائے۔۔۔"

"ہاہا۔۔۔سوفنی، آپ کو تو جیسے ہمارے پولیس کے ادارے کا پتا ہی نہیں۔۔۔"اس نے بنا مصعب کے لحاظ کے کہا۔"آپ جا رہے ہیں تو آپ زرا کسی کو کہہ کر اس کی مدد تو کروا دیں اور میں بتا رہی ہوں میری دوست کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

"ٹھیک ہے تم تفصیلات دے دو۔۔۔"بس اتنی سی بات تھی اور وہ خوش ہوا اٹھی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

احمد اپنا بھائی روبایا کے پاس چھوڑ گیا تھا۔وہ چوتھی یا پانچویں جماعت کا طالبوں کا ہم عمر تھا۔روبایا کو اس کی بابت کچھ علم نہیں تھا،احمد اسے کیسے وہاں لایا تھا اسے کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔وہ بس جلدی میں تھا۔

"میرے بھائی کو سڑکوں پر نہ پھینکئے گا۔۔۔اس کا کام بھی اس کے نام سے وفا نہیں کرے گا۔۔۔"آخری جملہ کہہ کر وہ جا چکا تھا۔روبایا واپس سے اس بچے کے پاس آ گئی۔وہ سہما ہوا تو نہیں تھا،ہاں آنکھوں میں تجسس ضرور تھا۔

"ننھے شہزادے کا کیا نام ہے۔۔۔"روبایا نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"ابو بکر۔۔۔"اس کی ننھی ننھی آنکھیں مسکرائیں اور روبایا کے لب بھی مسکرا دیئے۔

اس کے بعد سے اس نے بہت سا وقت اس کے ساتھ گزارا تھا پھر ارسہ کے ریفرنس سے اس نے دیگر قانونی پہلوؤں پر غور کی تھی،ابھی تک کوئی مسئلے والی بات نہیں نظر آئی تھی،روبایا

نے بھی خاموش رہنے میں ہی اچھائی جانی تھی۔ وہ احمد کیلئے مشکلات کھڑی کرنا نہیں چاہتی تھی۔

یوں پچھلے کچھ سالوں میں وہ کئی بچوں کی مدد کرتی رہی تھی اور اسی سبب اب وہ ان کیلئے رہائش کا بندوبست کرنے کے قابل ہو چکی تھی۔ اسی عرصے کے دوران وہ اپنی این جی او بھی رجسٹر کروا چکی تھیں۔

آفس سے نکل کر وہ واپسی پر کچھ کھانے پینے کا سامان خریدتی اور پھر گاڑی مخصوص سٹور کے سامنے پارک کرتی اور اس کے بعد بچوں کے ساتھ مل کر پہلے کھانا نوش کرتی اور پھر آدھا گھنٹہ ۔۔۔ایک گھنٹہ ان کی پڑھائی اور ذہن سازی میں وقف کرتی تھی۔

وہاں کام کرتے بچوں میں جب شعور کی۔۔۔ جوش کی رمق ابھرنے لگی تو وہ دوسرے سگنلز پر کام کرتے دوسرے کچھ بچوں کو بھی اپنے ساتھ آنے پر منانا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ غریبی اور بھوک کو ہمیشہ ہر کوئی ذاتی مفاد کیلئے استعمال کرتا آیا تھا اور وہ ان کی بہتری کیلئے کر رہی تھی۔۔۔ کھانے کی لالچ میں وہ بچے بھی چلے آتے جنہیں ابھی فہم کی لت نہیں لگی تھی، مگر اس کی اک شرط تھی، کھانے کے بعد وہ اس سے ایک گھنٹہ نشست لگائیں گے۔۔۔

یہ کرنے پر دل راضی نہیں تھا مگر کبھی کبھار زندگی سنوارنے کیلئے جذباتیت کی سرحدوں سے نکل کر فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔

ان سالوں میں سگنل پر مانگتے انہی بچوں میں سے بہت سے بچے اک بہتر مستقبل کی جانب گامزن ہو چکے تھے، کچھ ماں باپ کی رضا سے اور کچھ گھر کے گھٹن ذدہ ماحول سے بھاگ کر۔۔۔

"ہاں جی میری اماں مان گئی ہیں۔۔۔"

"میرے تو ابا ہی نہیں۔۔۔"

"میرے ابا نہیں مانے، مگر میں گھر سے بھاگ آؤں گا۔۔۔ لیکن یہ کام نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

ایسے کئی جملے سننا معمول تھا۔۔۔ روبایا ان کی جانب دیکھتی تو ان کی آنکھوں میں وہی جنون نظر آتا جو کچھ سال پہلے اس کی آنکھوں میں جھلکنا شروع ہوا تھا، مگر اسے تو نظر نہیں آیا تھا۔

اس سب عرصے میں روبایا کو احساس ہوا تھا گداگری کرنے والے بچے زیادہ تر مجبور تھے جنہیں موقع ملتا تو وہ اس نظام سے بغاوت کر جاتے۔ جب اس کے پاس پہلا بچہ آیا تھا جو تشدد کا شکار ہوا تھا وہ کتنے دن بے چین رہی تھی۔

"میرے بہنوئی نے بہت مارا ہے۔۔۔" اس نے اپنا بازو روبایا کے سامنے کیا۔ روبایا اس کا بازو تھامے دیکھنے لگی تھی، وہ ننھے ہاتھ اس سختی کیلئے تو نہیں بنے تھے۔

روبایا نے دکھ بھری سانس کھینچی تھی اور پھر گڈو کا ہاتھ پکڑتی اسے اپنے ساتھ ہسپتال لے گئی۔ وہاں سے اس نے ڈاکٹر سے اس کا چیک اپ کروایا تھا اور ساتھ دوائیں لے کر دی تھیں۔

"گڈو۔۔۔تم اپنے گھر رہنا چاہتے ہو۔۔۔؟"

"گھر تو سب کو پیارا ہوتا ہے ناں۔۔۔"اس کے لہجے میں محرومی تھی۔"مگر میرا اپنا گھر تو نہیں ہے۔۔۔"

"میرے ساتھ چلو گے۔۔۔؟"

"آپ کے ساتھ۔۔۔"حیرانی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے پوچھا گیا۔"لیکن بہنوئی۔۔۔وہ نہیں رہنے دے گا۔۔۔"

"اس کی فکر چھوڑو۔۔۔تم بتاؤ میرے ساتھ رہو گے۔۔۔؟ہاں مگر کام کرنا پڑے گا۔۔۔" روبایا کا لہجہ شرارتی تھا۔

وہ ہنس اٹھا۔روبایا اسے لئے اپنے گھر آ گئی تھی۔گھر آ کر اس نے ارسہ کے ساتھ اس کا کیس ڈسکس کیا تھا اور پھر سارے قانونی پہلوؤں کو ارسہ نے بخوبی سنبھال لیا تھا اور یوں کسڈی روبایا کو مل گئی تھی مگر اس سب کے دوران اس کو پہلی مرتبہ شیلٹر ہاؤس تعمیر کرنے کا خیال آیا تھا۔۔۔

ہر مشکل انسان کی سوچ کو اک نیا زاویہ دے دیتی ہے اور اس کی سوچ کو بھی ملا تھا۔۔۔

سوچ کا رخ بدلا تو نظر وسیع تر ہوتی چلی گئی، پچھلے سالوں میں اس نے اور ارسہ نے اپنے جاننے والوں میں کمپین چلائی تھی اور فنڈز جمع کئے تھے۔بلآخر فقط چند سالوں کی محنت تھی کہ وہ بچوں کیلئے شیلٹر ہاؤس بنانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

"ارسہ۔۔۔تم آرہی ہو یاں نہیں۔۔۔؟"روبایا آج قدرے غصے میں تھی۔وہ اس آشیانے میں ارسہ کے ساتھ قدم رکھنا چاہتی تھی، جس کا خواب ان دونوں نے دیکھا تھا،دل نے تو اس کی بھی خواہش کی تھی جس نے انہیں اس راستے پر ڈالا تھا۔

"یار میں تو کب کی آجاتی مگر یہ جو تم نے بے بے کو ساتھ لانے کی ضد رکھی ہے ناں،اب بتاؤ میں کیا کروں۔۔۔بھائی کے چنگل سے بے بے کو نکالنا جان جوکھوں کا کام ہے۔۔۔"

"ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی،آخر تم لوگوں نے اپنے بھائی کو اتنا سر پر کیوں چڑھا رکھا ہے۔۔۔؟ اب اس کی بے بے ہے تو کیا کسی اور کی دادی نہیں ہو سکتی۔۔۔؟"

"ہاں صحیح کہہ رہی ہو،میں کہہ دیتی ہوں کہ بھائی ہمیں روبایا سے ملنے جانا ہے بلکہ ایسے کرتی ہوں انہیں بھی ساتھ لے آتی ہوں۔۔۔آخر وہ بھی دیکھ لیں گے کہ روبایا کتنی پہنچی ہوئی چیز ہے۔۔ان کا تمہارے متعلق ہر گمان غلط نکلا۔۔۔"وہ بنا رکے بولتی چلی گئی۔

"اچھا صحیح ہے زیادہ اوپر سے آنے کی ضرورت نہیں۔۔۔اگر تم ایک دو دن میں نہ آئی تو اس کے بعد سے مجھ سے رابطہ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔"

"یار تھوڑا سا تو وقت دو۔۔۔ابھی تو بھائی حسین سے کہہ رہے تھے کہ اپنی بیوی پر نظر رکھو اس کے کچھ زیادہ ہی چکر لگ رہے ہیں دوسرے شہر کے۔۔۔"

"انہیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔اور اپنے بھائی سے کہو اپنی تفتیش تھانے میں چھوڑ کر آیا کریں۔۔۔ آئی جسٹ ہیٹ ہم۔۔۔"اختتام پر لہجے کی پختگی بے ساختہ ہی زائل ہو گئی۔

"ٹھیک ہے میں آپ کا پیغام احکام بالا تک پہنچادوں گی۔۔۔" وہ شریر ہوئی۔ "ویسے روبایا تو کہتی تھی کسی سے نفرت بہت شدت انگیز جذبہ ہے جو کسی سے نہیں کی جاسکتی۔۔۔"

"ہاں مگر تمہارے بھائی نے میری تھیوری فیل کر دی۔۔۔" اس نے منہ بنایا۔ "بھولنا مت ایک سے دو ن میں یہاں ہو۔۔۔"

اور پھر ارسہ دوسرے دن داد واور حسین کے ساتھ وہاں تھی، وہ مصعب کو کیا کہانی سنا کر آئی تھی یہ اس کے سوا کسی کو معلوم نہیں تھا۔

"کیا ہو گیا آج آفس نہیں جانا۔۔۔؟" آسیہ تیار کھڑی اس کے ہی انتظار میں تھی۔ روبایا تائید میں سر ہلاتی تیار ہونے چلی گئی۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے روز کی طرح ارسہ کو کال ملائی اور پھر کلینک پہنچنے تک وہ اس کے ساتھ باتیں کرتی رہی۔ ارسہ اس کیلئے فکر مند تھی، روبایا کو کچھ عرصے سے دھمکی آمیز پیغام موصول ہو رہے تھے، ارسہ نے اسے کتنا سمجھایا تھا کچھ وقت کیلئے اسے پیچھے ہٹ جانا چاہئیے مگر وہ روبایا عثمانی تھی۔

ارسہ سے ڈھیروں نصیحتیں سننے کے بعد اس نے کال کاٹ دی اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی، شام میں فارغ ہوتے ہی وہ اپنے دوسرے فرض کی جانب نکل آئی۔ اس نے گاڑی اسی سٹور کے سامنے پارک کی اور پھر اتر کر گاڑی کی ڈگی میں سے سامان نکالا، اسے دیکھتے ہی سگنل پر موجود دو سے تین بچے اس کی جانب بھاگ آئے اور اس کے ہاتھوں سے سامان لیتے سڑک

کراس کرتے گرین بیلٹ میں چلے آئے اور کرسیاں اور بورڈ سیٹ کرتے اس پر بیٹھ گئے۔ روبایا بھی ان کے پیچھے ہی سڑک کراس کرتی آئی تھی۔ آتے ہوئے وہ بچوں کیلئے بیکری سے سنیکس لے آئی تھی، سب سے پہلے اس نے ان کے ساتھ مل کر سنیکس کھائے تھے اور پھر انہیں پڑھانا شروع کر گئی۔

ابھی قریبا بیس ہی منٹ ہوئے ہوں گے جب ایک بچہ اپنی کاپی تھامے اس کے پاس آیا تھا اور اپنی کاپی اس کے سامنے کی۔ روبایا نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"کوئی ہے جو آپ پر نظر رکھے ہوئے ہے۔۔۔"

روبایا اس کی بات سمجھتے ہی کاپی پر جھک گئی۔

"کیا اسی دن والا شخص ہے۔۔۔؟"

"جی ہاں۔۔۔ مگر کچھ فاصلے پر ایک گاڑی بھی ہے، اس میں کتنے لوگ ہیں مجھے نظر نہیں آیا۔۔۔"

روبایا نے اس کے بال سہلائے۔ "تم فکر نہیں کرو۔۔۔ میں ابھی نکلتی ہوں۔۔۔" اس نے کاپی بند کرتے ہوئے اسے دی اور اس کیلئے تالیاں بجوائیں۔۔۔ اس کے بعد وہ معمول کے مطابق وہاں سے اٹھتی ان کو خدا حافظ کرتی اپنی گاڑی کی جانب چل دی۔

روبایانے اپنی زندگیوں میں خوشی کے گمان میں جھومتے لوگوں کہ بجائے مجبور، لاچار، بے بس، مظلوموں کو ہی اک دوسرے کا سہارا بننے پر مجبور کر دیا تھا۔ ہر کسی کی زندگی میں کوئی نہ کوئی کمی تھی جس نے اک دوسرے کے ساتھ کے سبب انہیں احساس محرومی میں پڑنے نہیں دیا تھا۔

ظالم کو سب سے زیادہ خوف مظلوموں کے اکا کا ہوتا ہے۔۔۔ حاکم کو محکوم کے شعور سے۔۔۔ اور وہ یہی دونوں کام کر رہی تھی، انہیں شعور دے رہی تھی، شعور آرہا تھا تو سوال کرنے کا حوصلہ بھی آرہا تھا۔۔۔ حوصلہ آرہا تھا تو سر اٹھانے کا جذبہ بھی بڑھ رہا تھا اور یہی شعور ظالم کو قطعی منظور نہیں ہوتا جو ان کے ذہنوں کو خوف کے شکنجے سے چھڑا پائے۔۔۔

گداگری کا مافیا تھا جو ان ننھے بچوں کی معصومیت پر اپنا محل تعمیر کئے ہوئے تھا اور اب روبایا کے سبب اس کی بنیادوں میں ہلچل ہونے لگی تھی۔ خوف انسان کو اندھا کر دیتا ہے اور ان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہو رہا تھا، دھمکیوں سے شروع ہوا کام اب سنگینی اختیار کر چکا تھا۔

شہر میں شام ڈھلنے لگی تھی اور رات آہستہ آہستہ اپنا سحر اتارنے لگی تھی۔ کہیں خاموشی اور کہیں باہر کی سن سناہٹ کا خوف۔۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح آفس کے بعد سکون سے اپنا کام انجام دینے کے بعد گھر جا رہی تھی، پچھلے دنوں سے جس قسم کی دھمکیاں اسے مل رہی تھیں وہ کسی عورت کو تو کیا مرد کو بھی خوفزدہ کر کے رکھ دیتیں۔ اب ناچاہتے ہوئے بھی احتیاط لازم ہو گئی تھی، وہ جانتی تھی اگر جو وہ پکڑی گئی اس کے بعد اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا اس کا خیال ہی

جسم میں سنسناہٹ پیدا کر دیتا تھا اور پھر ہمارے معاشرے میں سب سے آسان حدف عورت کی عزت ہی تو ہوتی ہے۔۔۔لالا اور اس کی گاڑی پر ہونے والے پہلے حملے نے اس کا بہت پاس سے موت سے سامنا کروا کر اس کے دل سے زندگی کے روٹھ جانے کے خوف کو جوش کے سامنے کم کر دیا تھا۔۔۔اب ہوا اس باختہ ہونے کے مرحلے سے وہ نکل آئی تھی،اب جو بچ گیا تھا وہ اک فطری خوف تھا۔۔۔جاڑے کے سبب باہر دھند چڑھنے لگی تھی اور حد نگاہ پر اثر انداز ہونا شروع ہو چکی تھی۔اس نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے نمبر ملایا۔

"پہنچ گئی گھر۔۔۔؟"دوسری جانب سے ارسہ نے فون اٹھاتے ہی پوچھا۔

"نہیں۔۔۔مجھے لگتا ہے وہ لوگ میرا پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔"

"ت۔۔۔تم۔۔۔تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔؟"وہ بھڑک اٹھی۔

"فکر کی بات نہیں ہے یہ میرا وہم بھی ہو سکتا ہے۔۔۔بس مجھے لگا تو میں نے سوچا تمہیں بتا دوں۔۔۔"اس نے ایک تاویل گھڑی۔

"بہت اچھے۔۔۔کسی دن یونہی کال کر کے کہنا کہ چند لمحوں میں میرا جنازہ ہے آ کر شرکت کر لینا۔۔۔"

"استغفر اللہ۔۔۔زبان نہیں چلاؤ۔۔۔کچھ کرو۔۔۔میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔۔۔"اس کی آواز بلا اختیار ہی لرزی۔اس نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کیا۔

"کب سے تم سے درخواست کی جارہی تھی ہم مدد لے لیتے ہیں مگر تم پر دشمنی کا بھوت سوار تھا۔۔۔جان بچے گی تو دشمنی نبھاؤ گی۔۔۔"

"دشمنی نہیں ہے۔۔۔"اس نے دبادباسا احتجاج کیا۔

"ہاں انا ہے۔۔۔ضد ہے۔۔تم لڑکی ہو۔۔۔مجھے لگتا ہے تمہارے متعلق سب افواہیں ٹھیک ہی ہیں۔۔۔"دوسری جانب بات کرتے ہوئے ارسہ کے ہاتھ تیز تیز چل رہے تھے۔

اس کی بات بھک سے روبایا کا دماغ اڑا گئی۔

"ہاں اگر یہ افواہیں تمہارے آس پاس والوں نے اڑائی ہوں۔۔۔"

ارسہ نے اس کے طنز پر ایک گہری سانس لی۔

"نمبر۔۔۔"

"وہ حقیقت میں پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔"روبایا کی آواز لڑکھڑا گئی۔

دوسری جانب بھی ہتھیلیاں خوف کے سبب پسینے سے بھیگ گئی تھیں۔"تم کوشش کرو مین روڈ پر ہی رہو۔۔۔"

"کال آرہی ہے۔۔۔"روبایا نے لمحہ بھر کیلئے سڑک پر سے نظریں ہٹا کر سامنے لگی سکرین کو دیکھا۔

"جلدی اٹھاؤ۔۔۔میں نے تمہارا نمبر اور لوکیشن بھیجی ہے۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید کوئی سوال کرتی یاں اس سے پوچھ پاتی کہ نمبر کس کو دیا ہے لائن منقطع ہوئی اور دوسری کال خود بخود پک ہو گئی۔

"ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔"

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟"دوسری جانب سے بھاری مردانہ آواز ابھری۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔مجھے مرنا نہیں ہے۔۔۔"اس کی آواز میں خوف واضح ہوا۔

"دیکھیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔"دوسری جانب اس قدر تحمل تھا کہ روبایا کے تو گویا سر پر لگی تلووں پر بجھی تھی۔

"کیا آپ نے انہیں پیسے دے رکھے ہیں جو اتنے یقین سے کہہ رہے ہیں۔۔۔"خوف اور بے بسی میں وہ مزید بھڑک اٹھی تھی۔

"میں نے آپ کو پولیس سٹیشن کی لوکیشن بھیجی ہے، آپ کو یہاں پہنچنا ہو گا۔۔۔"اس مرتبہ لہجہ مضبوط اور ٹھہراؤ لئے ہوئے تھا، وہ ٹھٹھکی۔۔۔گاڑی کا ہارن بجا اور اس نے بیک ویو مرر سے دیکھا۔۔۔ان دونوں کی گاڑیوں کے بیچ ایک گاڑی آچکی تھی، جس پر اب وہ مشتعل ہوئے مسلسل ہارن دینے لگے۔

"کیا بھنگ پی رکھی ہے آپ نے۔۔۔میں کہہ رہی ہوں کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں میں فلاں فلاں جگہ پہنچ جاؤں۔۔۔"وہ برہم ہوئی، وہ پیچھے والی گاڑی کو راستہ نہیں دے رہی تھی، پیچھے والی گاڑی اشارہ لگاتی نیچے آئی وہ بھی اس کے ساتھ نیچے آئی تھی۔وہ

گاڑی اشارہ لگاتی اوپر والی لین میں گئی اور اس کے ساتھ ہی روبایا بھی اس کے آگے آگے اپنی گاڑی اسی لائن میں ڈال گئی۔ پیچھے والی گاڑی اس کے ساتھ مقابلے میں اترتی اب مسلسل اس سے آگے نکلنے کی کوشش کرنے لگی تھی یوں وہ اس گاڑی کو اپنی ڈھال بنا چکی تھی، پیچھا کرنے والی گاڑی میں اس سبب فاصلہ مسلسل بڑھنے لگا تھا۔

"ایسے کام ہی کیوں کرتی ہیں کہ لوگ آپ کے مداح بنے۔۔۔" وہ تو سرکار کی سننے والا نہیں تھا جس سے تنخواہ لیتا تھا یہاں تو پھر پیسے کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

"آپ ایسے کام کیوں کرتے ہیں کہ لوگ آپ کو گولیاں مارتے پھرتے ہیں۔۔۔" اس نے بھی دوبدو جواب دیا۔

"دیکھیں۔۔۔" اس نے تحمل سے گہری سانس لیتے خود کو پر سکون رہنے کی تلقین کی۔ "ہم پولیس والے ہیں جنات کے خاندان سے نہیں۔۔۔ آپ اس وقت سڑکوں پر گاڑی دوڑا رہی ہیں۔۔۔ یہ کوئی فلم نہیں ہے کہ قاتل آپ کے پیچھے پیچھے اور میری ٹیم قاتلوں کے پیچھے پیچھے۔۔۔ اس صورتحال میں دو ہی حل ہیں، یا تو آپ اپنی گاڑی ایک جگہ روک دیں اور میری ٹیم آپ کی لوکیشن ٹریس کر کے شواہد اکھٹے کرنے کیلئے آپ تک پہنچ جائے کیونکہ اس صورت میں آپ تک ہم سے پہلے غنڈے پہنچ چکے ہوں گے اور دوسرا حل یہی ہے کہ آپ وہاں پہنچیں جہاں میں نے آپ کو کہا ہے۔۔۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے سٹیئرنگ تھامے دوسرے ہاتھ سے لوکیشن کھولنے لگی۔

"مس۔۔۔آر یو ڈیئر۔۔۔؟"

"نہیں اڑ گئی مس۔۔۔"اس نے تنک کر کہا۔ نظریں بار بار اپنے پیچھے محتاط انداز میں آتی گاڑی پر تھیں۔"جانے کب ہماری پولیس ایکس مارنے سے نکل کر حقیقت میں کچھ کرنا شروع کرے گی۔۔۔"

"دیکھیں میں جانتا ہوں آپ اس وقت خوفزدہ ہیں اور اس۔۔۔"

"بہت شکریہ۔۔۔"وہ سامنے والے کا جواب بیچ میں ہی اچک گئی۔"افف اللہ۔۔۔پولیس سٹیشن بنانے کیلئے اس سے زیادہ اندر کوئی جگہ نہیں ملی تھی۔۔۔ہاں صحیح بھی ہے کوئی اس جگہ تک پہنچے گا تو کمپلین کرے گا۔۔۔ کمپلین ہو گی تو کوئی کام آئے گا۔۔۔اور پھر کہتے ہیں کرائم ریٹ کم ہے۔۔۔"

"میں امید کرتا ہوں جس رفتار سے آپ کی زبان چل رہی ہے اسی رفتار سے آپ کی گاڑی بھی دوڑ رہی ہو گی۔۔۔"

وہ اس وقت بالکل اوپر والی لائن میں گاڑی چلا رہی تھی۔

"آپ یہاں سے غلط اشارہ لگائیں گی۔۔۔"دوسری جانب سے ہدایت ملی، لہجہ پھر تبدیل ہوا۔"اور اب مجھ سے یہ مت کہیئے گا کہ میں اپنی جان کی خاطر اوروں کی زندگی کو مشکل میں نہیں ڈال سکتی۔۔۔"وہ اور حساب کتاب میں چونک جائے ایسا ابھی تک نہیں ہوا تھا۔ سانپ کچھار بدلتا ہے اور انسان رنگ، وہ یہاں لہجہ بدل رہا تھا۔

"نہیں ابھی میرے پاس پولیس والوں جتنا دماغ نہیں آیا۔۔۔"

اور پھر اس نے بالکل ایسا ہی کیا تھا بائیں جانب مڑنے کے بجائے وہ دائیں جانب مڑ گئی تھی۔ دوسری جانب اس نے سکون کا سانس لیا تھا، وہ بھی سکرین پر اس کی گاڑی پر نظریں رکھے ہوئے تھا۔ یہ ان کی غلط فہمی ثابت ہوئی تھی کہ وہ انہیں ڈاج کروا سکتے ہیں، نہیں۔۔۔ وہ گاڑی بھی شاید ان کی حرکت سے پہلے سے ہی آشنا تھی، جب ہی وہ بھی دائیں ہی مڑی تھی ہاں کچھ فاصلہ مزید بڑھ گیا۔

"انتہائی فضول قسم کی پلیننگ کرتے ہیں آپ پولیس والے۔۔۔ ناٹ سرپرائیزڈ مجرم آپ کے ہاتھوں سے کیسے فرار ہو جاتے ہیں۔۔۔"

"میڈم ہمیں کیا پتا اب آپ کس قسم کے لوگوں کو اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔"

"ایک منٹ۔۔۔ کہیں آپ ان کے ساتھ ملے ہوئے تو نہیں۔۔۔؟" اس کے چہرے پر خوف واضح ہوا۔ "اوہ خدایا۔۔۔ میرے دماغ میں یہ بات پہلے کیوں نہیں آئی۔۔۔"

اس نے جلدی سے اپنا پرسنل فون نکالا۔ "یہ میسج میں پورے ہوش و حواس میں ریکارڈ کر رہی ہوں۔ اس وقت میرے پیچھے کچھ غنڈے لگے ہوئے ہیں اور میں کہنا چاہتی ہوں میرے کسی بھی نقصان کا ذمہ اس پولیس آفیسر پر آئے گا اور میری درخواست ہے اگر مجھے کچھ ہو تو چھوڑا اس کو بھی نہ جائے۔۔۔" اس نے اپنا میسج ریکارڈ کیا۔

"آپ پاگل ہیں کیا۔۔۔؟ دماغ تو صحیح ہے آپ کا۔۔۔؟" وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اس نے کھٹ سے فون بند کر دیا اور اب سنسان چھوٹی گلیوں میں گاڑی دوڑاتی وہ واپس سے کال ملانے لگی۔"ہیلو سری۔۔۔کال دو نمبر لائیر۔۔۔"

"ہیلو۔۔۔ پہنچ گئی پولیس سٹیشن۔۔۔"

"ن۔ نہیں۔۔۔مجھے لگتا ہے وہ پولیس والا ملا ہوا ہے۔۔۔"

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"تم میرے میسج کو محفوظ کر لو اور میرے قتل کا بدلہ تم لے کر رہو گی۔۔۔"

"یا صبور۔۔۔تم پولیس سٹیشن پہنچنے کی کرو۔۔۔ مجھ پر تو بھروسہ ہے ناں۔۔۔"

"امید ہے اب آپ کو تسلی ہو گئی ہو گی۔۔۔"دوسری جانب سے ابھرتی آواز پر اس نے ضبط کیا تھا۔

"دو نمبر پولیس۔۔۔"بے ساختہ ہی اس کے منھ سے نکلا۔گاڑی کی رفتار مزید بڑھائی۔

"ٹھاہ۔۔۔۔"

"رب۔۔۔روب۔۔۔"اس کے الفاظ منھ میں ہی رہ گئے۔"روبایا۔۔۔۔؟"ارسہ کی چیخیں ابھرتی چلی گئیں۔"نہیں۔۔۔۔روبایا۔۔۔۔یااللہ۔۔۔یااللہ۔۔۔"

"بچ گئی۔۔۔الحمداللہ۔۔۔"اس نے پولیس سٹیشن کے اندر گاڑی داخل کرتے بریک لگائی۔

"نشانہ چونک گیا۔۔۔میں بچ گئی۔۔۔"اس نے اعصاب شکن لہجے میں کہا تھا۔

آج کا سارا دن اس کا ضرورت سے زیادہ مصروف رہا تھا۔ ارسہ کی باتوں کو وہ مطلق بھول چکا تھا۔ صبح کی سلوٹوں سے پاک شرٹ اب شکن آلود تھی، نکھرا نکھرا چہرہ اب تھکن کا واضح ثبوت دے رہا تھا مگر سر ابھی تک ویسے ہی اٹھا ہوا تھا۔ تھانے کی حدود میں داخل ہوتے ہی اہلکاروں نے سیلوٹ کئے تھے۔ گاڑی سے نکلتے ہی ارحم نے بھی اسے سیلوٹ کیا تھا۔ مصعب سر کو خم دیتے مسکرا دیا، یہاں وہ اس سے گلے مل کر لوگوں کو اس کے ساتھ وابستگی کا پتا دے کر اس کیلئے مشکلات نہیں کھڑی کرنا چاہتا تھا۔ وہ دھیمی مگر مضبوط چال چلتا ارحم کے ساتھ دفتر کی جانب بڑھا۔ دفتر کے اندر داخل ہوتے ہی ارحم دروازہ بند کرتے ساتھ اس کی جانب لپکا تھا۔ وہ دونوں اک دوسرے سے گلے ملنے لگے۔

"ایس پی ارحم علی۔۔۔"

"ارے۔۔۔ارے آیئے ایس ایس پی صاحب بلآخر آپ نے ہمارے لئے وقت نکال ہی لیا۔۔۔"ارحم نے گلے ملتے ساتھ ہی اسے بازو میں دبوچ لیا۔

"ابے تیری۔۔۔" بے ساختہ ہی وہ کراہ اٹھا۔

"ہمارے ملنے کا کیا وقت طے تھا۔۔۔؟"ارحم نے پیچھے ہوتے ہوئے اسے گھورا۔ مصعب نے اک تکان بھری سانس لی۔

"مت پوچھ بھائی۔۔۔ صبح سے خواری کاٹ رہا ہوں۔۔۔پہلے جب چیزیں بگڑ رہی ہوتی ہیں تب توجہ نہیں دیتے اور جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تو جان پر بن جاتی ہے۔۔۔"اس نے اپنی نشست پر بیٹھتے اپنی ٹوپی اتار کر سامنے رکھی اور آرام دہ محسوس کرنے کیلئے اپنا بائیاں ہاتھ بالوں میں چلایا۔

"تجھے بھی تو انصاف کا الم بلند کرنے کا جنون چڑھا ہے۔۔۔"

"تجھے نہیں ہے کیا۔۔۔؟"مصعب نے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکا لیا۔

ارحم نے فوراً ہاتھ اٹھا دیئے۔اسی اثنا میں آفس بوائے دروازے پر دستک دے کر اندر آیا تھا اور اس کے سامنے چائے کے کپ رکھے۔۔۔

مصعب نے سر گھما کر اس کی جانب استفہامیہ دیکھا۔

"جی سر۔۔۔؟"

"یہ کیا ہے۔۔۔؟"

"چائے سر۔۔۔"معصومیت بھرا جواب آیا۔

"اوہ بھائی۔۔۔اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوتا۔۔۔؟"مصعب نے سوالیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

"میں لے آؤں۔۔۔"اس کا انداز ایسا تھا جیسے پوچھ رہا ہو کہ آیا لاؤں یا ں نہ اور ساتھ ہی ارحم کی جانب دیکھا تھا۔

"آپ حکم کیجئے ہم آپ کے ایس پی کو بھیج دیتے ہیں۔۔۔" شاید دن بھر کی تھکاوٹ کا اثر تھا جو وہ قدرے جلدی جھنجھلا رہا تھا۔

وہ سر ہلاتا چلا گیا، ارحم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ "کیا ہو گیا ہے۔۔۔؟"

مصعب نے افسوس سے سر ہلایا۔ "کیا بنا اس کیس کا۔۔۔ میں چاہتا ہوں اس بار ایک ساتھ سب پر گلی تنگ کی جائے، کوئی نہ بچے جو بعد میں پھر سے یہ دھندا شروع کر سکے۔۔۔"

"مگر یہ تب تک ممکن نہ ہو گا جب تک یہ اپنے انجام کو نہیں پہنچ جاتے اور انجام تک پہنچانا۔۔۔" اس نے سانس کھینچی۔ "تم جانتے ہو یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔۔۔"

"تم اس بات کی فکر نہیں کرو، یہ سب میں دیکھ لوں گا۔۔۔ اب بس۔۔۔" مصعب اس کے ساتھ اگلے مرحلے کی باریک بینیوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ موبائل پر مسلسل ارسہ کی کال نے بیچ میں خلا ڈال دیا۔

اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے خود کو پر سکون کیا اور کال اٹھائی۔ سامنے بیٹھا ارحم اس کی حالت پر بے ساختہ ہی ہنس اٹھا۔

"بھائی میری دوست۔۔۔ میری دوست بہت مشکل میں ہے۔۔۔ لوکیشن اور نمبر بھیجا ہے جلدی کچھ کیجئے۔۔۔" ارسہ اک ہی سانس میں بولی تھی۔

"میں دیکھتا ہوں۔۔۔"

"پلیز بھائی۔۔۔اس میں میری جان ہے۔۔۔"

"ارسہ۔۔۔میں کہہ رہا ہوں ناں میں دیکھتا ہوں۔۔۔"

ارسہ نے فون بند کر دیا۔ مصعب نے لوکیشن کھولتے ہی اس نمبر پر کال کی اور سپیکر پر ڈالتے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"ارسہ کی دوست ہے، کچھ لوگ اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔"

ارحم نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا اور اپنی نشست پر آگے کو آتے ہوئے اپنا چہرہ موبائل کے پاس کیا۔ مصعب اپنے بازو فولڈ کرتا انہیں اپنے سر کے پیچھے رکھتا کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے آنکھیں موند گیا۔

"ہ۔۔۔ہیلو۔۔۔" دوسری جانب سے ابھرتی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی، مصعب کے چہرے پر لکیریں ابھریں یوں جیسے کچھ جانچ رہا ہو۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟" ارحم نے سپیکر کے ساتھ منہ لگا رکھا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں۔۔۔مجھے مرنا نہیں ہے۔۔۔" اس کی آواز میں خوف واضح ہوا۔

مصعب کا ماتھا ٹھٹکا، اک لمحے کو آنکھیں کھلیں لیکن پھر تکان کے زیر اثر وہ واپس سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔

"دیکھیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔"ارحم نے اسے تسلی دینے کی خاطر تحمل سے کہا۔ساتھ ساتھ وہ لوکیشن پر بھی نظر رکھے ہوئے تھا۔

"کیا آپ نے انہیں پیسے دے رکھے ہیں جو اتنے یقین سے کہہ رہے ہیں۔۔۔"اس کے یوں بھڑک جانے پر مصعب کے ماتھے کی تیوری چڑھی،اپنی نشست کی پشت چھوڑتے ہوئے وہ سیدھا ہوااور موبائل کو گھما کر اپنی جانب کیا۔

"میں نے آپ کو پولیس سٹیشن کی لوکیشن بھیجی ہے،آپ کو یہاں پہنچنا ہو گا۔۔۔"ارحم کے مقابلے میں مصعب کا لہجہ مضبوط تھا۔۔۔اک تو تحفظ فراہم کرنے کی خاطر دن بھر خواری کاٹتے تھے اور پھر عوام سمجھتی تھی جیسے ان کے باپ کے نوکر ہوں۔۔۔

"کیا بھنگ پی رکھی ہے آپ نے۔۔۔میں کہہ رہی ہوں کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں میں فلاں فلاں جگہ پہنچ جاؤں۔۔۔"ایک بار پھر سے برہم لہجہ اس کی برداشت کو آزما گیا۔

"ایسے کام ہی کیوں کرتی ہیں کہ لوگ آپ کے مداح بنے۔۔۔"وہ تو سرکار کی سننے والا نہیں تھا جس سے تنخواہ لیتا تھا یہاں تو پھر پیسے کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

"آپ ایسے کام کیوں کرتے ہیں کہ لوگ آپ کو گولیاں مارتے پھرتے ہیں۔۔۔"اس نے بھی دوبدو جواب دیا۔

"دیکھیں۔۔۔"اس نے تحمل سے گہری سانس لیتے خود کو پر سکون رہنے کی تلقین کی۔"ہم پولیس والے ہیں جنات کے خاندان سے نہیں۔۔۔آپ اس وقت سڑکوں پر گاڑی دوڑا رہی ہیں۔۔۔یہ کوئی فلم نہیں ہے کہ قاتل آپ کے پیچھے پیچھے اور میری ٹیم قاتلوں کے پیچھے پیچھے۔۔۔اس صورتحال میں دو ہی حل ہیں، یاں تو آپ اپنی گاڑی ایک جگہ روک دیں اور میری ٹیم آپ کی لوکیشن ٹریس کر کے شواہد اکھٹے کرنے کیلئے آپ تک پہنچ جائے کیونکہ اس صورت میں آپ تک ہم سے پہلے غنڈے پہنچ چکے ہوں گے اور دوسرا حل یہی ہے کہ آپ وہاں پہنچیں جہاں میں نے آپ کو کہا ہے۔۔۔۔"

وہ ایک ہاتھ سے سٹئیرنگ تھامے دوسرے ہاتھ سے لوکیشن کھولنے لگی۔

"مس۔۔۔آر یو دئیر۔۔۔؟"ارحم نے پوچھا۔

"نہیں اڑ گئی مس۔۔۔۔"دوسری جانب سے تنک کر جواب دیا گیا تھا۔"جانے کب ہماری پولیس ایکس مارنے سے نکل کر حقیقت میں کچھ کرنا شروع کرے گی۔۔۔"

"دیکھیں میں جانتا ہوں آپ اس وقت خوفزدہ ہیں اور اس۔۔۔"اس سے پہلے مصعب بولتا فوراً سے ارحم نے جواب دیا۔

"بہت شکریہ۔۔۔"وہ سامنے والے کا جواب بیچ میں ہی اچک گئی۔"افف اللہ۔۔۔پولیس سٹیشن بنانے کیلئے اس سے زیادہ اندر کوئی جگہ نہیں ملی تھی۔۔۔ہاں صحیح بھی ہے کوئی اس جگہ

تک پہنچے گا تو کمپلین کرے گا۔۔۔ کمپلین ہو گی تو کوئی کام آئے گا۔۔۔اور پھر کہتے ہیں کرائم ریٹ کم ہے۔۔۔"

مصعب نے واپس سے اپنا منھ سپیکر کے پاس کیا تھا۔

"میں امید کرتا ہوں جس رفتار سے آپ کی زبان چل رہی ہے اسی رفتار سے آپ کی گاڑی بھی دوڑ رہی ہو گی۔۔۔" وہ ارحم کی نگاہوں کو نظر انداز کر گیا۔

"آپ یہاں سے غلط اشارہ لگائیں گی۔۔۔اور اب مجھ سے یہ مت کہیئے گا کہ میں اپنی جان کی خاطر اوروں کی زندگی کو مشکل میں نہیں ڈال سکتی۔۔۔" وہ اور حساب کتاب میں چونک جائے ایسا ابھی تک نہیں ہوا تھا۔

"نہیں ابھی میرے پاس پولیس والوں جتنا دماغ نہیں آیا۔۔۔"

مصعب کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔"یہ لڑکی پاگل تو نہیں۔۔۔؟" اس نے سامنے بیٹھے ارحم سے کہا جو ہاتھ کے اشارے سے اسے پر سکون رہنے کا کہہ رہا تھا۔"پتا نہیں کونسا کریک کیس میرے پیچھے لگا دیا ہے۔۔۔" وہ رج کے بیزار ہوا۔

"انتہائی فضول قسم کی پلیننگ کرتے ہیں آپ پولیس والے۔۔۔ناٹ سرپرائیزڈ مجرم آپ کے ہاتھوں سے کیسے فرار ہو جاتے ہیں۔۔۔" دوسری جانب سے اک بار پھر تیز آواز گونجی تھی۔

"میڈم ہمیں کیا پتا اب آپ کس قسم کے لوگوں کو اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیں۔۔۔"

"ایک منٹ۔۔۔ کہیں آپ ان کے ساتھ ملے ہوئے تو نہیں۔۔۔؟اوہ خدایا۔۔۔میرے دماغ میں یہ بات پہلے کیوں نہیں آئی۔۔۔"

اس نے جلدی سے اپنا پرسنل فون نکالا۔"میں روبایا عثمانی یہ میسج میں پورے ہوش وحواس میں ریکارڈ کر رہی ہوں۔اس وقت میرے پیچھے کچھ غنڈے لگے ہوئے ہیں اور میں کہنا چاہتی ہوں میرے کسی بھی نقصان کا ذمہ اس پولیس آفیسر پر آئے گا اور میری درخواست ہے اگر مجھے کچھ ہو تو چھوڑا اس کو بھی نہ جائے۔۔۔"وہ غالبا اپنا میسج ریکارڈ کر رہی تھی۔

"آپ پاگل ہیں کیا۔۔۔؟دماغ تو صحیح ہے آپ کا۔۔۔؟"وہ اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ٹھہر گیا۔۔۔اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔"میں روبایا عثمانی۔۔۔"اس کی آواز اواپس سے گونجی۔"روبایا۔۔۔روبایا عثمانی۔۔۔"وہ زیر لب بڑبڑایا۔"بھائی اس میں میری جان بستی ہے۔۔۔"

"امید ہے اب آپ کو تسلی ہو گئی ہو گی۔۔۔"ارحم نے استہزائیہ انداز میں کہا تھا۔

"دو نمبر پولیس۔۔۔"اس کی آواز ابھری۔اس کا لہجہ اس کے وجود پر۔۔۔اس کی ذات کی موجودگی پر مہر ثبت کر گیا۔"کتنا کما لیتے ہیں۔۔۔؟پیٹو۔۔۔"ایک ساتھ سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ماضی کے لاتعداد پل دماغ پر لہرا گئے۔وہ بنا کچھ سوچے باہر کی جانب بھاگا۔بنا کسی چیز کی۔۔۔بنا اپنے مرتبے کی پرواہ کئے وہ بھاگ اٹھا تھا،چہرہ وحشتوں کی زد میں آگیا تھا۔وہاں

موجود اہلکار اس کے یوں بھاگنے پر مسلسل حیران ہو رہے تھے مگر وہ یوں بھاگ رہا تھا جیسے زندگی کو تھامنے کیلئے یہی چند سیکنڈز ہوں۔

"ٹھاہ۔۔۔۔"

فائر کی آواز پر اس کے بھاگتے قدم تھمے۔اس سے پہلے اس کی سانس رکتی ایک گاڑی پولیس سٹیشن میں داخل ہوئی تھی۔بلا اختیار ہی وجود نے اک سکون بھری سانس سموئی تھی۔وہ پسٹل نکالتا گیٹ کی جانب بھاگا اور اگلے ہی لمحے وہ گاڑی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس گاڑی کی جانب آیا۔

سامنے ہی وہ اپنا سر سٹیئرنگ پر گرائے ہوئے تھی اور کھلے بال اس کے منھ کے چاروں جانب پھیلے ہوئے تھے۔مصعب نے نیچے کو جھکتے اس کے شیشے پر دستک دی اور اندر ہی اندر اس کے دل کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔

وہ یونہی گہرے سانس لے رہی تھی کہ اچانک سے اس کے شیشے پر ہونے والی دستک اس کی جان نکال گئی،وہ ڈر کے مارے اچھلی تھی۔اس نے جھٹکے سے سر اٹھایا اور شیشے کے دوسری جانب دیکھا۔اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیلتی چلی گئیں۔۔۔

سامنے والے کے ماتھے پر بھی شکنیں نمودار ہوئیں،دونوں کے سامنے ماضی لہرانے لگا۔وہ کہاں کہاں سے گزر آئے تھے اور زندگی نے اب کہاں لا کھڑا کیا تھا۔

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ ساکت ہو گئے۔ لمحے بیتے گئے اور وہ دونوں بے یقینی کی کیفیت میں ڈوبے اک دوسرے کو دیکھتے چلے گئے۔

بے ساختہ ہی روبایا کا ہاتھ شیشے کے بٹن پر گیا اور شیشہ خود بخود نیچے ہوتا چلا گیا۔

"روبایا۔۔۔"اس کی آواز میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"ایس پ۔۔۔میرا مطلب آپ۔۔۔"اس کی بھنویں اوپر کو اٹھیں۔۔۔تو وہ بھی نہیں جانتی تھی۔

دونوں نے فقط اتنا ہی کہا تھا، اب یقین آنے لگا تھا کہ وہ اتنے عرصے کے بعد اس کے سامنے کھڑی تھی۔ مصعب نے بے دھیانی میں آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ لاکڈ تھا، وہ خجل سا ہوتا رک گیا۔ روبایا نے ان لاک کیا تو اس نے واپس سے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھول دیا۔ وہ گاڑی سے اترتی دروازے کے پاس ہی ٹھہر گئی۔

"تم۔۔۔تم تھی۔۔۔تم نے بتایا کیوں نہیں۔۔۔"وہ بے ساختہ آگے بڑھا پھر رک گیا۔"تم ۔۔۔تم ٹھیک ہو ناں۔۔۔"اس کے لہجے میں فکر نمایا تھی۔

باہر کی ٹھنڈ اور کچھ دیر پہلے والے حالات سے گزرنے کے بعد وہ ٹھٹھر رہی تھی۔ مصعب نے گردن موڑ کر اپنے پیچھے کھڑے ماتحت کی جانب اپنی گاڑی کی چابی پھینکی اور اس میں سے اپنا لانگ کوٹ لانے کو کہا۔

پچھلے شاک سے نکلنے کے بعد اب وہ مصعب والے شاک میں تھی، ارسہ نے کتنی ڈبل گیم کی تھی۔

"روبایا۔۔۔؟"

"کیا۔۔۔"اس کے خیالات کا بلبلہ ٹوٹا۔

"اندر چلو، ٹھنڈ ہے۔۔۔"روبایا اس کے کہنے پر سر ہلاتی اس کے ساتھ چل دی۔راستے میں مصعب نے اپنا لانگ کوٹ اہلکار سے پکڑا اور کچھ فاصلہ برقرار رکھتے ہوئے اس کے کندھوں پر ڈال دیا۔روبایا اس کی اندرونی جیبوں میں ہاتھ ڈال گئی۔دونوں اس وقت عجیب سے احساسات میں گھرے ہوئے تھے۔

مصعب نے آگے بڑھ کر دفتر کا دروازہ کھولا۔

"ابے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوتے اپنا موبائل چھوڑ کر کہاں بھاگ گیا تھا۔۔۔ایسی کیا آفت۔۔۔"ارحم اپنی نشست سے کھڑا ہوا اور روبایا کو دیکھتے خاموش ہو گیا۔

"السلام علیکم۔۔۔امم۔۔۔"وہ روبایا کو مخاطب کرنے کیلئے ٹھہرا۔

"میری بہن کی بہن ہے۔۔۔"مصعب نے آنکھوں ہی آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے اسے باز رہنے کا کہا۔انسان کو کسی بھی عہدے پر فائز کر دیا جائے، بھلے وہ عمر کی کتنی ہی منزلیں طے کر آئے مگر دوست کے سامنے آتے ہی اس کی سنجیدگی اس کے غم ہوا ہونے لگتے ہیں۔دوست کی سنگت میں زمہ داریوں کے بوجھ تلے کندھے ہلکے ہونے لگتے ہیں۔

"وعلیکم السلام۔۔۔"روبایا نے مدھم لہجے میں کہا تو مصعب کو جھٹکا لگا مگر وہ اپنی حیرت کو چھپا گیا۔

"آپ کی بہن کی بہن ہے تو یعنی آپ کی۔۔۔"ارحم کی زبان پر مسلسل کھجلی ہو رہی تھی، مصعب نے اس کی پشت پر اس کے بندھے ہاتھوں کو غیر محسوس سے انداز میں اپنے ہاتھوں میں لیتے دباؤ ڈالا تو وہ فورا پینترا بدل گیا۔"آپ کی دوست ہوں گی۔۔۔"

مصعب نے دفتر کے دروازے سے منھ باہر نکالا۔"کریم داد۔۔۔"

وہ جن کی طرح حاضر ہوا تھا اور آتے ساتھ سیلوٹ کیا۔

"سر کو عزت کے ساتھ گاڑی تک چھوڑ کر آئیں۔۔۔"مصعب کی بات پر ارحم ہنس اٹھا۔

"اللہ کرے آپ کا کبھی پولیس والوں سے واسطہ نہ پڑے لیکن پھر بھی اگر کوئی کام پڑ جائے تو بس مصعب سے کہلوا دیجئے گا۔۔۔"وہ ابھی تک بھولا نہیں تھا کیسے اس کا دوست باہر بھاگا تھا۔

"ویسے تو مصعب خود ہی کر دے گا۔۔۔"اس نے مصعب کو شرارت سے دیکھا۔"پرائیورٹی بیسز پر۔۔۔"

"تھینکس۔۔۔"

روبایا دل سے مشکور ہوئی تھی۔۔۔؟مصعب نے سر جھٹکا۔

ارحم کے جاتے ہی مصعب نے دفتر کا دروازہ بند کیا۔روبایا کچھ متذبذ تھی۔

"بیٹھ جاؤ۔۔۔"

مصعب بھی اس کے پاس والے صوفے پر بیٹھ گیا۔مزید کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے،وقت کی کتنی ہی ساعتیں ان کے بیچ سے آ کر گزر گئی تھیں،اب کیا کلام کرنے کا طریقہ بھول چکا تھا۔۔۔؟

"کیسی ہو۔۔۔؟"مصعب نے پہل کی۔

"بالکل ویسی جیسے پہلے ہوتی تھی۔۔۔"اس نے مسکرانے کی کوشش کی،ہاتھ ابھی بھی لرز رہے تھے۔

"ڈر گئی تھی۔۔۔؟"لہجہ ریا سے پاک اپنائیت سے بھرپور اور کرب زدہ تھا۔

وہ ہنسی،جیسے پہلے ہر شرارت الٹی پڑ جانے پر ہنستی تھی۔"اس بار ڈر گئی تھی۔۔۔"اس کے چہرے پر ابھی بھی کچھ کچھ ڈر کے اثرات تھے۔

"تو تم کہہ دیتی ایس پی کو نہیں جانتے۔۔۔"اک بھلی سی یاد نے دماغ پر دستک دی اور وہ خود کو الفاظ دینے سے باز نہ رکھ سکا۔

"ان کو تو اب میں خود نہیں جانتی،کسی اور سے کیا کہتی۔۔۔"روبایا نے کہنے کے بعد اپنے الفاظ پر غور کیا تھا اور دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموش ہو گئے۔دروازے پر ہونے والی دستک کی آواز نے ارتعاش پیدا کیا،مصعب فوراً سے سیدھا ہوا۔آفس بوائے نے ٹرے ان کے بیچ رکھی اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

مصعب واپس سے اس کی جانب گھوما۔ وہ لمبے سے اور کوٹ میں بھلی بھلی سی لگ رہی تھی۔ کوٹ کے لمبے بازوؤں نے آدھے ہاتھوں تک کو ڈھانپ رکھا تھا، صرف مخروطی ایشین سفید رنگ کی انگلیاں اور شفاف گلابی ناخن جنہیں خوبصورتی سے تراش رکھا تھا وہی دکھائی دے رہے تھے۔ کبھی وہ اپنے بازو لمبے کئے کوٹ کے بازوؤں کو پیچھے کرتی اپنے بال چہرے پر سے ہٹاتی اور کبھی ویسے ہی محض اپنی انگلیوں سے چہرے پر آئے بال کسی بچے کی طرح اناڑی پن سے پیچھے کر دیتی۔

مصعب کے لبوں پر دھیمی مسکان کھیل گئی۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس کا بازو تھاما اور انہماک سے بڑی احتیاط کرتے اس کا بازو فولڈ کرنے لگا۔ روبایا نے نظر بچا کر اسے دیکھا، وہ اب اس کے دوسرے بازو کو فولڈ کر رہا تھا۔ باری باری دونوں بازوؤں کو فولڈ کرتے ہوئے وہ اس کی جانب دیکھ کر مسکرایا اور پھر پیچھے ہوا۔ بازو بڑی نفاست سے موڑے گئے تھے۔ اب کوٹ کے بازو محض کلائی تک آ رہے تھے۔

"اس بار مطلب تم ابھی تک نہیں سدھری۔۔۔" مصعب نے چائے کا کپ اٹھا کر روبایا کی جانب بڑھایا۔

"بالکل بھی نہیں۔۔۔" اس نے کپ تھامتے ہوئے سر اٹھایا، اب خوف کے بادل جھٹ چکے تھے۔

"آپ۔۔۔یہاں۔۔۔؟"اس نے ٹھنڈے ہاتھوں کو گرمائش پہنچانے کیلئے کپ کی جانب اپنے دونوں ہاتھ لپیٹ رکھے تھے۔

"دیکھ لو صرف مس روبایا ہی حیران نہیں کر سکتیں۔۔۔"اس نے اپنا چائے کا کپ اٹھانے کا تردد نہیں کیا تھا۔

روبایا نے کپ لبوں سے ہٹاتے ہوئے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ارسہ کے ساتھ رابطے میں رہی۔۔۔"وہ سر جھکائے بولا تھا پھر سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا، کیا وہ آنکھیں رنجیدہ تھیں۔۔۔؟وہ نظریں چرا گئی۔"کتنی بار گھر آئی اور یونہی ملے بغیر واپس چلی گئی۔۔۔"وہ عین اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا،ان آنکھوں میں تاسف نہیں تھا لیکن کہیں کہیں شکوے کا گمان سا محسوس ہو رہا تھا۔

وہ جانتا تھا۔۔۔اس نے تو نہیں بتایا تھا۔۔۔مگر وہ جانتا تھا،وہ کیسے بھول گئی تھی وہ پولیس میں تھا،ایسا کیسے ممکن تھا کوئی اس کے شہر آتا ہو۔۔۔اس کے گھر آتا ہو اور اسے معلوم نہ پڑا ہو۔

روبایا نے اس کی جانب دیکھا اور پھر اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتی ہنس دی،اس کی ہنسی عجیب تھی جس کا ادراک اسے بھی ہو گیا تھا۔

"آپ ابھی تک ویسے ہی تفتیش کرتے ہیں۔۔۔"

وہ بات ٹال گئی اور وہ بھانپ گیا،وہ اس عمل پر جوابدہ نہیں تھی۔

"مجھے گھر چھوڑ دیں۔۔۔" وہی لہجہ۔۔۔ وہی دھونس۔۔۔ جیسے پہلے جمائی جاتی تھی۔

"مطلب ابھی تک پولیس وین کو پک اینڈ ڈراپ کیلئے استعمال کرتی ہو۔۔۔" شریر لہجے میں کہتا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا، روبایا بھی ساتھ ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

مصعب اپنا سامان اٹھاتا اس کے ساتھ نکل آیا۔ وہ دونوں گاڑی میں سوار ہو گئے۔

"کون ہیں یہ لوگ۔۔۔؟"

روبایا نے گلا کھنکھارا۔ "ارسہ نے نہیں بتایا۔۔۔؟"

"ارسہ نے بتایا ہوتا تو کیا میں آفس میں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتا۔۔۔؟"

"نہیں آپ یقینی بناتے کہ میں یہاں پہنچ ہی نہ سکوں۔۔۔"

اس کے جواب پر وہ ایک ہی لمحے میں ماضی جی آیا تھا۔

"ٹھیک ہے ہم ٹام اینڈ جیری رہے ہیں بٹ ڈونٹ فارگٹ دے نیور آلاؤ اینی ون ایلس ٹو ہارم دی ادرون۔۔۔"

اس نے اک نظر اسے دیکھ کر پختگی سے کہا۔

"میرے خیال سے تمہیں گھر نہیں جانا چاہیے، وہ محفوظ نہیں ہو گا۔۔۔"

"گارڈ ہوتا ہے۔۔؟" اس نے وضاحت کی۔

مصعب نے گھر کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر ایک ساتھ کئی مرتبہ گاڑی کی لائٹس جلائیں بجھائیں تب جا کر گارڈ کی آنکھ کھلی تھی۔اس نے جمائی لیتے ہوئے انگڑائی لی اور پھر سامنے گاڑی کی جانب دیکھا،روبایا کو گاڑی میں بیٹھا دیکھ کر اس نے گیٹ کھول دیا۔مصعب کا قہقہ بے ساختہ ہی ابھرا تھا اور یہاں مصعب کی جانب سے پہلی چوٹ کی گئی تھی اور فاصلوں کی دیوار پر پہلی ضرب لگی تھی۔

"آجائیں۔۔۔"روبایا نے اکیلے اندر جانے کے بجائے اپنے ساتھ کھڑے مصعب سے بھی کہا۔

مصعب کچھ پل خاموش رہا، جیسے ہچکچا رہا ہو۔"امم۔۔۔"اس نے بال کھجائے۔

"بی جی اندر رہی ہیں اور پھر اتنے سالوں کی شناسائی کے بعد بے اعتباری اچھی نہیں ہوتی۔۔۔"

وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ پھر وہ کیوں بے اعتبار ہو کر چلی آئی تھی مگر وہ اس سوال کو اپنے اندر دبا گیا۔روبایا مسکرا کر کہتے ہوئے اس کے آگے چل دی اور وہ شرمندہ سا ہوتا اس کے پیچھے چل دیا۔وہ آج بھی ویسا ہی تھا لحاظ مروت والا اور وہ آج بھی ویسی ہی تھی نہ لحاظ نہ مروت۔۔۔

"بی جی۔۔۔"روبایا گھر میں داخل ہوتے ہی اپنے انتظار میں جاگتی بی جی کو پکارنے لگی جو اس کے بچپن سے یہاں مقیم تھیں۔ان کی موجودگی غیر موجودگی میں مکان کو گھر بنائے ہوئے تھیں۔

"آج اتنی دیر کر دی۔۔۔"انہوں نے روبایا کے سر پر پیار دیا۔

"یہ مصعب ہیں۔۔۔"اس نے شاید اتنے سالوں میں پہلی بار اسے عزت سے نوازا تھا۔

"ایس پی صاحب۔۔۔"بی جی مسکرا اٹھیں یوں جیسے مصعب نہیں عید کا چاند نکل آیا ہو۔

"جی ایس پی۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔۔۔"مصعب نے خوشدلی سے ان کے سامنے سر جھکا کر پیار لیا۔اس نے ان کی تصحیح نہیں کی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔"وہ روبایا کی جانب متوجہ ہوئیں۔"بتا دیتیں آپ ایس پی کے ساتھ ہیں تو میں پریشان تو نہ ہوتی۔۔۔"

"بی جی۔۔۔ مصعب۔۔۔"روبایا آہستہ سے منمنائی۔

"آپ تو بلاوجہ ہی پریشان ہوتی ہیں بی جی۔۔۔"مصعب روبایا کی جانب دیکھ کر مسکرایا۔"یعنی تم نے ابھی تک اپنی غلطی تسلیم کرنا نہیں سیکھا۔۔۔"مصعب کی نظریں اور اب اس کی زبان مسلسل اس پر چوٹ کرنے لگی تھی۔

"اور آپ نے ابھی تک اوروں کے گھر آکر دھونس جمانا نہیں چھوڑا۔۔۔"وہ کب سے بہت مہذب انداز میں برتاؤ کرنے کی کوشش کر رہی تھی اور اب اس کی شرارت پر بھڑک گئی۔

"آہ روبایا آہ۔۔۔ تمہیں غصہ دلانا کتنا آسان ہے۔۔۔"مصعب دل میں کہتا ہوا خوب خوش ہوا۔

"تم سے ہی سیکھا ہے، اپنا وقت بھول گئی۔۔۔"وہ بی جان کی جانب متوجہ ہوا۔"آپ کو پتا ہے بی جان ایک بار تو یہ چوری کرتی ہوئی پکڑی گئی تھی اور ایک بار۔۔۔"

"آپ نے کھانا کھالیا بی جی۔۔۔؟" روبایا نے اس کی بات بیچ میں ہی اچک لی۔

"ہاں بیٹیا مجھ سے اب بھوک کہاں برداشت ہوتی ہے۔۔۔ تم لوگ بیٹھو میں کھانے پینے کا انتظام کرتی ہوں۔۔۔"

"نہیں آپ سو جائیں، میں دیکھ لوں گی۔۔۔"

وہ مصعب کو ہمدردی بھری نگاہ سے دیکھتیں وہاں سے چلی گئیں۔ وہ بھی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑسے یوں کھڑا ہو گیا جیسے کہیں جانے کا ارادہ نہ ہو۔۔۔

"چائے لیں گے۔۔۔؟" ناچار اسے پوچھنا ہی پڑا۔

مصعب نے اک پل کا توقف کرتے ہوئے سوچا پھر کہا۔ "کیا یہ بہتر نہ ہو گا تم زرا مجھے کچن کا راستہ دکھا دو اور میں چائے خود ہی بنالوں۔۔۔"

اسے اس کا کھانے پکانے کے کاموں میں کچا ہونا ابھی تک یاد تھا۔

روبایا نے گردن کو زرا خم دے کر اسے منھ چڑایا۔ "انسانوں کے بارے میں اچھا بھی سوچ لینا چاہئیے، لازمی نہیں ہے اتنے سالوں میں انسان میں کوئی تبدیلی نہ آئی ہو۔۔۔" اس نے کچن میں پہنچ کر اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا کہ "جایئے جناب، اپنا شوق پورا کر لیجئے۔۔۔"

"آتی ہو گی تبدیلی مگر پھوہڑ پن تو کہیں نہیں جا سکتا ناں۔۔۔" وہ اپنے یونیفارم کے بازو فولڈ کرنے لگا۔

"یہ پولیس والوں کی سوچ آج تک ویسی ہی ٹیپیکل ہے۔۔۔"اس نے دراز سے پتی کا ڈبہ نکال کر سلیپ پر پٹخا۔

مصعب کے کندھے بے ساختہ ہی اوپر اٹھے،اس نے ہنسی ضبط کی اور فریج میں سے دودھ نکالتے ہوئے ساس پین میں انڈیلنے لگا۔

"تم خود کو لیبرل کہہ رہی ہو۔۔۔؟"وہ کہاں سے کہاں نکلا تھا۔مصعب نے اس کی جانب قدم لئے وہ سرعت سے پیچھے ہوئی اور آنکھیں سکیڑے اسے گھورا۔

"دیکھیں یہ میرا گھر ہے۔۔۔"اس نے اپنی نازک سی انگلی اٹھائی۔

"تو۔۔۔؟"

"تو یہ کہ آپ مجھے ڈرا نہیں سکتے۔۔۔"اس نے سر اٹھایا۔

"تم ڈرتی بھی ہو۔۔۔؟"وہ حظ اٹھاتا مزید آگے بڑھا اور روبایا بھی فوراسے سیدھی ہو گئی۔ایسے تو ایسے ہی صحیح۔

"نہیں۔۔۔"اس نے کمر پر ہاتھ رکھے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا،اس کا کہنا تھا اور مصعب پیچھے کو گردن گرائے بے ساختہ ہی ہنستا چلا گیا۔

"میں جانتا تھا تم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔۔۔"وہ سر جھٹکتا مسلسل ہنس رہا تھا۔"تم نہیں بدل سکتی۔۔۔تم نہیں بدل سکتی۔۔۔"

روبایا غصے سے بازو سینے پر باندھتی رخ پھیر گئی۔ مصعب نے بمشکل اپنی ہنسی کے جن کو قابو کیا۔

"ویسے مس روبایا! کیا آپ کے ہاں چاشنی کا کوئی رواج نہیں۔۔۔"مصعب کو اسے چڑانے میں اس قدر مزہ آرہا تھا کہ اگر رات کا وقت نہ ہوتا تو وہ زور زور سے قہقہے لگانا شروع کر چکا ہوتا۔اب کہیں جا کر اسے ایسا موقع ملا تھا۔"جیسے کوئی شکر وغیرہ۔۔۔؟"

روبایا نے شکر کا ڈبا نکال کر ایک بار پھر اس کے سامنے پٹخا۔ مصعب شکر ڈالنے کے بعد واپس سے اس کی جانب متوجہ ہوا۔"کپ۔۔۔؟"

روبایا نے ویسے ہی سینے پر ہاتھ باندھے کندھے کو ہلکی سی جنبش دیتے کپ ریکس کی جانب اشارہ کر دیا، وہ جان بوجھ کر اور سمارٹ بن رہا تھا۔"ہنہ۔۔۔"اس نے دل میں کہا۔

اسے دوسرا جھٹکا مصعب کو چائے دو کپوں میں نکالتے دیکھ کر لگا تھا، وہ تو کبھی مر کر بھی اس کیلئے چائے نہ بنائے۔ وہ کن اکھیوں سے دیکھتے نظر انداز کر گئی۔ مصعب نے چائے کی ٹرے اٹھا کر اس میں کپ رکھے، مصعب ٹرے تھامے باہر نکلنے لگا تو وہ بھی اس کے پیچھے نکلنے لگی۔ مصعب نے مڑ کر آؤ بیر واٹھائے۔

"مہمان نوازی بھی کسی چیز کا کوئی نام ہوتا ہے یاں نہیں، ٹھیک ہے ہم ایک دوسرے کو سالوں سے جانتے ہیں لیکن ہوں تو میں مہمان ہی ناں۔۔۔"

"اتنی شیریں زبانی کی وجہ۔۔۔"

"کیا آپ کے ہاں چائے کے ساتھ کسی قسم کے لوازمات کا بھی کوئی رواج نہیں۔۔۔"

روبابیا نے آنکھیں بند کرتے گہری سانس لی، مصعب اپنی ہنسی ضبط کرتا باہر نکل گیا۔

جب وہ لاؤنج میں آئی وہ فون کان سے لگائے ہوئے تھا۔

"ارے لڑکی اتنی دیر۔۔۔مجھے ٹھنڈی چائے پینا پسند نہیں۔۔۔"

"یہ آپ مجھے کس خوشی میں اپنی پسند اور ناپسند بتا رہے ہیں۔۔۔"اس نے بسکٹس کی پلیٹ سامنے رکھی۔

"ایسے ہی، اب تو آنا جانا لگا رہے گا ناں۔۔۔"

"بھائی۔۔۔"دوسری جانب سے ارسہ اس قدر تیز آواز سے بولی تھی کہ روبابیا کو بھی اس کی آواز صاف سنائی دی تھی۔"میں کب سے آپ دونوں کو کال کر رہی ہوں۔۔۔میں اور بے بے کتنے پریشان بیٹھے تھے، مگر آپ دونوں کو لڑنے سے فرصت ملے تو نا۔۔۔اب خدا کا واسطہ ہے بڑوں کی طرح رہنا سیکھ لیں۔۔۔"

"تم نے بے بے کو کیوں جگا دیا۔۔۔؟"وہ خفا ہوا۔

"ادھر دے فون۔۔۔"بے بے کی آواز ابھری۔"اے بیٹو۔۔۔میری سکھی ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔"مصعب نے بے ساختہ پہلو بدلا اور روبابیا جان بوجھ کر زور سے ہنسی۔

"جی۔۔۔ بالکل عین ویسی جیسی آپ کچھ دن پہلے چھوڑ کر گئی تھیں۔۔۔"اس نے چائے کا کپ ٹرے سے نکال کر روبایا کی جانب بڑھایا، روبایا کی سوچیں اک لمحے کو منتشر ہوئی تھیں۔اسے چائے پکڑانے کے بعد وہ اپنا کپ تھام گیا۔

"اچھا۔۔۔ مصعب مجھے کوئی کوتاہی نہیں چاہیئے، تمہاری اس کے ساتھ لڑائیاں اپنی جگہ مگر تو جانتا ہے وہ مجھے کتنی عزیز ہے۔۔۔"

"بے بے۔۔۔"اس نے بھرپور احتجاج کرنا چاہا تھا۔

"میں تجھے جانتی ہوں ناں۔۔۔اسے اکیلا مت چھوڑنا۔۔۔"وہ کافی پریشان ہو گئی تھیں۔

"اے روبایا تو میرے پاس کیوں نہیں آجاتی۔۔۔ کیوں اس بڑھاپے میں دادو کو ناکوں چنے چبوانے پر لگی ہے۔۔۔"مصعب نے فون روبایا کی جانب بڑھا دیا اور خود چائے بسکٹ سے لطف لینے لگا۔

"دادو ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ یہ سب رائتہ ارسہ کا پھیلایا ہوا ہے۔۔۔اور دیکھیں ایس پی صاحب کو بھی خوامخواہ میں الجھا دیا۔۔۔"وہ ایک لمحے میں اپنے اور اس کے بیچ تکلف کی دیوار کھڑی کر گئی۔

مصعب نے چائے پیتے کن اکھیوں سے اسے دیکھا، اسے اس کی آمد کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔

"لے کیسی مشقت۔۔۔؟آخر یہ پولیس میں گیا ہی کیوں ہے۔۔۔؟"

"ظاہر ہے۔۔۔آپ کے اور آپ کی اس دوست کے مسئلے حل کرنے۔۔۔"وہ بھی جتانے سے باز نہ آیا تھا۔

"دادو۔۔۔مجھے غلط فہمی ہوئی تھی اور میں نے احتیاط ارسہ کو بتا دیا،اب مجھے کیا پتا تھا یہ ڈھونڈورا پیٹ دے گی۔۔۔"

دوسری جانب ارسہ نے فوراً سے نفی میں گردن ہلائی۔

"چل تو کہہ رہی ہے تو داد و مان لیتی ہے۔۔۔اور یہ مصعب تیرے ساتھ ہی رہے گا۔۔۔چل اب فون رکھ۔۔۔"دادو نے حکم صادر کرتے فوراً کال کاٹنے کا بٹن دبا دیا۔

روبایا نے اک گہری سانس لی اور بلا اختیار ہی میز پر رکھتے مصعب کے فون کی جانب اس کی نظر اٹھی اور پھر ٹھہر گئی۔۔۔وہ آرام سے چائے بسکٹ کھا رہا تھا۔

روبایا نے خاصی مشکل سے موبائل سے پل کی پل نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور واپس سے پھر سے موبائل کو جس کی سکرین پر ان کے آنگن میں لگے آم کے درخت کی تصویر نمایا ہو رہی تھی جو خالی دریچے پر سایہ فگن تھا۔اس کا دل اک نئی لہر پر دھڑکا، جسے جلد ہی اس نے جھٹلا دیا۔اک بار پہلے بھی تو یہ حماقت ہوئی تھی۔

"چلو اب شروع ہو جاؤ اور الف سے یے تک بتاؤ۔۔۔"

مصعب کی آواز نے خیالات کا بلبلہ توڑا۔"جی۔۔۔"

"اب مجھے بتاؤ میری غیر موجودگی میں کیا کیا ہوا۔۔۔" وہ بغور روبایا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ "میرے خیال سے یہ کہنا زیادہ مناسب ہے تم نے کیا کیا۔۔۔؟"

روبایا کا دماغ جمع تفریق کرنے لگا، اب یونہی ہر بات تو نہیں بتائی جا سکتی تھی۔

"مس روبایا! میں ایک پولیس والا ہوں، بات گھمانے کی ہر گز کوشش نہ کیجئے گا۔۔۔"

اس نے ٹانگ پر سے ٹانگ ہٹائی۔ "میں جانتی ہوں۔۔۔"

مصعب نے آئیبرو اٹھائی۔ "پھر۔۔۔"

روبایا نے اک لمبا سانس لیا تھا اور پھر اسے بتانا شروع ہو گئی، بیچ بیچ میں اس نے ڈنڈی مارنے کی بہت کوشش کی مگر آج اسے سمجھ آیا تھا وہ جسے آج تک اس کی تفتیش گردانتی آئی تھی وہ تو تفتیش تھی ہی نہیں۔۔۔ تفتیش تو وہ تھی جو وہ ابھی کر رہا تھا۔ کچھ ہی وقت کے بعد اسے احساس ہو گیا تھا کہ آگے اسے کچھ گول مول نہیں کرنا۔

وہ لمحہ بالمحہ اسے گزرے سال سنا کر تھک چکی تھی مگر وہ نہیں تھکا تھا، روبایا نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں وہ قدرے آرام دہ انداز میں بیٹھا موبائل پر مصروف تھا، روبایا کا موڈ بگڑا، وہ ریکارڈر کی طرح کب سے بول رہی تھی اور وہ آرام سے موبائل استعمال کر رہا تھا۔

"یوں کرتے ہیں تفتیش۔۔۔؟" اسے خود کو نظر انداز کیا جانا خاصا گراں گزرا۔

مصعب نے اک گہری سانس اندر اتاری۔ "ابھی تک خود ہی گمان کرتی ہو۔۔۔"اس نے اپنے فون کی سکرین اس کے سامنے کی۔ "اس بچے کے بارے میں تم نے نہیں بتایا۔۔۔"

وہ گڑبڑا گئی، وہ نا صرف اس کی بات توجہ سے سن رہا تھا بلکہ اس سے متعلق باتوں کو کراس چیک بھی کر رہا تھا۔

"اس کا بتانا ضروری نہیں ہے۔۔۔"اس نے اپنے لہجے کی نرمی کو دبایا۔

"یہ آپ نہیں میں طہ کروں گا۔۔۔یہ کون ہے۔۔۔؟"مصعب نے واپس سے سکرین اس کے سامنے کی۔

وہ احمد کی کہانی والا حصہ کھا گئی تھی اور اب وہ وہیں آ کر پھنسی تھی۔

"افف۔۔۔روبایا۔۔۔لڑکی تم نے آخر کہاں کہاں ٹانگ پھنسائی ہوئی ہے۔۔۔"اس کی ساری بات بتانے کے بعد وہ شاک کے عالم میں اسے دیکھنے لگا تھا۔

"اب اتنی بھی کوئی بات نہیں۔۔۔"اس نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔

"ہاں زیادہ نہیں۔۔۔بس ایک سے دو گولی کی بات ہے۔۔۔"اس نے بغور روبایا کو دیکھتے اندازہ لگایا اور نفی میں سر ہلایا۔ "بلکہ تمہارے لئے تو آدھی گولی بھی کافی ہو گی۔۔۔ صحیح کہہ رہی ہو اتنی بھی تشویش کی بات نہیں۔۔۔"

روبایا نے اس کی بات کو بریانی میں الائیچی کو نظر انداز کرنے سا برتا۔ مصعب نے اپنا پستول نکال کر اس میں سے میگزین نکالنے لگا۔

روبایا نے اپنا خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیرتے انہیں تر کیا۔

میگزین نکالنے کے بعد اس نے بڑی مہارت سے اس میں سے گولی نکال کر انگوٹھے اور انگشت شہادت کے بیچ کھڑا کئے اس کے سامنے کی۔

روبایا نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائیں۔

"گولی دیکھی ہے کبھی۔۔۔؟" وہ اس سے پوچھ رہا تھا، کیا اس کا مقصد اسے خوفزدہ کرنا تھا یا پھر وہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔۔۔؟

"نہیں۔۔۔ میں نے ایس پی صاحب کی زبان دیکھی ہے۔۔۔" وہ بھنا گئی۔

"دیکھو روبایا!" مصعب نے مصالحتی انداز اپنایا۔ "اوروں کی مدد کرنا اچھی بات ہے مگر خود کے تحفظ کو غیر یقینی بنانا یہ عقلمندی نہیں ہوتی۔۔۔ چیزیں ہوا میں کام نہیں کرتیں، ان کے پیچھے ایک پختہ سوچ کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں لیکن ظلم کو محض جذبے سے مات نہیں دی جا سکتی۔۔۔ تمہیں عقاب جیسی نظریں بھی رکھنی ہوں گی اور خالد بن ولید جیسا دماغ بھی۔۔۔" وہ سنجیدگی سے اسے سمجھا رہا تھا۔

روبایا نے خاموشی سے بسکٹ اٹھایا اور اس کو چکی کاٹی، مصعب نے گہری سانس بھر کر خود کو پرسکون کرتے ہوئے اپنی پشت صوفے سے ٹکا دی۔

وہ کچھ ثانیے تو خاموش رہ لی مگر پھر ناچار پوچھ ہی اٹھی۔"اب کیا ہو گا۔۔۔"کچھ لمحوں کے بعد اس نے ہمیشہ کی طرح پھنس جانے پر روہانسی صورت لئے کہا تھا۔

"کیا ہو گا سے مطلب۔۔۔؟"

"مطلب اب آپ کیا کریں گے۔۔۔"واہ کیا مان تھا، کیا یقین تھا کہ وہ اس کیلئے کچھ نا کچھ تو کرے گا ہی۔

مصعب کے لب دھیرے سے پھیلے۔اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں نے تمہیں یہ سب ڈرانے کیلئے نہیں کہا۔۔۔"

"میں ڈر بھی نہیں رہی۔۔۔"وہ پہلے بھی کبھی اس کے سامنے نہیں جھکی تھی۔مصعب زیر لب مسکرایا،اس کے چہرے پر پریشانی کے واضح آثار تھے مگر مجال ہے جو اس کے سامنے تسلیم کر لے۔

اگلی صبح وہ گھر میں یوں آرام دہ تھا جیسے اس کا اپنا ہی گھر ہو،راؤنڈ نیک ڈھیلی سی شرٹ کے ساتھ ڈھیلا ٹراؤزر پہن رکھا تھا۔اسے کوئی دکھائی نہیں دیا تو وہ خود ہی کچن میں گھس کر کافی کیلئے دراز ٹٹولنے لگا۔ تھوڑی سی مشکت کے بعد اسے کافی کا جار نظر آ گیا۔اس نے کپ میں پانی بھر کر اون میں رکھا اور جیسے ہی پانی گرم ہوا اس نے اس میں کافی ڈالنے کے بعد اسے حل کیا اور گھونٹ بھرا۔

کافی کا ذائقہ تو اچھا تھا، مصعب نے کافی کے ساتھ کافی کا جار بھی اٹھالیا اور کچن سے باہر نکل آیا۔ گھونٹ بھرتے ہی اس کی نظر سامنے سے اترتی روبایا اور آسیہ پر پڑی۔ آسیہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔

"مصعب بھائی۔۔۔ آپ۔۔۔" اس نے بے یقینی سے مصعب کو دیکھا پھر روبایا کو، جو آنکھیں سکیڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"السلام علیکم۔۔۔ کیسی ہو۔۔۔"

وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔ "وعلیکم السلام۔۔۔ میں بالکل ٹھیک۔۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔۔؟ کب آئے۔۔۔"

"میں بھی ٹھیک ہوں باقی تفصیلات تم اپنی بہن سے پوچھ لینا۔۔۔"

روبایا نے اس کی جانب دیکھا اور اس کی نظر اس کے پاؤں کی جانب گئی، گلابی رنگ کی چپل میں سے گورے گورے پاؤں چمک رہے تھے۔ اس نے اپنا منھ موڑتے اپنی ہنسی ضبط کی۔ مصعب اپنے ساتھ تو سامان لایا نہیں تھا اس لئے اس بات سے مبرا کہ چپل زنانہ ہے اسے پہن گیا۔

"یہ کیا پی رہے ہیں۔۔۔ میں ناشتہ بنا دیتی ہوں۔۔۔"

مصعب نے روبایا کی جانب اشارہ کیا۔ "نہیں۔۔۔ نہیں میری وجہ سے ہرگز تنگ ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں خود مینج کرلوں گا۔۔۔"

"ایک سیکنڈ۔۔۔ایک سیکنڈ۔۔۔"روبایا بھی جلدی جلدی سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔"میں خود مینج کرلوں گا کیا مطلب۔۔۔؟آپ تو ایسے کہہ رہیے ہیں جیسے صدا اس گھر میں رہنے والے ہوں۔۔۔"

"تو کیا میں کہیں جارہا ہوں۔۔۔"اس نے حیرت سے روبایا کو دیکھا، جیسے بہت ہی کوئی غیر معقول سی بات کردی ہو اور اسے خود سے دوگنی حیرت میں چھوڑ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

آسیہ نے مسکراہٹ ضبط کئے روبایا کی جانب دیکھا، جو خونخوار نظروں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"یہ ہمارے گھر میں ایسے گھوم رہے ہیں جیسے یہ یہاں کے باسی اور ہم مہمان ہوں۔۔۔"

"اچھی بات ہے نا، انسان میں خوامخواہ کا تکلف نہیں ہونا چاہئیے۔۔۔"

"کیوں۔۔۔کیوں نہیں ہونا چاہئیے۔۔۔بالکل انسان میں تکلف ہونا چاہئیے، یہ کوئی طریقہ ہے کسی کے گھر میں رہنے کا۔جب دل کرے کچن میں چلے جاؤ۔۔۔"اس نے منہ بنایا اور اگلے ہی پل اس کے دماغ میں جھماکا ہوا، مصعب کے ہاتھ میں کافی کا جار تھا۔اس کے ماتھے پر شکنیں پڑیں۔

مصعب لان میں بیٹھا کافی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرتا غور و فکر کر رہا تھا کہ اسی اثناء میں اس کا موبائل بج اٹھا۔مصعب نے فون اٹھاتے ساتھ ہی سلام کیا۔

"جی بے بے پڑھ لی تھی نماز۔۔۔"بے بے نے ہر بار کی طرح اس سے نماز کی بابت پوچھا۔

"اچھا،رات میں کھانا ملا تھا یاں نہیں۔۔۔"

"نہیں۔۔۔بس چائے ہی ملی۔۔۔"اس نے کہا پھر تصحیح کی۔"بلکہ ملی نہیں خود بنائی تھی۔۔۔"

"چلو کوئی نہیں میں نصیراں سے بات کروں گی کہ میرے پوتے کو اپنی پوتی کے آسرے نہ رکھ چھوڑے بلکہ تینوں وقت کا کھانا خود دے۔۔۔"

"نہیں نہیں بے بے اس کی ضرورت نہیں،میں نے بس روبابیا سے ایک دو باتیں کرنی ہیں پھر نکل جاؤں گا۔۔۔"

"کہاں نکل جاؤ گے۔۔۔؟"انہیں خاصی حیرت نے آن گھیرا۔

"دفتر کیلئے۔۔۔کیا ہو گیا ہے بے بے۔۔۔"

"ہاں تو شام میں تو آؤ گے ناں۔۔۔"

"نہیں میں کیوں آؤں گا،میری اپنی رہائش ہے۔۔۔"

"یہ کیا بات ہوئی،تم جانتے ہو ناں وہ مشکل میں ہے اگر اسے مدد کی ضروت ہوئی۔۔۔؟"

"آپ فکر نہیں کریں میں نے ہر قسم کی حفاظتی تدابیر لے لی ہیں اور پھر کوئی مسئلہ ہوا تو وہ مجھے کال کر لے گی۔۔۔"

"ہاں پہلے بھی تو اس نے تجھے ہی کال کی تھی ناں۔۔۔" بے بے کے طنز پر اس نے سر کھجایا۔"اور تیرے پولیس میں ہونے کا فائدہ ہی کیا جب اس نے مسئلہ ہونے کے بعد ہی کال کرنی ہے۔۔۔"

"آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔۔۔"

"تو وہی رک جب تک مسئلہ حل نہیں ہو جاتا۔۔۔"

وہ بے بے کی بات سن کر سیدھا شاک میں گیا تھا۔"یہ کیسی بات کر رہی ہیں۔۔۔میں کیسے یہاں رک سکتا ہوں اور پھر پتا نہیں اس مسئلے کو حل ہونے میں کتنا وقت لگ جائے۔۔۔"

"تو پھر تو جلدی سے یہ مسئلہ حل کر لے۔۔۔"

"بے بے وہ کوئی میرے رشتے دار نہیں جو میں ان سے کہوں گا کہ آ جایئے اور وہ آ جائیں گے، اور ویسے بھی وہ روبایا عثمانی ہے آسان لوگوں کے ساتھ تو اس نے دشمنی نہیں پالی ہو گی۔۔۔میں یہاں نہیں رہ سکتا۔۔۔"

"کیوں۔۔۔تجھے کیا مسئلہ ہے۔۔۔" بے بے کا سارا دھیان اس کے رکنے کی جانب ہی تھا۔

"یار آپ سمجھ کیوں نہیں رہیں۔۔۔" وہ سر پکڑ گیا۔"میں کیسے اس کے ساتھ اکیلے رہ سکتا ہوں۔۔۔"

"چھتر کھائے گا اب تو مجھ سے۔۔۔" بے بے اسے ڈپٹ گئیں۔ "وہ کون سا گھر میں اکیلی رہتی ہے، خیر سے بھرا پرا گھر ہے ماشاءاللہ۔۔۔اس کی بی جی ہیں۔۔۔"

"دادو صرف عورتیں ہیں۔۔۔" وہ منمنایا۔

"تو تیرے گھر میں کون سا مردوں کی بہار تھی ہم بھی تو عورتیں ہی تھیں۔۔۔" دادو بھی آج معصومیت کے سارے ریکارڈ توڑنے پر تھیں۔

"دادو آپ جان بوجھ کر کر رہی ہیں ناں۔۔۔میں جانتا ہوں آپ کو میری ساری باتیں سمجھ آ رہی ہیں۔۔۔"

"مصعب خاموشی کے ساتھ وہاں رک جا، ایک بار یہ مسئلہ حل ہو جائے تو جہاں دل ہو نکل جائیں۔۔۔"

"بے بے۔۔۔آپ کیوں ان بیچاریوں کو غیر آرام دہ کرنے پر لگی ہوئی ہیں۔۔۔گھر سکون کیلئے ہوتا ہے اور انہیں اپنے گھر میں سکون سے رہنے دیں۔۔۔میں آپ کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ روبایا کے معاملے میں میں خود بھی کوئی کوتاہی نہیں برتوں گا۔۔۔آپ پریشان نہ ہوں۔۔۔"

"تو تو نہیں رکے گا۔۔۔؟"

"آپ جانتی ہیں میں نہیں رک سکتا، میں خود بھی غیر آرامدہ رہوں گا اور وہ بھی۔۔۔"

"اچھا کچھ دن صبر کر لے۔۔۔"

اس نے کچھ لمحے سوچا۔۔۔"جیسے آپ کا حکم۔۔۔"

"ہنہ۔۔بات ایک نہیں مانتا۔۔۔"بے بے نے کھٹاک سے فون بند کر دیا، مصعب مسکرا دیا۔

وہ جیسے ہی فون بند کر کے پلٹا اپنے پیچھے روبایا کو کھڑے پا کر ٹھٹکا۔

"تم چھپ کر میری باتیں سن رہی تھی۔۔۔؟"

"ہہ۔۔۔یو وش۔۔۔"اس نے مذاق اڑایا۔"میری کافی کا جار واپس کریں۔۔۔"

"وہ تو میں گاڑی میں رکھ آیا۔۔۔"

روبایا نے اس کے پاؤں کی جانب دیکھا۔

"کیا۔۔۔؟"

"مہندی تو نہیں لگی ہوئی۔۔۔"روبایا کی بات پر مصعب نے اسے گھورا۔"جائیں میرا کافی کا جار لے کر آئیں۔۔۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی دی ہوئی چیز کو واپس مانگتے ہوئے۔۔۔"

"آہا۔۔۔ہاآ۔۔۔میں نے کب دی۔۔۔آپ نے چوری کی ہے۔۔۔"اس نے ہاتھ کھولے اس کی جانب اشارہ کیا۔

"جیسے تم نے شہتوت چوری کئے تھے۔۔۔"وہ بھی آرام سے سینے پر بازو باندھے اس کے سامنے تن گیا۔

"وہ چوری نہیں تھی۔۔۔"وہ گڑبڑائی۔

"یہ بھی پھر چوری نہیں ہے۔۔۔"

"افففف۔۔۔۔"وہ کہہ کر پلٹی۔

"اور ہاں میں آج یہیں رک رہا ہوں۔۔۔"وہ اس کے پیچھے سے چلایا اور وہ فورا پلٹی۔

"کیوں اب اور کچھ بھی چرانا ہے۔۔۔؟"

مصعب اس کے پاس آیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سر ہلایا۔

"اب اور کیا چوری کرنا ہے کافی تو میری لے ہی لی ہے۔۔۔"

"تم کہو تو بتا دیتا ہوں اور کیا چوری کرنے کا ارادہ کئے ہوں۔۔۔"اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"جی نہیں۔۔۔ہاں زرا پاؤں کی مہندی سوکھ جائے تو برائے مہرتانی جا کر میری کافی لا دیجئے گا۔۔۔"وہ کہتی ہوئی وہاں سے تیز تیز قدم لیتی نکل گئی۔مصعب نے مسکراتے ہوئے کافی کا کپ واپس سے لبوں سے لگا لیا۔

اگلی صبح اس نے فریج کھولتے اس میں ادھر ادھر ٹٹولا مگر وہ وہاں نہیں تھی۔اس نے واپس سے ٹٹولا، پھر بھی وہ نہیں ملی۔

"میں نے یہاں اپنی بریانی رکھی تھی۔۔۔" وہ بی جی کی جانب گھومی تھی۔

"ارے وہیں ہو گی غور سے دیکھو بٹیا۔۔۔"

"نہیں ہے بی جی۔۔۔ میں نے دو بار دیکھ لیا ہے۔۔۔" اس کی شکل اتر سی گئی۔ خیر اترنی بنتی بھی تھی آخر کو بریانی کا سوال تھا۔

"کیا ہوا۔۔۔" آسیہ نے اندر آتے کچن کے ماحول میں سنجیدگی و افسردگی سی محسوس کی۔

"روبایا کی بریانی پڑی ہوئی تھی۔۔۔"

"وہ۔۔۔" اس کے منھ سے بے ساختہ نکلا۔ روبایا اس کی جانب گھومی، آسیہ نے حفظ تقدم ایک آنکھ ہلکی سی بند کی۔ "وہ تو ابھی مصعب بھائی لے کر گئے ہیں۔۔۔"

روبایا سنتے ہی باہر لپکی اور ڈائننگ روم میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر سامنے میز پر پڑی بریانی پر گئی۔ وہ ہاتھ میں چمچ لئے بیٹھا تھا، اس نے غالبا ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا۔ روبایا تیز قدموں سے اس کی جانب بڑھی اور دوسری جانب جیسے ہی مصعب کو اس کی موجودگی محسوس ہوئی اس نے جلدی سے دو چمچ بھر کر منھ میں ڈالے اور پھر پوری پلیٹ میں اپنا جوٹھا چمچ گھما دیا۔

"یہ میری بریانی تھی۔۔۔" وہ رونی صورت بنا گئی۔

مصعب نے پلیٹ اس کی جانب بڑھا دی۔ "یہ لو۔۔۔" اس کے چہرے کی شرارت روبایا کو سلگا گئی، وہ بمشکل غصہ ضبط کرتی وہاں سے چلی گئی۔

"بڑی مشکل سے قابو آئی ہو جناب آفت، تمہیں تو میں انسان بنا کر چھوڑوں گا۔۔۔"مصعب نے کہااور واپس سے اپنے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روبابیانے کمرے میں آتے ہی دادی کو فون لگایا تھا۔

"دادو۔۔۔آپ اپنے اس پوتے کو میرے گھر سے نکلوادیں۔۔۔"غصے کے سبب تنفس پھول چکا تھا۔

"آہائے نہ سلام نہ دعا۔۔۔کیسے کہہ رہی ہے۔۔۔ تیرے گھر میں میرے پوتے کیلئے ایک کمرہ بھی نہیں۔۔۔"دادو بوڑھی ہو چکی تھیں مگر مجال ہے جواب بھی جذباتی وار چھوڑ دیں۔

"دادو وہ کمرے تک نہیں رہتے نااا۔۔۔جب سے آئے ہیں پورے گھر کا سکون برباد کر دیا ہے۔۔۔"

"مجھے بتا کیا کیا ہے اس نے ابھی کلاس لیتی ہوں اس کی۔۔۔"

"وہ بلاوجہ مجھ سے الجھ رہے ہیں۔۔۔ماضی کی لڑائیاں ماضی میں رہ گئیں اب وہ خوامخواہ واپس سے مجھ سے دشمنی پال رہے ہیں۔۔۔"وہ رکی۔"میں قسم سے ٹھیک ہوں یہ ارسہ کی بچی نے بلاوجہ مجھے پھنسا دیا ہے۔۔۔"

"اچھا کچھ دن تک صبر کر لے، زرا لوگوں کو پتا چل جائے کہ تو اکیلی نہیں ہے ایس ایس پی تیرے ساتھ ہے پھر وہ چلا جائے گا۔۔۔ سمجھا کر زرا ٹیکاہ بنا رہتا ہے۔۔۔"

"اور اگر ڈی ایس پی کے ہوتے ہوئے بھی مجھے کچھ ہو گیا، ان کو تو مل گئی ناں اور بریانی۔۔۔"

"آہائے تیرے دشمنوں کے منہ میں خاک۔۔۔" انہوں نے فورا کہا۔ "تو خود بتا تجھے لگتا ہے وہ تجھے کچھ ہونے دے گا۔۔۔؟"

دادو کے سوال پر اس کے دل نے چغلی مارنی چاہی مگر وہ اسے ڈپٹ گئی۔ ادھر دادو اس کی خاموشی پر جی جان سے مسکرائیں۔ اگر جو ہڈیوں میں جان ہوتی تو بھنگڑا بھی ڈال دیتیں۔

"دیکھ لیں دادو دوستی کا سوال ہے، سکھی معاف نہیں کرے گی۔۔۔" وہ بات بدل گئی۔

"ہاں ہاں ٹھیک ہے، اب اسے کچھ دن وہیں رہنے دے۔۔۔"

"افف دادو۔۔۔" وہ جھنجلائی۔

"سکھی۔۔۔" انہوں نے تنبیہ کی۔

اس نے پاؤں پٹخے۔ "افف دادو۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ مگر اپنے پوتے سے کہہ دیجئے گا جو میری بریانی کھائی ہے ناں وہ مجھے لا کر دے۔۔۔" اس نے دادو کے سامنے عرضی ڈالی۔ "اور حلال کے پیسوں سے جو سرکار دیتی ہے۔۔۔"

"اچھا سکھی کہہ دوں گی، لادے گا وہ بریانی۔۔۔ تو خوش رہ۔۔۔" انہوں نے دل سے دعا دی تھی۔

"دادا کی سورج مکھی جیتی رہ۔۔۔" روبایا نے کہتے ساتھ ہی فون بند کر دیا، دادو بھی شرما شرما سی گئی ہوں گی، وہ سوچتے ہی کھلکھلا کر ہنس اٹھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈائینگ میز پر وہ بھنی بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی، دادو کے کہنے پر بخش تو دیا تھا لیکن بریانی کے ہاتھوں سے نکل جانے کا افسوس ابھی تک باقی تھا۔ آسیہ لب دبائے اس کی حالت سے حظ اٹھا رہی تھی۔

"ناشتہ کرو۔۔۔" روبایا نے سر اٹھاتے اسے گھورا۔

"السلام علیکم۔۔۔" مصعب نے اندر داخل ہوتے ہوئے سلام کیا اور روبایا کو اپنی پلیٹ پر مزید جھکتے دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئی کرسی گھسیٹ کر اپنی جگہ سنبھال لی۔

سب نے مسکراتے ہوئے اس کے سلام کا جواب دیا اور روبایا سرے سے ہی نظر انداز کر گئی۔

"السلام علیکم۔۔۔" مصعب نے پراٹھا نکالتے ہوئے واپس سے روبایا سے کہا۔

اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے سانس بھرتے ضبط کیا پھر سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"دن میں کتنی بار سلام کرنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔"

"سلامتی ہے خوراک کا نسخہ تھوڑی ہے جو محض تین وقت ہی کیا جا سکتا ہے۔۔۔"اس نے پراٹھے پر اچار کی کتری رکھی اور اپنے چائے کے کپ کو گھسیٹ کر پاس کیا۔"السلام علیکم۔۔۔" اچار کے ساتھ لقمے کو خوب رگڑا۔

"وعلیکم السلام۔۔۔وعلیکم السلام۔۔۔وعلیکم السلام۔۔۔ٹھیک۔۔۔؟"وہ زچ ہو گئی۔

"یہ تو وہی ہو گیا قبول ہے۔۔۔قبول ہے۔۔۔قبول ہے۔۔۔"مصعب کا کہنا تھا کہ سبھی کی دبی دبی ہنسی کی چھنکار اٹھی۔

"آپ۔۔۔"روبایا نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

"ایس ایس پی سید مصعب بخاری۔۔۔"اس نے فخریہ اپنا تعارف کروایا،روبایا ہاتھ جھاڑتی میز پر سے اٹھ گئی۔اس کے آس پاس بیٹھنا ہی فضول تھا۔

"کھانا کھا لیجئے مس روبایا،اب تو میں یہی ہوں کیا روزیو نہی ہاتھ جھاڑتے ہوئے ناشتہ چھوڑ دیا کریں گی۔۔۔"

"تمہارے پاس پانچ منٹ ہیں،میں آؤں تو تیار ملو۔۔۔"وہ آسیہ سے کہتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔مصعب کا دل اندر سے لڈیاں ڈالنا شروع کر چکا تھا۔

"یہ اس کو کیا ہوا ہے۔۔۔؟کل صبح تک تو ٹھیک تھی۔۔۔"بی جی نے حیرانی سے کہا۔وہ اس کے مزاج کی تبدیلی پر دنگ تھیں۔

اس نے آسیہ کی جانب دیکھتے بھنویں اٹھائیں وہ معنی خیزی سے مسکرادی۔ مصعب نفی میں سر ہلا گیا۔

وہ پانچ منٹ بعد جب واپس آئی تو مصعب ڈائیننگ میز سے پشت ٹکائے ٹانگ کا کراس بنائے کھڑا تھا۔ اس کی کیپ اور چھڑی پاس ہی میز پر پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے سیڑھیاں اترتے اس کی جانب دیکھا، ابھی جاذب نظر ہونے کا احساس دل میں اترتا اس سے پہلے ہی اس نے اس کی موجودگی کو محسوس کرتے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا وہ فورا سے نظریں پھیر گئی اور میز پر اپنا بیگ رکھتی آسیہ کا انتظار کرنے لگی۔

"یہ اس قدر کڑوی کب سے ہو گئی ہو۔۔۔"

"آپ کو میں شہد کب لگی تھی۔۔۔؟" اس نے سر کو جنبش دی۔

"یہ بھی صحیح ہے۔۔۔"

"آسیہ میں گاڑی میں انتظار کر رہی ہوں۔۔۔" وہ کہہ کر آگے بڑھی۔ مصعب نے بھی اپنی کیپ اور دیگر سامان اٹھایا اور اس کے ساتھ چل دیا۔

"روبایا۔۔۔" اس کے لہجے کا تاثر قدم روک دینے۔۔۔ گفتگو کا رخ موڑ دینے والا تھا۔

"ماضی کو کسی اور وقت کیلئے اٹھا رکھیں۔۔۔" روبایا نے کہہ کر قدم گیٹ کی جانب بڑھائے۔

مصعب نے اک گہری سانس اندر اتاری۔ وہ جیسے ہی باہر نکلی گیٹ کے باہر کھڑے پولیس اہلکار نے مصعب کو نکلتے دیکھ کر سیلوٹ مارا۔ مصعب نے سر کو خم دینے کے ساتھ اس کے سلام کا جواب دیا۔

"گاڑی چیک کر لی ہے۔۔۔"مصعب نے سرسری سا ارد گرد کا جائزہ لیتے استفسار کیا۔

"یس سر۔۔۔ ٹیمپرنگ کا کوئی خطرہ نہیں۔۔۔"

"میڈم کی ٹیم کدھر ہے۔۔۔؟"مصعب کی بات پر روبایا نے گاڑی کے دروازے پر ہاتھ رکھے واپس مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔اس نے مصعب کو آنکھوں سے اشارہ کیا،اس کی نظر وہاں عام کپڑوں میں ملبوس اہلکاروں کی جانب گئی۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتا روبایا کے پاس آیا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میری ٹیم کے لوگ تمہارے ساتھ ہی رہیں گے۔۔۔"

روبایا نے تائید میں سر ہلایا اور مڑ کر گاڑی میں بیٹھنے لگی۔

"روبایا۔۔۔"وہ رکی اور مڑ کر مصعب کو دیکھا۔"میری ضروت ہے۔۔۔؟اگر کہو تو میں ساتھ چل سکتا ہوں۔۔۔"

"کیوں میرے پیچھے اپنی نوکری گنوانے پر تلے ہیں۔۔۔"

"اس کا جواب مستقبل کیلئے اٹھا رکھو۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا جذب سے بولا۔ روبایا نے فوراً سے نظروں کا زاویہ بدلا۔

"ہاں مگر آپ میں اور مجھ میں کوئی چیز مماثلت نہیں رکھتی کہ ہم ساتھ چل پائیں۔۔۔" روبایا کے ماضی کا حوالہ دینے پر مصعب نے مسکراہٹ دبائی، روبایا نے آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھا۔ اسی اثناء میں آسیہ ان کے پاس آن پہنچی تھی۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔۔" مصعب نے کہا اور اپنے بازو میں دبائی کیپ اپنے سر پر ڈالی اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ لمحے کچھ پلوں کیلئے تھم گئے۔۔۔ وہ خوبصورتی کی مثال تھا۔۔۔ یا پھر نظر کا دھوکا۔۔۔ یا شاید دل کی بغاوت۔۔۔ اس سے کہیں زیادہ اس کی شخصیت پرکشش تھی۔۔۔ ایسی مضبوط کہ جس کو اک بار اپنے سحر میں جکڑ لیتی پھر رہائی ناممکن ہو جاتی۔۔۔ اس کی فطرت۔۔۔ اس کی اپنے ملک کیلئے وفاداری اس کی شخصیت کو مزید چار چاند لگا دیتی تھی۔

کیا اسے کبھی بتایا جا سکتا تھا یہ ٹوپی اس کے سر پر یوں جچتی ہے جیسے بادشاہ کے سر پر تاج۔۔۔

وہ سر جھٹکتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

وہ ابھی ایک جگہ ریڈ مار کر تھانے میں داخل ہوا تھا۔

راہداری میں چلتے اس نے روبایا کا نمبر ملایا اور فون کان سے لگائے آگے بڑھنے لگا۔ بیل جاتی رہی مگر اس نے کال نہیں اٹھائی۔ وہ پھر سے کوشش کرنے لگا مگر مسلسل بیل جانے کے باوجود بھی اس کی کال نہیں اٹھائی جا رہی تھی۔

مصعب بے چینی سے تیز تیز قدم لیتا اپنے آفس میں داخل ہوا اور آتے ساتھ ہی اپنی ٹوپی اتاری اور پھر ایک اور نمبر ملایا۔

"ہاں عمر السلام علیکم۔۔۔ میڈم کہاں ہیں۔۔۔"

"سر وہ کلینک کے اندر ہی ہیں، ابھی تک باہر نہیں نکلیں۔۔۔"

"اچھا زرا اندر جا کر دیکھو اور میری ان سے بات کرواؤ۔۔۔"

"اوکے سر۔۔۔"

مصعب چلتا ہوا میز کے پاس آیا اور گلاس میں پانی انڈیلنے لگا۔

"آپ کی میڈم کدھر ہیں۔۔۔"

"آپ کون۔۔۔؟" آسیہ نے سر اٹھاتے اپنی کہنیاں میز پر ٹکائے مضبوط لہجے میں کہا۔

"یہ چھوڑیں۔۔۔ جتنا پوچھا ہے اتنا بتائیں۔۔۔"

آسیہ اپنی نشست سے ابھی اسے جواب دینے کیلئے اٹھی ہی تھی، دوسری جانب سے مصعب پہلے ہی بول اٹھا۔

"ایزی عمر۔۔۔"

"یس سر۔۔۔"اس نے اپنی جیب سے کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھا، لڑکی نے تعجب سے دیکھا۔

"میڈم سیشن لے رہی ہیں۔۔۔آپ وہاں بیٹھ کر انتظار کیجئے۔۔۔"

وہ بیٹھ کر انتظار کرنے کے بجائے سر ہلاتا آگے بڑھا اور وہ فورا سے اپنی جگہ سے اٹھتی اس کے سامنے آگئی۔"آپ عزت سے جا کر وہاں بیٹھ کر انتظار کرنا پسند کریں گے یاں پھر خاطر تواضع کرنی پڑے گی۔۔۔"

"آپ اپنے لئے مشکلات کھڑی کر رہی ہیں۔۔۔"

"روز ایسے کئی آتے ہیں۔۔۔اب ادھر سے گم ہوں۔۔۔"اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور عمر سلگ کر رہ گیا۔

"میں۔۔۔"

"عمر میری بات کرواؤ۔۔۔"حالات بگڑتے دیکھ کر مصعب نے فورا سے مداخلت کی تھی۔

عمر نے موبائل اس کی جانب بڑھایا۔"مصعب سر ہیں۔۔۔"

وہ اسے گھورتی موبائل تھام گئی۔مصعب سے علیک سلیک کرنے کس بعد اس نے اس کی بات سنی اور پھر فون بند کرتے عمر کے آگے سے ہٹ گئی۔

وہ اسے نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا اور دفتر کے باہر پہنچ کر ناک کرتے ساتھ ہی دھک سے دروازہ کھولا۔ دوسری جانب جیسے ہی وہ داخل ہوا کرسی پر بیٹھی روبایا کی مرئضہ ڈر گئی۔ روبایا نے فورا سے اٹھ کر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"ریلیکس۔۔۔ میرا ملازم ہے۔۔۔" روبایا نے اس کے ہاتھ پر تھپکی دی اور پھر چہرے پر خفگی لئے عمر کے پاس آئی۔ "یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔ کون ہیں آپ۔۔۔"

"میں عمر ہوں، پولیس ڈیپارٹمنٹ سے۔۔۔"

روبایا نے سینے پر ہاتھ باندھے سر ہلایا۔ "مجھے گرفتار کرنے آئے ہیں۔۔۔؟"

اس کے ماتھے پر بل ابھرے مگر نفی میں سر ہلا گیا۔

"پھر ایسا کیا ہو گیا جو آپ باہر بیٹھ کر انتظار نہیں کر سکے۔۔۔؟"

"دیکھیں سر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔"

"آپ دیکھیں۔۔۔ آپ کے سر مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ منہ اٹھا کر چلے آئے۔۔۔ آپ کو اتنی بھی تمیز نہیں کے ڈاکٹر کے کلینک میں کیسے داخل ہوا جاتا ہے۔۔۔؟"

"سنئیے۔۔۔"

"آپ سنئیے۔۔۔یہ پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر میں نظر انداز کر رہی ہوں۔۔۔آپ نے میری پیشنٹ کو ڈرا دیا ہے۔۔۔آئندہ تمیز سیکھ کر آیئے گا اور اپنے سر سے بھی کہیئے زرا حوصلہ رکھا کریں۔۔۔"

عمر نے فون اس کی جانب بڑھایا۔

"میں کال کر لیتی ہوں، آپ جایئے۔۔۔"

عمر نے گہری سانس بھری اور صبر کے گھونٹ پیتا وہاں سے چلا گیا۔وہ وہاں سے چلتی واپس اپنے کیبن میں گئی تھی اور گھٹنوں کے بل اپنی مریضہ کے سامنے بیٹھی۔

"سب ٹھیک ہے۔۔۔میرے دوست کی کال آ رہی ہے میں اس سے بات کر لوں۔۔۔؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا، وہ وہاں سے اٹھتی اپنی کرسی کے پاس آئی اور اپنا موبائل اٹھاتی باہر آ گئی۔موبائل سکرین پر مصعب کی جانب سے لاتعداد کالز ملنے کا آئی کان جگمگا رہا تھا، وہ اس کا نمبر ملاتی فون کان سے لگا گئی۔وہ تو گویا اس کے انتظار میں ہی تھا سرعت سے فون اٹھا لیا گیا۔

"السلام علیکم۔۔۔سب خیریت آپ کال کر رہے تھے۔۔۔"

"وعلیکم السلام۔۔۔میں ٹھیک تم کیسی ہو۔۔۔"اس نے بلاوجہ بات کو طول دیا۔

"آہ۔۔۔"اس کی آہ دوسری جانب سنی گئی اور اس کے لب پھیل گئے۔"میں ٹھیک ہوں۔۔۔"

"اور کیسا گزر رہا ہے دن۔۔۔" وہ سہولت سے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا گیا، آنکھیں مسکرانے لگی تھیں۔

"میری پیشنٹ میرا انتظار کر رہی ہے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ آج تم کام سے سیدھا گھر آ جانا۔۔۔" مصعب نے اپنا ماتھا مسلا، جانے وہ مانتی بھی ہے یا ں نہیں۔

"میں ویسے بھی گھر ہی جاتی ہوں۔۔۔" روبابا نے تنک کر کہا۔

"جناب آفت! آج آپ دکان کو تالا لگانے کے بعد کسی اور کی دکان کو تالا لگوانے کی کوشش نہ کیجئے گا۔۔۔ کلینک کے بعد سیدھا گھر جایئے گا۔۔۔" اس نے بڑی سہولت سے تنبیہ کی اور وہ سمجھ گئی وہ اسی دکان کو تالا لگوانے کی بات کر رہا ہے جو اسے گاڑی کھڑی کرنے کیلئے پارکنگ میں جگہ دے رہے تھے۔

"مگر میری کچھ کمٹمنٹس ہیں۔۔۔"

"ہمم۔۔۔ آج رہنے دو۔۔۔"

"وہ میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔۔" اس نے احتجاج کیا۔

"ساری عمر انتظار کرنے سے بہتر ہے ایک دن انتظار کر لیا جائے۔۔۔"

"اپنے پی اے سے کہیئے آپ کو شہد دیا کرے شاید زبان میں کچھ تاثیر آجائے۔۔۔ویسے بھی اس میں ہر مرض کی دوا ہے۔۔۔"

"روبایا۔۔۔"اس نے محبت سے بھرے لہجے میں پکارا۔

"میں نے لہجے کی تاثیر کا کہا ہے نیت خراب کا نہیں۔۔۔"غصہ سر چڑھا تھا۔

"یاصبور۔۔۔"اس نے اپنا ماتھا پیٹا۔"اپنا خیال رکھنا۔۔۔سیدھا گھر جانا۔۔۔"اس کے لہجے میں حقیقتا فکر۔۔۔محبت تھی۔۔۔پل کی پل روبایا کی دھڑکن نے روش بدلی تھی۔

"پلیز۔۔۔"وہ ملتجی ہوا۔

"ہمم۔۔۔"اس نے جواب دے کر فورا سے فون کاٹ دیا۔اب کی بار دل میں ہلچل ہونے کو تھی۔وہ واپس سے اپنے قدم اپنے آفس کی جانب بڑھا گئی۔

وہ مزے سے اپنے کمرے میں سو رہی تھی جب وہ دبے قدموں اس کے بیڈ کے پاس آکر اس کے پاس بیٹھی تھیں اور پھر جھک کر اس کے ماتھے پر پیار کیا۔وہ کسمسای۔۔۔وہ آہستہ سے اس کے بال سہلانے لگیں۔۔۔روبایا نے چند لمحے اس احساس کو جھٹکنا چاہا مگر پھر اگلے ہی لمحے کھلے دروازے سے آتی ہلکی سی روشنی میں اس نے آنکھیں واہ کرتے ہوئے اپنے پاس بیٹھی ہستی کو دیکھا اور پھر بے ساختہ ہی اک زوردار چیخ بلند ہوئی تھی۔جہاں دادی نے فورا اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسی تھیں وہیں نیچے اپنے کمرے میں بیٹھا مصعب سر جھٹکتا ہنس اٹھا۔۔۔وہ ابھی بھی

ویسی ہی تھی اور پوز کیسے کر رہی تھی جیسے دادی بن گئی ہو۔۔۔وہ سر جھٹکتا واپس سے کتاب پڑھنا شروع ہو گیا۔

رو بایا دادو سے لپٹی ہوئی دائیں بائیں جھولنے لگی۔"ارے سکھی۔۔۔رک جا۔۔۔"

وہ باز نہیں آ رہی تھی۔

"آپ یوں اچانک۔۔۔"وہ ابھی تک حیرت کی زد میں تھی۔

"ہاں۔۔۔میں نے سوچا تم دونوں تو ایک ساتھ رہنے کیلئے راضی نہیں ہو تو میں ہی جا کر دیکھوں آخر تم دونوں کو نسا کرنٹ ایک دوسرے کو مارتے ہو۔۔۔"وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

دادو کیا آئی تھیں گھر میں رونق آ گئی تھی، صبح صبح ہلکی ہلکی چہل پہل، اطراف میں اطمینان تھا، اک خوشبو تھی جو گھر کے بزرگوں کے ہونے سے ہوتی ہے اور ہر چیز کو مطعر کئے دیتی ہے۔ صبح دادو نے سب سے پہلے اٹھ کر نماز قرآن پاک پڑھا پھر تازہ مکھن نکالا تھا اور پھر اپنے ہاتھ سے پراٹھے بنائے تھے، سبھی میز کے گرد لگی کرسیوں پر اپنی اپنی نشست سنبھال چکے تھے۔ گرم گرم پراٹھے کے اوپر تازہ مکھن اور ساتھ اچار اور چائے۔۔۔آئے ہائے ہائے۔۔۔اس مزے کی بات ہی اور تھی۔۔۔دادو نے سب کو اپنے ہاتھ سے باری باری پراٹھے نکال کر دیئے تھے اور پھر کچن سے مکھن کا باؤل تھامے لا کر جیسے ہی میز پر رکھا مصعب نے فورا سے اٹھا لیا۔دادو بھی اپنی نشست سنبھال گئیں۔

"ناٹ سرپرائزڈ۔۔۔چور بھاگ کیسے جاتے ہیں۔۔۔"روبایا کی بڑبڑاہٹ پر سب دبی دبی ہنسی ہنسے۔مصعب نے بھی بنادھیان دئے دل کھول کر مکھن لگایا۔وہ مناسب ورزشی جسم رکھتا تھا پھر بھی وہ اس کے وزن پر چوٹ کرنے سے باز نہیں آتی تھی۔

"آج بہت مزہ آنے والا ہے بے بے۔۔۔"اس نے ساتھ بیٹھی بے بے کے ہاتھ چومے۔

"ارے اور لو۔۔۔ابھی اور بھی رکھا ہے۔۔۔"دادو نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"دادووو۔۔۔"روبایا نے حیرت سے منھ کھولا۔"اس وزن کے ساتھ بھاگ لیا پولیس نے چوروں کے پیچھے۔۔۔"ان سالوں میں وہ مصعب کی نشست سنبھال چکی تھی،پہلے وہ اس کے اپنے گھر آنے پر چڑتا تھا اور اب وہ اس کے آنے پر چڑنے لگی تھی۔

"یہ تمہیں پولیس کی اتنی فکر کیوں رہتی ہے۔۔۔"اس نے آنکھ دبائی۔

"یووش۔۔۔"

"تم بھی لو سکھی۔۔۔"دادو نے مصعب کے سامنے سے باؤل اٹھا کر روبایا کی جانب بڑھایا ،روبایا نے لینے کیلئے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ مصعب نے فوراسے اچک لیا۔

"کیا کر رہی ہیں بے بے۔۔۔آپ نے دیکھا نہیں ڈائٹ کو لے کر کتنی کانشئیس ہے۔۔۔"

"او نہو۔۔۔" بے بے نے اسے ڈپٹ کر اس کے ہاتھ سے باؤل پکڑ لیا اور محبت سے روبایا کے پراٹھے پر اپنے ہاتھوں سے مکھن لگانے لگیں، وہ مصعب کو منہ چڑاتی اپنا ناشتہ شروع کر گئی۔ مصعب اپنی مسکان کو ضبط کرتا سر جھکا گیا۔

روبایا اپنے کلینک سے جیسے ہی باہر نکلی اسے ریسیپشن کی سلیپ سے پشت ٹیکے کھڑا دیکھ کر حیرانی ہوئی، ہمیشہ سر پر پولیس کی ٹوپی اور چھڑی کو بازو میں دبائے وہ شیشے کے دروازے سے باہر جھانکنے میں مصروف تھا۔ وہ وہیں ٹھہر گئی، بلاشبہ یہ وردی اس پر جچتی تھی، وجاہت کی تعریف اس پر مکمل ہوتی محسوس ہوتی تھی۔ روبایا ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھی جب اس نے ویسے ہی کہنی ٹکائے گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا اور آنکھوں میں شرارت لئے اس نے چہرے پر بیزاری سموئے روبایا کو دیکھا اور پھر سہارا چھوڑتا سیدھا ہو گیا۔

روبایا دھیمے قدم لیتی اس کے پاس آ گئی۔ "آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔۔۔"

"جلدی فارغ ہو گیا تھا سوچا تمہیں ساتھ لئے چلوں۔۔۔"

"آپ اتنا گھوم گھما کر صرف مجھے لینے آئے ہیں۔۔۔؟" وہ استہزائیہ بولی۔

"کیوں تمہیں کوئی شک ہے کیا۔۔۔؟"

"پولیس پر یقین۔۔۔؟ خدا کی پناہ۔۔۔" اس نے بھنویں اٹھائیں گویا کہہ رہی ہو ایسا گناہ کبھی نہیں۔

"یہ آج ریسیپشن پر کوئی نہیں۔۔۔؟" وہ اس کے جواب کو نظر انداز کر گیا۔

"ہاں چھٹی ہو چکی ہے، مجھے کچھ کام تھا تو لیٹ ہو گئی۔۔۔"

"چلو۔۔۔" وہ کہہ کر اس کے آگے ہوا، روبایا نے حیرت سے اس کی پشت کو گھورا اور ابھی اس کے پیچھے چلی ہی تھی جب شیشے کے دوسری پار کھڑے گارڈ کے پاس ایک آدمی آتا دکھائی دیا۔ مصعب ٹھہر گیا اور اس کے پیچھے روبایا کے قدم بھی تھمے، وہ بمشکل اس کے ساتھ ٹکرانے سے بچی تھی۔

"پیچھے دیکھ کر اپنی گاڑی کی بریکس لگایا کریں۔۔۔" وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔

"پیچھے آنے والے اپنی گاڑی زرا فاصلے پر رکھا کریں۔۔۔" اس کی نظریں باہر جمی ہوئی تھیں۔ عموماً وہ اس سے بات کرتے ہوئے اس کی جانب دیکھنے کا عادی تھا۔ نہ وہ اس سے محبت کرتی تھی اور نہ ہی وہ اس سے محبت کرتا تھا مگر محبت کے آداب نبھانے والا بھی باخوبی جانتا تھا اور محسوس کرنے والا بھی۔ روبایا بھی اس کے ساتھ کھڑی ہوتی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگی

۔

آدمی گارڈ سے جانے کس بات پر مسلسل مباحثہ کر رہا تھا، مباجثہ کرتے کرتے وہ گارڈ کے سامنے ہاتھ جوڑنے لگا۔ روبایا سرعت سے آگے بڑھی اس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتی مصعب نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے روکتے ہوئے واپس کھینچ لیا۔

"ایس پی صاحب۔۔۔" وہ دانت پیستے بولی مگر اگلے ہی پل اس کے چہرے پر عجیب قسم کے تاثرات دیکھ کر رک گئی۔ وہ واپس سے گردن موڑ گئی۔ گارڈ نے سر ہلا کر اسے کچھ کہا اور پھر دروازہ کھول کر اندر آیا۔

"میڈم وہ شخص کہہ رہا ہے آپ سے ملنا بہت ضروری ہے۔۔۔" اس نے باہر کھڑے آدمی کی جانب اشارہ کیا۔

"آپ اسے منع کر دیجئے۔۔۔" روبایا سے پہلے مصعب قطعیت سے انکار کر گیا۔

گارڈ نے روبایا کی جانب دیکھا اس سے پہلے وہ اس کی بات کی تائید کرتی وہ شخص بھی اس کے پیچھے ہی اندر چلا آیا۔

"میڈم۔۔۔ میں بہت مجبور ہوں۔۔۔" وہ جلدی سے آگے آیا۔ مصعب نے فوراً سے روبایا کو پیچھے کیا۔ وہ شرمندہ ہو گیا۔

"آپ صبح آ جایئے گا، اس وقت کلینک بند ہو چکا ہے۔۔۔" مصعب نے انکار کر دیا۔

"م۔۔۔ میں بہت دور سے آیا ہوں۔۔۔"

"جو بھی ہے، گارڈ۔۔۔" اس نے آواز لگاتے سر سے اشارہ کرتے اسے باہر نکالنے کا کہا۔

گارڈ کے پیش قدمی کرتے ہی اس نے گارڈ کو زور سے دھکا دیا اور سرعت سے چاقو نکال کر روبایا کے پیٹ کا نشانہ باندھ دیا۔۔۔چند لمحوں کا کھیل تھا۔۔۔روبایا کی آنکھیں باہر آئی تھیں۔۔۔ مگر اس کے پیٹ میں چاقو لگنے سے پہلے ہی وہ بیچ میں روک لیا گیا تھا۔۔۔

روبایا نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں سامنے دائیں ہاتھ سے چاقو پکڑے مصعب کو دیکھا۔اگلے ہی پل مصعب نے بائیں ہاتھ کا تھپڑ اسے جڑ دیا، جس کی شدت سے پہلے اس شخص کے قدم لڑکھڑائے تھے پھر وہ زمین بوس ہوا تھا اور اس کے بعد ہوش و خرد سے بیگانہ۔۔۔

بے سدھ۔۔۔ شیشے کی دوسری جانب کھڑا عمر صورتحال سمجھتا ہی بھاگ کر اندر آیا اور اس کے ساتھ ہی مزید دو پولیس اہلکار بھی۔

"سر۔۔۔"

"ٹھیک ہے سب۔۔۔"مصعب نے ہاتھ اٹھایا۔"اس کو اٹھاؤ۔۔۔"

عمر نے جھک کر اسے ہلایا مگر اس کا جسم بے سدھ پڑا تھا، عمر نے سر اٹھا کر مصعب کی جانب دیکھا۔

"بیہوش ہو گیا ہے۔۔۔"اس نے آنکھوں میں چمک لئے دیکھا، مصعب کے لبوں پر بھی دھیمی سی مسکان لہرائی۔"اصل میں تو دو کلو کا ہاتھ آپ کا ہے۔۔۔"عمر نے شرارت سے اسے کہا اور اپنے ساتھیوں کو اسے اٹھا کر ڈالے میں ڈالنے کا کہا۔

مصعب نے احتیاط سے اپنے ہاتھ سے چاقو نکالا اور عمر کی جانب بڑھا دیا، وہ کپڑے میں لپیٹتا باہر نکل گیا۔

روبایا بے ساختہ ہی اس کے سامنے آئی تھی اور اس کا ہاتھ تھامتے اس کا جائزہ لینے لگی۔ کٹ کچھ حد تک گہرا تھا مگر اللہ کا شکر کے بچت ہو گئی تھی۔

"پٹ۔۔۔پٹی کرنی پڑے گی۔۔۔" وہ ویسے ہی اس کا ہاتھ تھامتے تیز تیز قدم لیتی اپنے کلینک کی جانب بڑھنے لگی، مصعب حیران اس کے پیچھے کسی پروانے سا چلتا چلا گیا۔

"بیٹھ جائیں۔۔۔" وہ بنا اس کی جانب دیکھے ہدایت کرتی ایڈ باکس لینے چلی گئی۔ چند ہی سیکنڈز کے بعد وہ واپس آئی اور بنا اس کی جانب دیکھے سٹول کھینچ کر اس کے پاس بیٹھتی اس کے زخم کا مرحم کرنے لگی۔ اس سب کے دوران مصعب بغور اس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ اس نے ایک بار بھی اس کی جانب نگاہ کر کے نہیں دیکھی تھی۔ پٹی کرتے ہی وہ اٹھنے لگی کہ مصعب اسے پکار گیا۔

"روبایا۔۔۔"

"ہمم۔۔۔" وہ بنا پلٹے سامان واپس رکھنے لگی تھی۔

مصعب بیڈ سے اٹھتا اس کے پاس آ گیا، وہ جیسے ہی سامان رکھتی مڑی اچانک مصعب کو سامنے پا کر بے ساختہ ہی اس کی پلکیں اٹھی تھیں اور اسی پل کے ہزارویں حصے میں مصعب کی دنیا تھم

گئی تھی۔۔۔اس کا دل ان بھیگے کٹوروں میں ڈوب کر رہ گیا۔وہ زندگی سے بھرپور آنکھیں نم ہوئیں اور مصعب کا دل خود اس سے ہی روٹھنے لگا۔

اسے اب سمجھ آیا تھا وہ اس کی جانب دیکھنے سے کیوں کترا رہی تھی۔

"رو بایا۔۔۔کیا ہو گیا ہے یار۔۔۔"بھلے یہ آنکھیں اس کے غم پر ہی اشکوں سے لبریز تھیں تب بھی اسے خوشی نہیں دے رہی تھیں۔

اس نے ہاتھ میں پکڑے ٹشو سے ناک سہلایا۔"پتا نہیں۔۔۔"

"پھر رو کیوں رہی ہو۔۔۔"

"نہیں معلوم۔۔۔"اس نے سر جھکائے کہا اور آنسو آنکھ سے لڑھکتا زمین پر جا گرا۔

"تو مس رو بایا آپ کو نہیں لگتا آپ کو پتا لگانا چاہئیے۔۔۔؟"اسے نہیں پتا تھا مگر مصعب جانتا تھا ،کسی بھی ایسے واقع پر آنسو بھل بھل گرتے تھے۔

"آپ کو یوں میرے سامنے نہیں آنا چاہئیے تھا۔۔۔جو میرا زخم ہے وہ مجھے ہی ملنا چاہئیے تھا۔۔۔"

"کیوں نہیں آنا چاہئیے تھا۔۔۔اگر میری جگہ تم ہوتی تو کیا تم مجھے بچانے سامنے نہیں آتی۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔"وہ جھوٹ بولتی آگے بڑھی۔

"چلو پھر انتظار کرتے ہیں وقت کی اس ساعت کا جب تمہارے ہوتے ہوئے مجھے زخم خود پر لینے پڑیں گے اور تم ہنستے ہوئے دیکھو گی۔۔۔" وہ اتنی بڑی بات کس قدر مذاق میں کہہ رہا تھا۔

وہ مصعب کی بات پر بلا اختیار ہی فورا سے پلٹی، دونوں کی نگاہوں کا تصادم ہوا اور اس کے جھوٹ کا پول کھل گیا۔۔۔ مصعب کے لب پھیلے اور وہ پلٹ کر چل پڑی۔ مصعب بھی اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتا چلنے لگا تھا۔ باہر گاڑی کے پاس پہنچتے ہوئے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے لگا کہ وہ اسے پکار گئی۔

"آپ پیسنجر سیٹ پر آجائیں میں ڈرائیو کر لیتی ہوں۔۔۔"

"ابھی تم سے بھی بری حالت نہیں۔۔۔" وہ اس کو چھیڑتا سہولت سے اپنی نشست سنبھال گیا۔ وہ خاموشی سے سر ٹیکتی باہر دیکھنے لگی تھی۔

"روبایا۔۔۔"

"ہمم۔۔۔" وہ ویسے ہی باہر دیکھتی جا رہی تھی، جانے کیوں مصعب کی جانب دیکھتے اس کا دل واپس سے بھاری ہونے لگتا۔

"تمہیں کچھ محسوس نہیں ہوا۔۔۔؟"

"کیا مطلب۔۔۔" وہ جان بوجھ کر انجان بن گئی۔

"میں نے اپنی جان پر کھیل کر تمہیں بچایا ہے۔۔۔"

"تو۔۔۔؟"

تمہارا شکریہ کرنا تو بنتا ہے ناں۔۔۔"اس نے پل کی پل اسے دیکھا مگر وہ رخ پھیرے باہر دیکھ رہی تھی تو وہ کچھ اندازہ نہیں لگا پایا۔

"آپ کون سا مجھ سے پوچھ کر سامنے آئے تھے۔۔۔"

"ٹھیک ہے جب تم مجھے بچاؤ گی تب میں بھی شکریہ ادا نہیں کروں گا۔۔۔"مصعب نے وار بدلا اور کامیاب بھی ہو گیا۔

"آپ کتنی منحوس باتیں کرنے لگے ہیں۔۔۔"وہ آج اسے خاصا زچ کر چکا تھا۔جب کہ ایسی منحوس باتیں کرتے ہوئے وہ خود بھی دل ہی دل میں استغفر اللہ پڑھ رہا تھا۔

"ویسے میرے دماغ میں ایک سوال آیا ہے۔۔۔"مصعب نے خاصی سنجیدگی سے کہا۔

"خیر ایک تو نہ کہیں،آپ کا دماغ سوالوں کا بھرتہ ہے۔۔۔"وہ مذاق اڑانے والے انداز میں بولی تھی۔

"سوال یہ ہے کہ۔۔۔"اس نے جان بوجھ کر وقفہ لیا۔"کسی نے کہا تھا اگر ایس پی صاحب کے ہوتے ہوئے کچھ ہو گیا۔۔۔؟"مصعب نے اس کے چہرے کی جانب دیکھا،وہ جان بوجھ کر باہر دیکھتی رہی یوں جیسے سنا ہی نہ ہو۔"تو اب کیا خیال ہے۔۔۔؟"

مصعب نے بیک ویو مرر سے پیچھے کی جانب دیکھا اور پھر ہلکی سی بریک لگائی، وہ جھٹکے سے آگے کو ہوئی اور پھر گردن گھماتے ہوئے مصعب کو گھورا۔

"بندہ بشر چاہتا تھا آپ زرا کی دیر اس کی جانب نگاہ کریں کہ وہ آپ کے تاثرات جان سکے۔۔۔"

روبایا اسے گھور کر رہ گئی۔

"اوہ گارڈ۔۔۔آپ کس قدر بولتے ہیں ایس ایچ او صاحب۔۔۔"اس نے 'ایس ایچ او' پر خاصا زور دیا۔

"روبایا۔۔۔"وہ اس نئے منصب پر جھنجھلا گیا، بے ساختہ ہی وہ اس کی حالت پر ہنس اٹھی۔

وہ لاؤنج میں ایک جانب کو بنے سیٹنگ ایریا میں بیٹھی ہوئی تھی۔انگوٹھے کا ناخن منہ میں دئے بظاہر ارسہ سے باتیں کر رہی تھی مگر دماغ پیچھے کہیں مصعب پر اٹکا ہوا تھا۔۔۔نہیں اس کے ہاتھ پر۔۔۔اس نے ایک بار بھی اس سے اس کے ہاتھ کی بابت دریافت نہیں کیا تھا۔

"روبایا۔۔۔"ارسہ کہ کوئی چوتھی بار زور سے چیخنے پر وہ ہوش میں آئی۔

"کیا ہے۔۔۔"

"تم آج روؤ گی نہیں۔۔۔"ارسہ کی بات پر انگوٹھے کا ناخن اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"نہیں میرا مطلب باہر کسی کو بھی کچھ ہوتا ہے تم رونا شروع کر دیتی ہو۔۔۔اب تو بھائی کا ہاتھ زخمی ہوا ہے اور تمہاری صحت پر کوئی اثر ہی نہیں ہوا۔۔۔"اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔

"تم سے کس نے کہا کوئی اثر نہیں ہوا۔۔۔"مصعب پیچھے سے آکر صوفے کی پشت پر کہنیاں ٹکائے ویڈیو کال میں شامل ہو گیا۔

"بھائی آپ کا ہاتھ کیسا ہے۔۔۔؟"بھائی کے ہاتھ پر پٹی دیکھ کر محبت بھی اُمڈ آئی تھی۔

"کچھ جلدی ہی خیال نہیں آگیا تمہیں۔۔۔؟میں تمہیں کب سے کال کر رہا ہوں اور تمہیں اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ کال اٹھا ہی لو۔۔۔"

"معزرت بھائی۔۔۔میں تھوڑا مصروف تھی۔۔۔"

"اپنی اس دوست کو نہیں چھوڑتی مگر مجھے چھوڑ دیتی ہو۔۔۔"اس نے تنگ کیا۔"روبایا اپنی دادو کو بتا دینا میں جا رہا ہوں۔۔۔رات میں نہیں آؤں گا۔۔۔"

وہ جیسے ہی کہہ کر پلٹا اس کے منھ سے بے ساختہ ہی نکلا۔"کیوں۔۔۔؟"

"آجاتا ہوں۔۔۔"مصعب نے مڑ کر شرارت بھری نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"میں نے صرف دادو کو بتانے کیلئے پوچھا تھا۔۔۔"وہ منھ کے زاویے بگاڑ گئی۔

"اوہاں۔۔۔"اس نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔"اچھا بے بے کو کہنا فکر مند نہ ہوں میرا ہاتھ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔اور ہاں بے بے کو یہ بھی بتا دینا کہ میں نے ناشتہ کر لیا ہے۔۔۔"وہ

شرارت سے روبایا کے بگڑتے زاویوں کا حظ اٹھا رہا تھا۔"اور یہ بھی بتا دینا مجھے ایک کیس کے سلسلے میں دیر ہو جائے گی، سوچا تھا اپنے فلیٹ پر چلا جاؤں گا مگر اب بے بے کے پریشان ہونے کی وجہ سے واپس آ جاؤں گا۔۔۔بس تھوڑی دیر ہو جائے گی۔۔۔"وہ کہتا مڑا پھر رکا۔

"بے بے کے دماغ میں اور کوئی سوال تو نہیں ہو گا نا۔۔۔؟"

اس سے پہلے روبایا کے ماتھے پر بل مزید گہرے ہوتے وہ ہنستے ہوئے نکل گیا۔

دوسری جانب اس کے جاتے ہی ارسہ کا کب سے رکا ہوا قہقہہ بلند ہوا تھا۔روبایا نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"اپنے بھائی سے پوچھو کون سا نشہ کرتے ہیں آج کل زیادہ ہی سر چڑھ رہا ہے ان کے۔۔۔"

"میں کہوں گی تو تم ناراض ہو جاؤ گی۔۔۔"

"تو تم بہن بھائی ایسی حرکتیں کیا ہی مت کرو جس سے سامنے والا ناراض ہو جائے۔۔۔"

ارسہ ہنس اٹھی۔

"اچھا چلو اب مجھے کچھ کام ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے اپنا خیال رکھنا۔۔۔اور ہاں بھائی سے ان کے ہاتھ کا پوچھ لینا۔۔۔"

ارسہ کی تاکید پر روبایا نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ایسے مت دیکھو بچپن سے تمہیں جانتی ہوں۔۔۔اگر جو کسی سے اک بار نظریں پھیر لو تو پھر وہ شخص تمہیں نظر نہیں آتا۔۔۔"

روبایا کا دل مرجھا گیا۔"میں جان بوجھ کر ایسے نہیں کرتی۔۔۔"

"جانتی ہوں۔۔۔تم افسردہ نہ ہو۔۔۔"ارسہ نے محبت سے کہا تھا۔"چلو اپنا خیال رکھنا ۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔"ارسہ نے دعا دینے کے بعد فون بند کر دیا۔

جو لوگ دل کے مالک بن جائیں ان سے پھر یہ منصب واپس لینا ممکن نہیں رہتا۔۔۔وہ اک گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

رات میں وہ لان میں کھڑا تھا،روبایا دیوان کی ڈھول پر بازو کے اوپر ٹھوڑی ٹکائے گلاس ڈور سے کچھ لمحے اسے دیکھتی رہی۔وہ ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ اڑسے چہلک قدمی کر رہا تھا۔کچھ لمحوں کے بعد روبایا وہاں سے اٹھتی اس کے پاس آگئی۔مصعب کے قدم رک گئے۔روبایا نے انگشت شہادت سے اپنا سر کھجایا، سمجھ نہیں آرہا تھا بات کا آغاز کیسے کرے۔

"آپ کا ہاتھ کیسا ہے۔۔۔؟"بلآخر اس نے چند لمحوں کے بعد پوچھ ہی لیا۔

"ارسہ کے کہنے پر آئی ہو۔۔۔؟"

"آپ نے ہماری باتیں سنی ہیں۔۔۔؟"روبایا کی آنکھیں بڑی ہوئیں۔

وہ اپنے اندازے کے صحیح ہونے پر ہنس اٹھا، اس نے نفی میں سر ہلایا۔"میں تمہیں بچپن سے جانتا ہوں۔۔۔کسی کیلئے بھی دوسری مرتبہ اپنے دل میں نرم گوشہ پیدا نہیں کرتی۔۔۔"

اس کے لہجے میں کیا تھا روبایا سمجھ نہیں پائی، ہاں مگر دونوں بہن بھائی پر یقین تھے کہ وہ دوسری بار کسی کو موقع نہیں دیتی پھر بھلے کوئی بھی ہو، جبکہ یہ صرف وہی جانتی تھی وہ کوئی بھی نہیں تھے۔۔۔ان دونوں کے پاس اس کے دل کا اک اک حصہ تھا۔

"ہاتھ کیسا ہے۔۔۔؟"اس کے پاس مصعب کی بات کے جواب میں کہنے کو کچھ نہیں تھا، سو اپنا سوال پھر سے دہرا گئی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔زیادہ نہیں لگی۔۔۔"مصعب نے اپنا پٹی لگا ہاتھ اس کے سامنے کیا۔

"آجاؤ کچھ دیر بیٹھتے ہیں۔۔۔"وہ پاس پڑی کرسیوں کی جانب چل دیا۔

روبایا بھی اس کے پیچھے چلتی اس کے پاس والی نشست سنبھال گئی۔وہ آہستہ آہستہ میز کی سطح پر ہاتھ پھیرنے لگی تھی۔

"ایک بات پوچھوں۔۔۔؟"

روبایا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی۔۔۔؟"

اس کے ہاتھ تھمے پھر اس نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔"آپ نے کیوں نہیں کی۔۔۔؟"

"سوال در سوال نہیں سوال در جواب ہوتا ہے مس روبایا عثمانی۔۔۔"

روبایا خاموش رہی۔

"میری سماعتیں تمہارے جواب کی منتظر ہیں۔۔۔"

"کوئی ظرف والا ملا ہی نہیں۔۔۔" اس نے کندھے اچکائے۔

مصعب کی آنکھوں میں ابھی بھی سوال باقی تھا جیسے وہ تفصیلات جاننا چاہتا ہو۔

"میں اپنے کام کو نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔اب بنا مقصد زندگی میں کوئی چارم محسوس نہیں ہوتا۔۔۔ مجھے کوفت ہوتی ہے یہ سوچ سوچ کر کہ لوگوں کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔۔۔میرا پوٹینشل ٹیپیکل زندگی گزارنے والا نہیں ہے۔۔۔شادی۔۔۔سسرال کے رونے دھونے۔۔۔شوہر کی بے جاہ تنقید پر کڑھنا۔۔۔اوروں سے ہمدردی لینا اور پھر وہی زندگی گزارتے رہنا۔۔۔" اس نے توقف کیا۔ "پہلے اندازہ نہیں تھا مگر اب احساس ہو گیا ہے ایسی زندگی بامقصد نہیں بے مقصد ہوتی ہے۔۔۔اور کوئی بھی انسان بنا مقصد کے نہیں بنایا گیا مگر ہمارے معاشرے میں عورت کو مقصد تلاش کرنے دیا نہیں جاتا اور مرد تلاش کرتا نہیں ہے۔۔۔مجھے اپنی زندگی کو گھریلو مسائل میں ضائع نہیں کرنا۔۔۔مجھے جودھا اکبر نہیں بننا، مجھے صحابیات کے جیسے کچھ کرنا ہے۔۔۔"

"ان کے گھر بھی تو تھے۔۔۔خاندان بھی تھے۔۔۔" وہ جان بوجھ کر بات کو طول دینے لگا، پہلے اور بات تھی اور اب کچھ بدلا تھا۔۔۔نہیں سب کچھ ہی بدل چکا تھا۔۔۔

"ان کے درمیان رسول اللہ بھی تو تھے، مسائل کو سلجھانے والے، انصاف کرنے والے۔۔۔"

"مجھے اندازہ نہیں تھا تم اور ارسہ اپنا اپنا مقصد ڈھونڈنے میں اور پھر اس کو مضبوطی سے تھام لینے میں کامیاب ہو جاؤ گی۔۔۔" مصعب نے دل سے سراہا۔

"ویسے آپ نے کیوں نہیں کی۔۔۔؟" روبایا نے اس کی جانب دیکھا پھر سالوں پہلے کی کہی گئی بات یاد آئی۔ "جانتی ہوں میں اتنی اہم نہیں ہوں جس کو آپ یہ سب بتائیں مگر میں نے بھی آپ کو بتایا ہے۔۔۔" اس نے انگلی اٹھائے مصعب کی جانب کی۔

مصعب بے ساختہ ہی ہنس دیا۔ روبایا کے لب بھی بلا اختیار ہی جانے کیسے اس کی ہنسی کا ساتھ دے گئے۔

"پہلے میں شادی کرنا نہیں چاہتا تھا اور اب وہ نہیں کرنا چاہتی۔۔۔" وہ بغور اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کے دل کو کچھ ہوا، گزرا وقت یاد آیا اور اب اسے کوئی مل چکی تھی۔

"کون تھی۔۔۔؟" دل میں کوئی خوش فہمی نہیں تھی مگر ایک ڈر جانے کیوں ابھرنے لگا۔

"کولیگ تھی۔۔۔"

اس کا ڈر صحیح ثابت ہو گیا، اس نے گلا کھنکھارا۔ "اس میں کیا ہے، آپ اسے منالیں۔۔۔"

"وہ نہیں مانے گی بڑی سٹبرن ہے۔۔۔"مصعب نے افسوس سے کہا۔

"بہت اچھی بات ہے ماننا بھی نہیں چاہیئے۔۔۔"اس کے اندر کی میں نے جواب دیا۔"ویسے اگر وہ آپ کے ساتھ ایسے کرتی تو کیا آپ مان جاتے۔۔۔؟"

"محبت ہوتی تو مان ہی جاتا۔۔۔"مصعب ابھی بھی اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ اپنی کرسی پر فورا سے سیدھی ہوئی، جیسے اب بحث شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔

"یہ کیا بات ہوئی معاف صرف محبت میں کیا جاتا ہے۔۔۔؟"

"نہیں مگر معاف کرنے کا ظرف محبت ہی دیتی ہے۔۔۔"

"غلطی آپ کی تھی۔۔۔آپ کو اسے منانا چاہیئے۔۔۔"وہ سر اٹھائے اس کا دفاع کرنے لگی، مصعب بڑی مشکل سے اپنے قہقہے پر ضبط کئے ہوئے تھا۔

"مجھے نہیں لگتا کوئی فائدہ ہو گا۔۔۔"وہ اب افسردہ ہونے کی اداکاری کرنے لگا۔

"آپ بھی عجیب ہیں محبت کرتے ہیں اور پھر فائدے کی بات بھی کرتے ہیں۔۔۔"

"تم ہوتی تو مان جاتی۔۔۔؟"

روبایا ہنس اٹھی اور پھر نفی میں سر ہلایا۔"نہیں۔۔۔ایک تو پہلے خود ہی منع کیا اور پھر امید لگائے بیٹھے ہیں سامنے والا خود ہی مان جائے۔۔۔ہنہ۔۔۔"جانے کیوں غصہ عود آیا تھا۔"اور ویسے بھی جو اک بار دل سے اتر گیا سو اتر گیا۔۔۔"

"یہ بھی تو پھر محبت نہ ہوئی۔۔۔"مصعب کے جواب پر وہ خاموش ہو گئی۔

"یعنی میرا فیصلہ درست ثابت ہوا۔۔۔"روبایا کی آنکھوں میں نا سمجھی دیکھ کر اس نے مزید کہنا شروع کیا۔"یہی اسے نہ منانے والا۔۔۔"

"لو بھئی 'جتھے دا کوڑا اوتھے آن کھلوتا'۔۔۔"وہ احترام کو ملحوظ خاطر رکھتی گدھے کو گھوڑا کر گئی

۔

مصعب بے ساختہ ہی قہقہ لگاتا ہنس اٹھا،روبایا نے تعجب سے اس کی جانب دیکھا مگر پھر سبھی اختیار بے اختیار ہو گئے۔۔۔نگاہیں۔۔۔الفاظ۔۔۔جذبات۔۔۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے آپ اس کے دل سے اترے ہی نہ ہوں۔۔۔"اس کی آواز میں جذب ہی تھا جس نے مصعب کی ہنسی کو روکا تھا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟"

ہنسی تھمی تو اختیارات بھی واپس ملنا شروع ہو گئے۔"ارسہ کہتی ہے میرا کیس تھوڑا کریک ہے۔۔۔"

مصعب نے تائید میں سر ہلایا۔"میں اس کی بات سے متفق ہوں۔۔۔"

روبایا نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کر اس کی جانب دیکھا،مصعب نفی میں سر ہلا گیا۔

اگلی دوپہر وہ دادو کے کمرے میں چلی آئی۔دادو غالبا ظہر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھیں۔

"ارے کدھر کی تیاری۔۔۔؟"

"کہیں نہیں بس یہ آرفن ایج تک ہی۔۔۔"اس نے یوں کہا جیسے ساتھ والا گھر ہو،انکار ہو جانے کے ڈر سے فورا جواب دیا۔"آپ چلیں گی میرے ساتھ۔۔۔؟"

"مجھے تو چائے کی طلب ہو رہی تھی،ایسے کسلمندی چھا رہی ہے طبیعت پر۔۔۔"دادو اپنی اولاد کو گھیرنے کا فن خوب جانتی تھیں۔

"پھر آپ نہیں چلیں گی کیا۔۔۔؟"

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔میں جب تک تیار ہوتی ہوں تم تب چائے بنوالو، پھر نکلتے ہیں۔۔۔"
دادو بھی اپنے نام کی ایک ہی تھیں۔روبایا وہاں سے چلی گئی اور دادو بھی تیار ہونے چل دیں۔

قریبا آدھے گھنٹے کے بعد وہ دادو کو لئے نکلی تھی،گاڑی کا گیٹ کھول کر دادو کو بٹھایا اور پھر دروازہ کھول کر خود بیٹھی اور سیٹ بیلٹ پہنتے ہی گاڑی کا گئیر بدلتے جیسے ہی بریک پر سے پاؤں اٹھانا چاہا واپس سے دباؤ بڑھانا پڑ گیا۔سامنے ہی مصعب پولیس یونیفارم میں بازو سینے پر لپیٹے کھڑا تھا۔دھیمی دھیمی دھوپ میں اس کی اٹھی گردن اور دمکتا چہرہ لمحوں کیلئے اسے اپنی گرفت میں لے گیا۔کاش چیزیں یوں اختتام پزیر نہ ہوئی ہوتیں۔کیا دل میں اک کسک اٹھی تھی۔۔۔؟ہاں شاید۔۔۔

مصعب نے سوالیہ انداز میں بھنویں اٹھائیں، وہ سحر سے باہر آئی۔

"یہ اتنی جلدی کیسے آ گئے۔۔۔؟"

سیکیورٹی کے پیش نظر مصعب نے کلینک والے واقع کے بعد اسے گھر میں رہنے کی ہدایت کی تھی اور خفیہ طور پر پہرادار ی دادی کو سونپی گئی تھی کیونکہ ابھی مجرم پکڑے نہیں گئے تھے۔ روبایا نے بھی کچھ دن تو صبر سے گزار لئے تھے اور آرفن ایج آسیہ پر چھوڑ رکھا تھا۔ آج وہ وہاں کا ارادہ کئے نکلنے ہی لگی تھی کہ وہ آن وارد ہوا۔

"اس نے تو آج گھر نہیں آنا تھا۔۔۔" دادو نے بھی بھرپور اداکاری کی۔

مصعب نے آکر روبایا کا دروازہ کھولا اور ہاتھ پھیلایا۔ "آجایئے۔۔۔"

روبایا نے گہرا سانس لے کر ضبط کیا۔ "مجھے کہیں جانا ہے۔۔۔"

مصعب اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے جھکا تھا۔ "آپ کیوں دقت کر رہی ہیں نا صرف پولیس وین حاضر ہے بلکہ پولیس والا بھی حاضر ہے۔۔۔"

"نہیں آپ رہنے دیں۔۔۔" وہ انکار کرتی جانے ہی لگی تھی جب بے بے روک گئیں۔

"ارے ایسے کیسے رہنے دیں۔۔۔ بڑھاپے میں تیار ہونا کوئی آسان کام ہوتا ہے۔۔۔ بیٹو تم لے چلو ہمیں۔۔۔" دادو نے اپنی ویٹو پاور استعمال کی۔

مصعب نے شکوہ کناں نظروں سے دادو کو دیکھا، روبابا نے زچ کرتی مسکراہٹ سے اسے دیکھا اور پھر گاڑی سے اتر گئی۔

وہ اس کے ساتھ آرفن ایج پہنچا تھا، وہاں پہنچ کر وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوا۔ روبابا کے متعلق تفصیلات لیتے وقت اسے یہ تو معلوم ہو ہی چکا تھا کہ وہ آرفن ایج جاتی ہے مگر اصل کہانی تو یہاں آکر پتا چلی تھی۔ سامنے ہی "آئی آر ایم ہوم" کا بورڈ لگا ہوا تھا۔

وہ ایک سمت بنی پتھر کی تھڑی پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھ گیا۔ اپنے پہلو کے دونوں جانب ہاتھ رکھے وہ مسکراتے ہوئے کچھ لمحے وہاں موجود بچوں کو دیکھتا رہا پھر اس نے آسمان کی جانب سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔ مسکرایا۔۔۔ پھر سر جھٹکتے ہوئے ہنس دیا۔۔۔ اللہ کب کس سے کون سا نیکی کا کام لے لے کون جانتا ہے۔۔۔

وہ برآمدے کی اوٹ میں کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی، کب سامنے بیٹھے شخص کی مسکراہٹ اس کی مسکراہٹ بن گئی۔۔۔ کب اس مرد کی ہنسی اس کی ہنسی بن گئی معلوم ہی نہیں ہوا۔۔۔ وہ اوٹ میں کھڑے خود بھی ہنس دی پھر اپنے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستی دھیمی چال چلتی اس کے پاس آئی اور خاموشی سے کچھ ہی فاصلے پر ٹانگیں لٹکائے بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ سردیوں میں سورج مکھی سا کھل جانے کا تاثر دے رہا تھا۔ اس کی ہنسی دھند میں بادلوں کی اوٹ سے نکلتے سورج کی نرم نرم کرنوں سا احساس بخش رہی تھی۔

مصعب نے گردن گھما کر اس کی جانب دیکھا۔۔۔خاموش۔۔۔گہری۔۔۔بولتی نظریں ۔۔۔اور پھر وہ واپس سے ہنس دیا۔روبایا بھی اس کو دیکھ کر مسکرائی۔وہ ہنس رہا تھا۔۔۔وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔۔پولیس وردی پہنے۔۔۔سر پر کیپ اوڑھے۔۔۔کیا وہ اس کے دل پر دستک دے رہا تھا۔۔۔؟یاں پھر دستک تو کب کی دی جا چکی تھی اور باب دل بھی واہ کیا جا چکا تھا۔۔۔

کچھ لمحے وہ سامنے تکتی رہی اور وہ ہر تھوڑی دیر بعد اس کی جانب دیکھتا اور پھر ہنس اٹھتا۔

"آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔۔۔؟"وہ گویا برا مناگئی۔

"ایک تو ہر عورت کو یہی کیوں لگتا ہے اسے چاہنے والا مرد اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔۔۔"اس کی نظروں میں ستائش کی رمق کے ساتھ کوئی چمک بھی تھی۔

"مطلب۔۔۔؟"وہ الجھی۔

مصعب نے نفی میں سر ہلا دیا۔"آئی ایم سوپر اوڈ آف یو۔۔۔آئی ایم سوپر اوڈ آف یور وبایا عثمانی ۔۔۔"

کچھ لمحوں کیلئے روبایا کے ارد گرد کا شور تھم گیا اور محض پہلو میں بیٹھے شخص کے جملے کی بازگشت باقی رہ گئی۔۔۔

"تم نے کرد کھایا۔۔۔"وہ اسے سراہ رہا تھا۔

وہ محض مسکرا ہی سکی۔۔۔الفاظ کہاں سے لاتی۔۔۔؟دماغ تو کہیں اور الجھ چکا تھا۔

"کیسے کیا۔۔۔؟"

اس نے کندھے اٹھا دیئے۔"پتا نہیں۔۔۔"

اسے کچھ یاد آیا تو وہ اک بار پھر ہنس دیا۔

"ایس پی صاحب اگر آپ مجھ پر یوں ہنسے گے تو میں بھی آپ پر ہنسنا شروع کر دوں گی۔۔۔"

مصعب نے نفی میں سر ہلایا۔"تم قطعی ایسے نہیں ہنس سکتی جیسے میں ہنس رہا ہوں۔۔۔"

روبایا نے نا سمجھی سے دیکھا،آج اس کو پڑھنے میں۔۔۔ سمجھنے میں اتنی مشکل کیوں آ رہی تھی۔

"میں ستائش زدہ ہوں۔۔۔مجھے تم پر فخر ہے،اتنا کہ میں چاہ کر بھی اپنے لبوں کو سمیٹ نہیں پا رہا۔۔۔"اس کی آواز میں کھنک تھی۔

روبایا نظریں چرا گئی۔

"تو تم نہیں باز آئی۔۔۔سچ میں ان بچوں کو گھر لے ہی آئی۔۔۔"وہ اب مسلسل مسکرا رہا تھا۔

وہ چھینپ گئی۔

"آئی آر ایم کیا ہے۔۔۔"اس نے گہری نظروں سے روبایا کو دیکھا۔

"گیس کریں۔۔۔"

"آج جتنے سرپرائزز ملے ہیں اس کے بعد تو میں نہیں کر سکتا۔۔۔"

"پولیس والے ہیں، اتنی جلدی دماغ بند نہیں ہو سکتا۔۔۔"اس نے جان بوجھ کر چوٹ کی مگر مصعب خاموش ہی رہا۔

"کیا آپ کو سچ میں نہیں اندازہ۔۔۔"روبایا کو حیرت اور مایوسی نے گھیر لیا۔

"ایمنیشئلز ہیں۔۔۔؟"

روبایا کے لب فوراً سے مسکراہٹ میں ڈھلے، اس نے جوش سے سر ہلایا۔

"ہاؤ کم۔۔۔؟"وہ یقیناً اندازہ لگا چکا تھا۔

"میجر فنڈنگ آپ کی طرف سے ہی تھی۔۔۔اور پھر آپ نے ہی اس ڈگر پر ڈالا تھا۔۔۔"

اس کی بات پر مصعب کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔"اوہ۔۔۔"اسے اگلے ہی لمحے یاد آیا جب ارسہ نے اس سے پیسے لئے تھے کہ اس کی دوست کوئی چیرٹی ورک کرنے جا رہی ہے۔

"تم لوگوں نے زبردستی مجھ سے پیسے لئے ہیں۔۔۔"

"آپ نے سنا نہیں۔۔۔آپ کے ساتھ سچا اور مخلص وہ ہوتا ہے جو آپ کی آخرت کی فکر کرے۔۔۔کیسے ممکن تھا میں اور ارسہ آپ کو پیچھے چھوڑ دیتے۔۔۔"اسے بھی باتوں کا گن آتا تھا، اتنے سال یونہی تو نہیں وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ سینگ لڑاتے آئے تھے۔

مصعب اسے دیکھتا چلا گیا۔۔۔ناراضگی اپنی جگہ رہی تھی اور شاید رہنے والی بھی تھی مگر ناراضگی اس کے نقصان کی خواہاں نہیں تھی۔

"تم سب کے ساتھ تو ایسی نہیں ہوناں۔۔۔صرف مخصوص لوگوں کے ساتھ ہی ہو ناں۔۔۔"اس کا لہجہ شریر ہوا، آنکھوں میں الوہی سی چمک ابھری۔

"کیسی۔۔۔؟"روبایا نے الجھن زدہ ہو کر اسے دیکھا۔

"اوئے پیٹو۔۔۔"بے بے نے کچھ قدموں کے فاصلے پر رک کے اسے آواز لگائی اور اس کا فسوں ٹوٹا وہیں بچوں نے اس کی جانب دیکھا اور پھر ان کے قہقہے ہوا میں بلند ہوتے چلے گئے۔وہ روبایا کو گھوری کرواتا ہوا وہاں سے اٹھتا بے بے کی جانب چل دیا۔روبایا نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے بچوں کو اپنے قہقہے مزید بلند کرنے کا کہا تھا اور اب ان کے قہقہے کسی ساز کا روپ دھار گئے تھے، جو مدھم پڑتے پڑتے جیسے ہی دھیمے ہونے لگتے مصعب کے پلٹ کر دیکھنے پر پھر سے بلند ہو جاتے اور اب یوں ان کے قہقہے ایک کھیل میں تبدیل ہو چکے تھے جس کا حصہ خود مصعب بھی بن چکا تھا۔

روبایا نے گھر پہنچتے ساتھ ہی ارسہ کو کال ملائی تھی۔

"مصروف ہو۔۔۔؟"

وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی کام میں مگن تھی اور حسین اس کے سامنے والی نشست پر بیٹھا کب سے اسے چھٹی لے لینے کیلئے منتیں کر رہا تھا مگر وہ مان کر نہیں دے رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ تم بتاؤ کیا چل رہا ہے۔۔۔"

حسین اپنی جگہ چھوڑتا ارسہ کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ "السلام علیکم سوتن صاحبہ کیسی ہیں آپ۔۔۔؟"

وہ کھلکھلا کر ہنس اٹھی، ارسہ نے اس کے پیٹ میں کہنی رسید کی۔

"وعلیکم السلام، بہنوئی بھائی! میں ٹھیک آپ سنائیں آپ کی کیسی گزر رہی ہے ایڈووکیٹ ارسہ کے ساتھ۔۔۔؟"

"آپ گزرنے ہی کہاں دے رہی ہیں۔۔۔" اس نے شکوہ کیا۔

وہ بے ساختہ ہی ہنس اٹھی۔

"مصعب نے مجھے صحیح تنبیہ کی تھی تم لوگوں کی دوستی کے متعلق۔۔۔"

"بس دیکھ لیں پولیس والوں کی بات کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ۔۔۔"

"اچھا رو بابا سنو اگر ہم ایک ہفتے کیلئے گھومنے چلے جائیں تو تم رہ لو گی اس کے بغیر۔۔۔؟"

"حسین۔۔۔" ارسہ نے اسے خفگی سے کہا۔

"اوکے۔۔۔" حسین نے ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ "تھینک یو سالی صاحبہ۔۔۔" وہ روبابا کو کہتا وہاں سے چلا گیا۔

"دیکھ لو بھائی اور حسین دونوں کتنی بڑی فلم ہیں۔۔۔" ارسہ نے ہاتھ ہلاتے ہوئے حسین کو خدا حافظ کہا تھا۔ "تم بتاؤ سب ٹھیک ہے اور کتنی جھڑپیں ہو چکی ہیں اب تک بھائی کے ساتھ۔۔۔"

"چھوڑو۔۔۔" اس نے بیزاریت سے کہا اور پھر یاد آنے پر بات دوبارا سے جاری کر گئی۔ "یار ارسہ مجھے لگتا ہے ایس پی صاحب کسی پر لائن مار رہے ہیں۔۔۔" وہ بڑی سہولت سے اپنا نام بیچ میں سے اچک گئی۔

"واٹ۔۔۔ نو۔۔۔ نیور۔۔۔" وہ روبابا کی بات پر اچھل ہی تو گئی تھی۔

"سچ میں۔۔۔" اس کی آواز مدھم پڑی۔

"اور کون ہے وہ۔۔۔؟"

"مجھے کیا پتا۔۔۔"

"پھر تمہیں یہ کیسے پتا چلا کہ بھائی لائن مار رہے ہیں۔۔۔" اس کے اندر کے وکیل نے جرح شروع کی تھی۔

روبایانے اپنا سر کھجایا۔"وہ۔۔۔ویڈیو کال پر تھے کسی کے ساتھ میں چہرہ نہیں دیکھ پائی مگر ڈائیلاگ سن لئے۔۔۔"

"اچھا۔۔۔اچھا کیا کہہ رہے تھے۔۔۔"ارسہ متجسس ہوئی۔

روبایانے کچھ لمحے کا توقف کیا پھر ہچکچاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔"ایک تو ہر عورت کو یہی کیوں لگتا ہے کہ اسے چاہنے والا مرد اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔۔۔"اسے اس کا جملہ لفظ بہ لفظ یاد تھا۔"اور پھر کہتے تم سب کے ساتھ تو ایسی نہیں ہوناں۔۔۔صرف مخصوص لوگوں کے ساتھ ہی ہوناں۔۔۔"اس نے من و عن جملے دہرا دئے۔

"افف بھائی کو تو لائن بھی مارنی نہیں آتی۔۔۔"ارسہ کو افسوس ہوا تھا۔

"بندے کی عمر ہو جائے پھر محبت کرنے کا ڈھنگ کہاں رہتا ہے۔۔۔"

"اب اتنی بھی عمر نہیں ہے اور تیس تو ویسے بھی گریسفل پیریڈ ہوتا ہے جس میں آپ زیادہ کمپوزڈ۔۔۔زیادہ میچور ہوتے ہو۔۔۔"اس نے فورا بھائی کا دفاع کیا۔"ویسے روبایا مجھے لگتا ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔یہ باتیں تو کہیں سے بھی ظاہر نہیں کرتیں کہ بھائی لائن مار رہے ہیں۔۔۔یہ کمپلیمنٹ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔یا مذاق۔۔۔"اس نے اپنے بھائی کی آنکھوں میں اپنی دوست کے نام کے دیے جلتے دیکھے تھے۔

"مگر ارسہ! وہ۔۔۔ان کا دیکھنے کا انداز بھی عجیب تھا۔۔۔"اس نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"جیسے کہ۔۔۔"

"جیسے۔۔۔بولتی نگاہیں۔۔۔یوں کہ ان کی نظریں اس پر ٹھہر گئی ہوں۔۔۔"

"ہاں پھر ہو سکتا ہے، کیونکہ انسان کی آنکھیں جھوٹ نہیں بولتیں۔۔۔"ارسہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا، لیکن اس کا دل قطعی طور پر اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں تھا۔"ویسے روبایا تمہیں غلط فہمی بھی تو ہو سکتی ہے نا۔۔۔اب بھائی جیسا بندہ کسی پر لائن مار سکتا ہے۔۔۔تم خود ہی تو کہتی ہو اکھڑ مزاج ہیں۔۔۔"

اس کی بات روبایا کے دل کو لگی تھی اور لگتی بھی کیوں نا۔۔۔ہم اکثر اپنی نظروں کے بجائے دوست کی نظروں سے دنیا دیکھتے ہیں۔۔۔

"ہاں یہ تو تم صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔"روبایا نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔"اچھا سنو کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔؟ کیوں نہیں جا رہی حسین بھائی کے ساتھ۔۔۔"

"تمہیں کس نے بتایا۔۔۔"وہ اپنی کرسی سے اچھلی۔

"جس نے بھی بتایا ہو۔۔۔اک دنیا ہے جو گلہ کرتی ہے ان کے شوہر گھمانے نہیں لے جاتے اور یہاں تمہارے نخرے ہی نہیں ختم ہو رہے۔۔۔"

"میں نے حسین سے کہا تھا یورپ کا ٹوئر لگاتے ہیں مگر حسین کو تو پاکستان گھومنا ہے۔۔۔تھکتا ہی نہیں ہے انہی جگہ کو بار بار دیکھ کر۔۔۔کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے یہ بھائی کا جڑواں بھائی ہو۔۔۔جس کو پاکستان کے آگے کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے۔۔۔"

"تم بھی تو نہیں تھکتی۔۔۔ پچھلے سال حسین بھائی نے تمہاری بات مانی تھی اس بار تم مانو۔۔۔اور پاکستان پیارا ہی ہے بس تم لوگ یورپ کے کمپلیکس سے نہیں نکلتے۔۔۔" وہ تین وطن کے دیوانے تھے، جنہیں اپنے ملک سے آگے کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا،ان کیلئے حسن پاکستان پر تمام ہوتا تھا۔

"اوکے لیٹس اگری ٹو ڈس اگری۔۔۔"

وہ دونوں ہی مسکرائیں، وہ دونوں مختلف تھیں۔۔۔دونوں کی اپنی پسند۔۔۔اپنی شخصیت تھی ۔۔۔لیکن انہوں نے اس فرق کو کھلے دل سے قبول کیا تھا شاید اسی لئے ان کی دوستی وقت کے ساتھ ساتھ مزید پختہ ہوئی تھی۔

"ہیلو سالے صاحب کیسے ہیں۔۔۔" حسین کی اس قدر چہکتی آواز پر مصعب کو اطمینان ہوا، وہ بھائی تھا بہن کے آنگن کی چہچہاہٹ ہر بار ایک نئے انداز سے اس کے دل کو سرور بخش جاتی تھی۔

"اوہ خدا خیر کرے، وکیل کا فون۔۔۔" مصعب نے شرارتا چوٹ کی، فائل پر سائن کرتے ہوئے اس نے سامنے کھڑے اہلکار کی جانب کھسکا دی۔

"دیکھیں ہم وکیل تو محض کیس پیش کرتے ہیں اب خیر ہے یاں نہیں یہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں۔۔۔" حسین نے خاصا وکلاء کے انداز میں جان بوجھ کر بات کو ڈھکے ڈھکے انداز میں کہتے ہوئے تجسس کو ہوا دینی چاہی۔

"حسین تم پر ارسہ کا اثر آ رہا ہے۔۔۔"

"پھر تو مجھے فخر ہونا چاہئیے میں اپنی بیوی کے رنگ میں ڈھل رہا ہوں۔۔۔" مجال ہے جو اس نے بات کو زرا دل پر لیا ہو۔

"بس۔۔۔ بس۔۔۔ آپ اپنی بیوی سے اپنی محبتیں گھر تک ہی رکھا کرو۔۔۔"

"یعنی آپ کو کنوانے رہنے کا دکھ ہو رہا ہے۔۔۔؟" وہ آج کسی صورت باز نہیں آ رہا تھا۔

"یووش۔۔۔" مصعب نے مذاق اڑایا۔

"ایسا ہے تو پھر لائینیں کیوں مار رہے ہیں۔۔۔"

"کیا ہو گیا ہے دماغ تو ٹھیک ہے۔۔۔؟" وہ بھڑک اٹھا۔

"یہ تو آپ اپنی بہن سے پوچھیں جو مجھ سے تفتیش کر رہی تھیں کہ مصعب بھائی کس لڑکی کو پسند کرتے ہیں۔۔۔"

"میری بہن تو سٹکی ہوئی ہے تم ہی کوئی عقل کر لو۔۔۔" مصعب نے تاسف سے کہا۔

"ارے میں تو صرف پانی سر پر گزرنے سے پہلے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔"اس کے بعد حسین نے اسے ساری بات کہہ سنائی تھی۔ مصعب تو حیران رہ گیا تھا مگر اس حیرانی میں محسوس کئے جانے کی خوشی بھی تھی جو وہ کہیں نا کہیں محسوس کر گئی تھی۔

شام میں مصعب لان میں بیٹھا ارسہ سے ویڈیو کال پر تھا جب دادو نے روبابیا کو چائے کا کپ تھمائے مصعب کو دینے بھیجا، اس کی غیرت کو گوارا تو نہ کیا مگر دادو کے پوتے کو کچھ کہنا مطلب دادو کی غیرت کو للکارنا تھا۔

مصعب کی اس کی جانب پیٹھ تھی اس لئے وہ اس کی آمد سے انجان ارسہ کے ساتھ محو گفتگو رہا۔

"ارسہ تمہیں عقل نہیں ہے۔۔۔ تم جانے حسین کو کیا کیا فضول باتیں بولتی رہتی ہو وہ کیا سوچے گا میرے بارے میں۔۔۔"مصعب نے اپنی سی کوشش کرتے اسے آئندہ کیلئے باز رکھنا چاہا۔

"بھائی رہنے ہی دیں۔۔۔ مجھ سے زیادہ آپ کے اس دوست کو آپ کے کارناموں کی بابت علم ہے۔۔۔"اس نے بھی فوراً آئینہ دکھا دیا۔

"اگر بے بے کو ایسی کوئی فضول بات پتا چلی تو دیکھنا تم۔۔۔"فی الوقت دھمکی کے غلاوہ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا۔

"اگر آپ بے بے سے اتنا ڈرتے ہیں تو سیدھا سیدھا بتا دیں کون سی لڑکی ہے ہم رشتہ لے کر چلے جاتے ہیں اور یقین مانیں بھائی بے بے بہت خوش ہوں گی۔۔۔"

"یاالٰہی۔۔۔"مصعب نے گہری سانس بھری۔"آخر یہ پھل جھڑی چھوڑی کس نے ہے تم بس اس کا نام بتاؤ پھر دیکھنا حوالات کی سیر نہ کروائی تو کہنا۔۔۔"وہ اس بات سے رج کے زچ ہو رہا تھا، جتنا بات کو پوشیدہ رکھنا چاہا تھا بات تھی کہ اتنی ہی پھیل چکی تھی۔

ان دونوں کی باتیں سن کر پیچھے کھڑی روبایا گھبرا گئی، دل کی رفتار بھی معمول سے ہٹی۔ارسہ کی بچی سے تو کوئی بات کرنا ہی فضول تھا۔

"جس نے بھی چھوڑی ہو آپ یہ بتائیں آپ کس پر لائن مار رہے تھے۔۔۔"ارسہ بھی اٹل تھی، روبایا کے سامنے تو انکار کر دیا تھا مگر وہ جانتی تھی اگر روبایا نے کہا ہے تو کوئی تو بات ہو گی۔"ایک تو ہر عورت کو یہی کیوں لگتا ہے کہ اس کے چاہنے والا مرد اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔۔۔تم سب کے ساتھ تو ایسی نہیں ہوناں۔۔۔صرف مخصوص لوگوں کے ساتھ ہی ہو ناں۔۔۔"ارسہ نے باقائدہ لہک لہک کر جملے ادا کئے، جملے سنتے ہی مصعب کے عقل کے گھوڑے دوڑا اٹھے تھے اور اسے اب سمجھ آیا تھا یہ شرانگیزی کس جانب سے ہوئی ہے۔

اور وہیں اس کے پیچھے کھڑی روبایا کا بس نہیں چل رہا تھا ارسہ اس کے سامنے ہوتی اور وہ ہاتھ میں پکڑا کپ اس پر انڈیل دیتی۔اس کے گال دہکنے لگے تھے، جانے کیا سوچ کر اس نے ارسہ کو باتیں بتا دی تھیں۔

"بتائیں۔۔۔بتائیں۔۔۔کس پر لائن مار رہے تھے۔۔۔"ارسہ بھی کب باز آنے والی تھی۔

"جس نے یہ سب کہا ہے اسی پر مار رہا تھا۔۔۔"مصعب نے دانت پیستے کہا، مجال ہے جو بندہ کسی سے تھوڑا بہت اظہار محبت بھی کر سکے۔

روبایا نے وہاں سے نکل جانے میں ہی عافیت جانی تھی۔وہ فوراسے دبے پاؤں پلٹی اور اس کے ہاتھ میں پکڑی پرچ پر رکھا کپ سرکا،اس نے فوراسے تھامنا چاہا مگر وہ ارتعاش پیدا کر گیا۔

مصعب سرعت سے کرسی پر بیٹھا گھوما اور اس کے لبوں پر جاندار قسم کی مسکراہٹ خیمہ ڈال گئی،وہ دوسری جانب کو منھ کئے کھڑی تھی۔

"روبایا۔۔۔روبایا۔۔۔اچھا ہوا تم آ گئی۔۔۔"دوسری جانب سے ارسہ اسے دیکھتی ہی چلا اٹھی۔مصعب بھی اپنی نشست سے اٹھ کھڑا ہوا۔روبایا نے آنکھیں بند کر کے کھولیں اور بدقت مسکرائی۔

"چلو بتاؤ بھائی کو۔۔۔"ارسہ کا جوش دیدنی تھا۔

مصعب نے اس کی جانب دیکھا،اس نے چہرے پر مسکینیت طاری کی۔"ک۔۔کیا بتاؤں۔۔۔"

"یہی کہ بھائی یہی کہہ رہے تھے ناں اور یہ اسے کن نظروں سے دیکھ رہے تھے یہ بھی۔۔۔"

مصعب کی آنکھوں کی چمک واپس لوٹ آئی تھی، وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا جو آج شاید پہلی بار کنفیوژ ہو رہی تھی۔

"مج۔۔۔مجھے کیا پتا۔۔۔"

"جھوٹی تم نے کہا تھا ان کی نظریں ٹھہر جاتی ہیں۔۔۔"ارسہ نے ایک اور راز فاش کیا اور روبایا نے دل میں ایک بار پھر اس وقت کو کوسا جب اس نے ساری باتیں ارسہ کو بتائی تھیں۔

روبایا نے بے ساختہ ہی مصعب کی جانب دیکھا، اس کی نگاہوں میں وہی پیغام تھا جس کا ذکر اس نے ارسہ سے کیا تھا۔ مصعب کے لب دھیمے سے پھیلے وہ فورا اسے نظریں چرا گئی۔

"دیکھا وہ کہہ رہی ہے اسے نہیں پتا۔۔۔اب تم بھی خوامخواہ دماغ نہیں کھاؤ۔۔۔"مصعب نے کہتے ساتھ ہی کھٹاک سے فون بند کر دیا اور بہت دلچسپ نگاہوں۔۔۔ نہیں بولتی نگاہوں سے روبایا کو دیکھنے لگا۔

روبایا تو شاید رات کے اندھیرے میں کبھی پرندوں کو ڈھونڈ رہی تھی تو کبھی زمین پر چونٹیوں کی تلاش میں تھی۔

مصعب نے دو قدم اس کی جانب لیتے کھنکھارا۔"یعنی آپ کو پتا چل گیا ہے۔۔۔؟"

"ک۔۔۔کیا۔۔۔"فطری جھجک آڑے آئی۔

"یہی کہ میری نگاہیں کچھ کہہ رہی تھیں اور۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا روبایا نے اداکاری کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہاتھ کپکپائے اور چائے کا کپ لہرا دیا۔۔۔ مصعب نے فوراً سے آگے آتے کپ کو تھامنا چاہا مگر چائے اس کے ہاتھوں سے پھسلتی اس کے پاؤں پر جا گری بلکہ کپ بھی سلامی دے گیا۔

"یا صبور۔۔۔۔" وہ اپنی جگہ سے اچھلا تھا۔

مصعب نے اپنے ہاتھ کو سامنے کیا جس پر اچھی خاصی ٹکور ہو چکی تھی۔ "اللہ کی بندی کون سے بدلے ہیں جو اتنے سالوں میں بھی پورے نہیں ہوئے۔۔۔"

روبایا نے تو اپنی بلا اپنے اوپر لینے کی سوچی تھی مگر ایک بار پھر جانے کیسے وہ بیچ میں آ گیا تھا اور اسے بچانے کے چکر میں خود جل بیٹھا۔

"آپ کو کس نے کہا تھا ہیرو بنیں۔۔۔" وہ دوبدو بولی، ایک تو سوچا تھا تھوڑی بہت چائے گرا کر اس ساری صورتحال سے نکل جائے گی مگر اب اس کے ہاتھ جلنے کے سبب دل بغاوت پر اترنے لگا تھا۔۔

"ہیرو۔۔۔؟ تم تو مجھے پولیس والا بھی نہ رہنے دو گی۔۔۔" مصعب کے لہجے میں افسوس تھا، وہ آہستہ آہستہ اپنا ہاتھ سہلانے لگا۔ وہ وہیں کھڑی تھی اسے اس محفل کو برخواست کرنا پسند نہ آیا، اس لئے تکلیف کو نظر انداز کرتا وہیں کھڑا رہا۔

"رکیں میں دادو کو بلا کر لاتی ہوں۔۔۔" وہ کہہ کر پلٹی ہی کہ مصعب نے فوراً سے اس کا ہاتھ تھام کر روک دیا۔

"رک جاؤ۔۔۔وہ خوامخواہ میں پریشان ہو جائیں گی، ویسے بھی اتنا زیادہ نہیں جلا۔۔۔"

"کرا ہے تو بڑی زور سے تھے۔۔۔"اس کے منھ سے بے ساختہ پھسلا۔ مصعب نے گہری سانس بھری۔

"تم کس بات کے سبب خفا ہو۔۔۔؟"

"میں تو نہیں ہوں۔۔۔اس پر دوا لگا لیں اس سے پہلے یہ لال انار ہو جائے۔۔۔"

"لال انار تو ابھی تھوڑی دیر پہلے کوئی اور ہی ہو رہا تھا۔۔۔"وہ اس کی جانب مسکراہٹ اچھالتا آگے بڑھا اور پھر رک کر اس کی جانب دیکھا۔"یہ مت سمجھنا چائے گرا کر آپ نے مجھے بات بھلا دی ہے۔۔۔"وہ کہہ کر آگے بڑھ گیا، روبایا اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئی۔ارسہ کی بچی نے اسے پھنسا دیا تھا۔

وہ اس وقت سلیپ کے اوپر چڑھی بیٹھی تھی اور دادو اس کے پاس پراٹھے بنا رہی تھیں ساتھ ساتھ اسے شادی کے فوائد گنوا رہی تھیں۔ جسے وہ مالٹے چھیلتے بھرپور انداز سے نظر انداز کرتی چلی جا رہی تھی۔

"میں کہہ رہی ہوں اب آئی ہوں تیری بات پکی کر کے ہی جاؤں۔۔۔"

"ہیں ہیں۔۔۔کس سے۔۔۔؟"

"نیاز کی جو بہو ہے نا اس کی بھابھی کی بہن کا بھتیجا ہے۔۔۔ یہیں ہوتا ہے ڈاکٹر ہے، تجھے مسئلہ بھی نہیں ہو گا۔۔۔"

"اوہ۔۔۔ دادو۔۔۔ دادو۔۔۔ کون نیاز۔۔۔؟ کس کا نیاز۔۔۔؟ کس کے بھتیجے کی بھابھی کی کون سی بہو کی بہن کی ماں۔۔۔؟"

"چھوڑ تو نے کیا کرنا ہے، تو بس شکل دیکھ اور یہ کہ ڈاکٹر ہے۔۔۔"

"جانوروں کا۔۔۔" پیچھے سے آتے مصعب نے لقمہ دیا۔

"آج کل جانوروں انسانوں کا کچھ نہیں ہوتا ڈاکٹر ڈاکٹر ہوتا ہے۔۔۔" دادو نے بھی کیا خوب منطق نکالی تھی۔

روبابا کی نظریں بے ساختہ ہی مصعب کی جانب اور پھر اس کے ہاتھ کی جانب اٹھیں جن سے وہ بے بے کا چہرہ تھامے ماتھے پر بوسہ لے رہا تھا۔ اس کا ہاتھ لال ہو رہا تھا۔۔۔ وہ پیچھے ہٹا۔۔۔ روبابا نے اس کے پاؤں کی جانب دیکھا، وہ پولیس یونی فارم کے ساتھ ہوائی چپل پہنے ہوئے تھا۔ جس سے اس کے سفید پاؤں پر لال دھبے واضح ہو رہے تھے۔

"یہ کیا ہوا ہے۔۔۔" بے بے نے فکر مندی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"چائے گر گئی تھی، پریشان نہیں ہوں اتنا زیادہ نہیں جلا۔۔۔"

"تو جانتا ہے ناں تیری چوٹ میرے دل پر پڑتی ہے۔۔۔" وہ یک دم ہی جذباتی ہو گئیں۔

"سوری بے بے۔۔۔آئندہ احتیاط کروں گا۔۔۔"اس نے اپنے ہاتھوں میں موجود بے بے کے ہاتھ پر بوسہ لیا۔

روبایا کن اکھیوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"چلیں اب میں چلتا ہوں۔۔۔"

"ناشتہ بنا ہے۔۔۔"

"آج پہلے ہی دیر ہو چکی ہے،انشاءاللہ رات کا کھانا ساتھ کھائیں گے۔۔۔"وہ ان سے ملتا باہر نکلا اور روبایا بھی سلیپ سے چھلانگ لگاتی نیچے اترتی اس کے پیچھے لپکی تھی۔

"ڈی ایس پی صاحب۔۔۔"مصعب کی چال بے آواز مگر تیز تھی اور روبایا کی دھیمی۔اسے پکڑنے کے چکر میں وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اس تک آئی۔مصعب نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تو وہ انگشت شہادت سے ایک منٹ کا اشارہ کرتی گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اپنی سانس ہموار کرنے لگی۔

"آپ کا ہاتھ کیسا ہے۔۔۔؟"

مصعب نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کر دیا جو ابھی تک ٹماٹر کا تاثر دے رہا تھا۔

"آئیم سوری۔۔۔میرا مطلب ہرگز آپ کو زخمی کرنے کا نہیں تھا۔۔۔"

"ہاں آپ خود کو زخمی کر کے بھاگنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔۔ایم آئی رائٹ مس روبایا۔۔۔"
مصعب کا لہجہ اس قدر پر یقین تھا کہ ناچاہتے ہوئے بھی روبایا اس کی بات کے جواب میں تائید میں سر ہلا گئی۔

"پھر میں بس اتنا ہی کہوں گا کہ بھول جاؤ تم ایس ایس پی مصعب کے ہوتے ہوئے خود کو نقصان پہنچا سکتی ہو۔۔۔" وہ اس کے سر پر اپنی چھڑی سے دستک دیتا چلا گیا اور وہ اس کی بات پر الجھی وہیں کھڑی رہ گئی۔

پولیس بھکاری مافیا کے گرد گھیرا تنگ کر رہی تھی، جس کا مقصد ان کے پیچھے مافیا کو پکڑنا تھا۔ تفتیش کے دوران حیرت انگیز انکشافات سامنے آئے تھے، بھکاریوں کے گینگز بنے ہوئے تھے، انہوں نے سگنلز بانٹ رکھے تھے۔ کوئی بھکاری کسی دوسرے کے سگنل پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اور بات بھیک مانگنے سے اب آگے بڑھ کر چوریوں تک جا پہنچی تھی۔

وہ پاؤں گھسیٹتا بہت مشکل سے میڈیکل سٹور پر پہنچا تھا۔

"ہیلو۔۔۔"

"ڈاکٹر روبایا احمد بات کر رہی ہیں۔۔۔؟"

"جی۔۔جی۔۔آپ کون۔۔۔؟"

"ہمارے ہسپتال میں ایک بچہ آیا ہے اس کی جیب سے آپ کا کارڈ ملا ہے۔۔۔"

"کون۔۔۔ کون بچہ ہے۔۔۔"

"ہم نام نہیں جانتے، وہ اس وقت ہوش میں نہیں ہے، آپ ہسپتال آ کر دیکھ سکتی ہیں۔۔۔"

"ٹھیک ہے آپ مجھے بتائیں کون سا ہسپتال ہے۔۔۔"

وہ ہسپتال کا نام پتا چلتے ہی بیگ اٹھاتے باہر نکلی اور ہسپتال کیلئے روانہ ہوئی ساتھ ہی اس نے مصعب کو بھی میسج کر کے بتا دیا تھا۔

ہسپتال پہنچتے اس نے ریسیپشن پر تفصیلات بتائیں اور نشاندہی کرنے پر وہ آئی سی یو وارڈ میں آئی ۔اس نے وہاں پہنچ کر اٹینڈنٹ کو بتایا، وہ اسے لئے مطلوبہ کمرے تک آیا۔ روبابا نے دروازے میں نسب شیشے میں سے اندر جھانکتے سامنے بیڈ پر پڑے وجود کو دیکھا اور اس پر نظر پڑتے ہی وہ ساکت رہ گئی۔ اس کا چہرہ جگہ جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور ہاتھ بازوؤں پر بھی اچھے خاصے زخم آئے ہوئے تھے۔ سامنے آکسیجن ماسک سے سانسیں لیتا کوئی اور نہیں احمد تھا۔

"احمد۔۔۔" اس نے بلا اختیار شیشے پر ہاتھ رکھا۔ "ک۔۔ کیا ہوا ہے اسے۔۔۔"

"ان پر بہت بری طرح سے تشدد کیا گیا ہے اور ہمارے پاس بہت بری حالت میں لائے گئے ہیں۔۔۔"

وہ ضبط کر کے رہ گئی۔ "کیسی۔۔۔ کیا۔۔۔ یہ ٹھیک ہو جائے گا ناں۔۔۔"

"آپ دعا کیجئے، بچے کو اس یقین کے ساتھ پیٹا گیا ہے کہ وہ مر چکا ہے۔۔۔"

روبایا کا حوصلہ ٹوٹنے لگا تھا۔ڈاکٹر نے اسے خاموش دیکھا تو وہاں سے چلا گیا۔وہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی،اس کا دماغ کچھ لمحوں کیلئے سن ہوا۔۔۔اس ظلم کی روداد پر سماعتیں ماتم کناں ہوئیں۔۔۔اس نے بلا اختیار ہی دیوار پر ہاتھ رکھ کر سہارا لیا۔۔۔وہ اسی ظلم سے تو اسے بچانا چاہتی تھی۔

لمحے سرکتے جا رہے تھے اور وہ دیوار سے ٹیک لگائے ویسے ہی کھڑی تھی۔اندر ایک پھول زمانے کی سفاکیت کے سبب مرجھانے کے در پہ تھا۔وہ یونہی الجھن زدہ۔۔۔ تفکر آمیز۔۔۔ اشتعال سنگ کھڑی تھی جب بھاری بوٹوں کی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔

سامنے سے ہی مصعب چلا آ رہا تھا،ماتھے پر فکر کا جال لئے۔روبایا پر نظر پڑتے وہ تیز تیز قدم لیتا اس تک پہنچا۔

"کیا ہوا ہے روبایا۔۔۔؟"

وہ سیدھی ہو گئی اور نفی میں گردن ہلائی۔وہ ضبط کے کڑے مرحلے سے گزر رہی تھی۔

"احمد۔۔۔احمد پر کسی نے تشدد کیا ہے۔۔۔"

مصعب نے بلا اختیار ہی دو قدم آگے کی جانب اٹھائے اور دروازے میں نصب شیشے سے اندر جھانکا۔بہت سی مشینیں اسے زندہ رکھنے کا ذریعہ بنی ہوئی تھیں۔

"تم ٹھیک نہیں ہو، آؤ وہاں بیٹھتے ہیں۔۔۔" مصعب نے اس کی جانب دیکھتے کہا، روبابا نے بے ساختہ سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانکا، وہاں اس کی فکر میں اک دیار اجڑتا دکھائی دے رہا تھا۔

وہ تو روئی بھی نہیں تھی پھر وہ کیسے جان گیا تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے کچھ فاصلے پر بنے بینچز کی جانب بڑھ آئی اور پھر بیٹھ گئی۔ مصعب بھی بیچ میں ایک نشست چھوڑتا اس کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔ ہاتھ میں پکڑی چھڑی اس نے اپنے اور اس کے بیچ رکھی اور پھر سر سے ٹوپی اتار کر اپنی ٹانگ پر رکھ گیا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔"

"جی۔۔۔"

"معزرت میں تمہاری کالز نہیں لے سکا، میٹنگ میں تھا تو اندازہ نہیں ہوا۔۔۔"

"کوئی بات نہیں۔۔۔"

مصعب نے سر کے اشارے سے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑے اپنے ماتحت کو بلایا، اس نے پاس آ کر سر جھکایا۔ مصعب نے اپنی بات کہنے کے بعد والٹ نکال کر کچھ کرنسی نوٹ اسے تھما دیئے۔ وہ اثبات میں سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔

وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا، وقت کی دھول۔۔۔ عمروں کی مسافت کچھ لوگوں پر کوئی اثر نہیں چھوڑتی اور وہ انہی میں سے ایک تھی۔۔۔ ریا سے پاک دل والی معصومیت سے بھرپور۔۔۔

زندگی کی بابت اس کی سنجیدگی اس کی شخصیت پر اثرانداز نہیں ہوئی تھی۔۔۔ضروری تو نہیں تھا زندگی کو فائدہ مند بنانے کیلئے لہجوں میں تلخی۔۔۔طبیعت میں سختی سموئی جائے۔۔۔یہ بات اسے پاس بیٹھی لڑکی نے سکھائی تھی۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔"وہ مصعب کی نظروں کا مفہوم پہچان گئی تھی۔

وہ نگاہیں چرا گیا۔۔۔وہ دل میں اتر چکی تھی اور اب روح تک رسائی چاہ رہی تھی۔

روبایا اس وقت پاؤں کرسی پر رکھے لان میں بیٹھی تھی۔کہیں سے ہلکی ہلکی سی رات کی سرگوشی کی آواز آرہی تھی۔چاند کی دھیمی روشنی میں ہلکے ہلکے پودوں کا رنگ واضح ہو رہا تھا۔اسے قدرت کے ان نظاروں میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔اس نے ہسپتال میں ضبط کیا تھا، لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے سے ابھی تک وہ منظر نہیں جا رہا تھا۔۔۔زخموں سے چور احمد کا چہرہ۔۔۔مشینوں میں جکڑا اس کا وجود۔۔۔اس کے آنسو تواتر سے بہنے لگے۔۔۔وہ نہ ظلم کرنے والوں میں سے تھی نہ اس کی سفاکیت کو ہنس کر پی جانے والوں میں سے۔۔۔یہاں تو بات پھر ایک بچے کی تھی۔۔۔ڈاکٹر نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

وہ احمد کو کھونا نہیں چاہتی تھی،ابو بکر اس کی راہ تک رہا تھا۔۔۔اور یہاں ہر جملہ ختم اور ہر جذبہ شروع ہو جاتا تھا۔۔۔

وہ اپنا سر اپنے گھٹنوں پر گرا گئی، اس نے کیوں اس کی بات مان لی اور مڑ کر اس کی جانب نہ دیکھا، کوئی تو طریقہ ہوتا جس سے وہ رابطے میں رہ سکتی تھی۔ کیا وہ بھی اس ناانصافی کا حصہ بن گئی تھی۔۔۔ یہ خیال۔۔۔ یہ خود احتسابی کسی صورت چین لینے نہیں دے رہی تھی۔ وہ حساس تھی اور حساس لوگوں کیلئے اس دنیا کا ہر گزرتا لمحہ کسی اذیت سے کم نہیں ہوتا۔۔۔ یہ دنیا حساس لوگوں کیلئے کبھی اطمینان کی جگہ نہیں بن سکتی بن بھی جائے تو مستقبل میں خود احتسابی ان کا حال کھا جاتی ہے۔۔۔ ان کو محض آگاہی نہیں ملتی ان پر آزمائش کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں جن میں ان کا وجود پہروں پہر جلتا ہے۔۔۔ اوروں کا درد انہیں لے ڈوبتا ہے۔۔۔

وہ گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے تھی، جب مصعب دھیمے قدم لیتا اس کے پاس آیا، روبابا نے اس کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے چہرہ دوسری جانب کئے اپنے آنسو پونچھے۔

"تمہیں مجھ سے اپنے آنسو چھپانے کی ضرورت کب سے پڑنے لگی۔۔۔" اس کے لہجے کی حلاوت ٹھٹھرتی سرد راتوں میں طبیعت کے بوجھل پن کو دور کر دینے والے تھی۔

اس کی ہچکی بلند ہوئی اور بھل بھل آنسو پھر سے اپنا رستہ بناتے چلے گئے۔ وہ اپنی کرسی کو دونوں جانب سے تھامتی سر جھکا گئی۔

"روبابا۔۔۔" مصعب بے بس ہوا تھا۔

"کوئی کسی کے ساتھ اتنا ظلم کیسے کر سکتا ہے۔۔۔ مصعب۔۔۔" وہ رکی۔ "وہ تو ابھی بچہ ہے۔۔۔ آخر اس نے کیا بگاڑا ہو گا کسی کا۔۔۔"

"انسان سے کچھ بھی توقع کی جاسکتی ہے۔۔۔اگر معتبر ہونے پر آئے تو اشرف المخلوقات اور اگر تخلیق کو دیکھا جائے تو کوئی قابل ذکر چیز نہیں۔۔۔ مظلوموں کی خلاصی کرنے آئے تو موسی علیہ السلام ظلم کرنے پر آئے تو فرعون۔۔۔ صبر کرنے پر آئے تو فلسطینی۔۔۔ بربریت کرنے پر آئے تو اسرائیلی۔۔۔"اس کی آواز میں افسوس تھا۔"انسان بہت عجیب ہے روبایا ۔۔۔بہت غیر یقینی مخلوق، جو کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔ جس کی کوئی حد نہیں۔۔۔؟"وہ سخت لہجے میں معاشرے کی تلخ حقیقت پر سے پردہ اٹھا رہا تھا۔

"آپ کو دکھ نہیں ہوتا۔۔۔؟"اس نے سامنے میز پر نظریں ٹکائے پوچھا۔"آپ تو پولیس میں ہیں، آپ تو بربریت کی ایسی داستانیں روز سنتے ہوں گے۔۔۔ کہیں آپ کا دل بھی تو سخت نہیں ہو گیا۔۔۔"آخری جملے میں وہ اپنے خوف کو چھپا نہیں پائی تھی۔دل ناتواں کو کوئی ایک غم تو لاحق نا تھا۔

"کیا دل کو سخت کرنا اتنا آسان ہوتا ہے۔۔۔؟"اس کے لہجے میں بھی کرب تھا۔

"ابھی تو آپ نے کہا انسان کرنے کو کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔"اس نے اسی کی بات دہرائی۔

"آپ کا دل سخت نہیں ہوا ناں۔۔۔؟"کیسا خدشہ تھا۔۔۔اپنے محبوب لوگوں کے بے حس ہو جانے کا۔۔۔

ایسی صورتحال میں بھی مصعب کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھری۔"نہیں۔۔۔اطمینان رکھو، میرا دل سخت نہیں ہوا۔۔۔"وہ ان خوش نصیبوں میں سے تھا جس کے پاس کوئی ایسا تھا جو اس کی آخرت کیلئے فکر مند تھا۔۔۔ جسے اس کے دل کے سیاہ ہو جانے کا خوف تھا۔۔۔

روبایا کی آنکھوں سے اک ساتھ کئی آنسو نکلے۔دل کے اک گوشے کو اطمینان حاصل ہوا۔

"روبایا۔۔۔"

وہ اس کی پکار پر بھی سامنے دیکھتی رہی۔

"میری طرف دیکھو۔۔۔"مصعب نے نرمی سے کہا۔

روبایا نے اس کی جانب دیکھا، چاند کی روشنی میں اس کی آنکھوں میں نمی چاندی سی چمکی۔ مصعب کا دل ڈوب کر ابھرا، وہ آگے بڑھ کر اس کو اپنے کندھے سے لگانا چاہتا تھا۔

"میں جانتا ہوں کسی بھی نارمل انسان کیلئے اس ظلم کو نظر انداز کر دینا ممکن نہیں ہوتا۔۔۔"وہ حیرت زدہ سی رہ گئی، وہ اوروں کی طرح اسے عجیب نہیں کہہ رہا تھا بر عکس اس کے وہ اسے ٹھیک کہہ رہا تھا۔۔۔اس کے احساسات کو انسانیت سے مشروط کر رہا تھا۔۔۔وہ اسے صحیح اور باقی پوری دنیا کو غلط کہہ رہا تھا۔۔۔

"مگر مجھے لگتا ہے باقی سب نارمل ہیں اور میں ان میں آڈ ہوں۔۔۔آخر مجھے ہی کیوں اس قدر تکلیف ہوتی ہے۔۔۔اگر میرے اختیار میں کچھ نہیں دینا تھا تو پھر اللہ نے مجھے ایسا کیوں بنایا۔۔۔مجھے اوروں کی طرح کیوں نہیں بنایا۔۔۔مجھے ہی اتنی تکلیف میں کیوں رکھا گیا، باقی

سب لوگ تو ایسے نہیں ہیں۔۔۔آخر میں ہی ایسی کیوں ہوں۔۔۔میرے ساتھ ہی کیوں۔۔۔"وہ ہچکی لیتی پھر سے رونا شروع ہو گئی۔

"تم سے کس نے کہا تم آڈ ہو۔۔۔تم نہیں دنیا آڈ ہے، جسے اوروں کا دکھ دکھائی نہیں دیتا۔۔۔ ہر کوئی کسی دوسرے کے غم پر نہیں کڑھتا، تم بہت منفرد ہو۔۔۔تمہیں اللہ نے دل کی نرمی سے نوازا ہے۔۔۔"وہ پیش قدمی کا حق نہیں رکھتا تھا، اس نے بے بسی سے پہلو بدلا۔

"رونا انسان کے دل کی نرمی کو ظاہر کرتا ہے اور جانتی ہو جنت میں سخت دل لوگ نہیں جائیں گے۔۔۔"اس کے الفاظ اس کے دل پر پھنوار سا کام کرنے لگے۔

"مگر اس غم میں خود کو اتنا ہلکان نہ کرو کہ تم ضائع ہو جاؤ۔۔۔ہم ظلم کو ختم نہیں کر سکتے مگر کم کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں اور صرف کردار۔۔۔باقی نصرت اللہ کی جانب سے ہے اور فتح بھی اس کی ہے۔۔۔"اس نے رک کر روبایا کو دیکھا۔"انسان کو نفس اس کے اختیار میں دیا گیا ہے مگر حالات و واقعات نہیں۔۔۔اب یاں تو ہم ان حالات پر محض کڑھ کر خود کو ہلکان کر لیں یاں پھر حواس برقرار رکھتے ہوئے الم بلند کریں جیسے امام حسن رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔۔۔مجھے بھی تکلیف کا احساس ہوتا ہے مگر یہ تکلیف ظلم کو نہیں روک سکتی، ہاں میری عقل، میرا شعور، میری جرت، میرا ایمان مدگار ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔"اس نے توقف کیا۔

"اور تم سے کس نے کہا مجھے دکھ نہیں ہوتا۔۔۔غصہ نہیں آتا۔۔۔سب محسوس ہوتا ہے مگر میں ان کو صرف تنہائی میں خود پر آشکار ہونے دیتا ہوں۔۔۔کیونکہ تمہاری طرح مجھے بھی کمزور نہیں دکھنا۔۔۔"اس نے اسے بہتر محسوس کروانے کیلئے شرارت سے آخر پر چوٹ کی۔

"اگر احمد کو۔۔۔اسے کچھ ہو گیا تو۔۔۔"واپس سے اس کی آنکھیں پر ہو گئیں۔

"اللہ سے اچھے کی توقع رکھو۔۔۔"

"ڈاکٹرز نے کوئی مثبت جواب نہیں دیا۔۔۔"اس نے مصعب کی جانب دیکھا۔

"تو کیا ہوا۔۔۔؟کیا معجزے نہیں ہوتے۔۔۔؟"وہ مایوسی لئے اس سے سوال کر رہی تھی اور وہ جواب میں امید کے دیئے تھما رہا تھا۔

"کیا معجزے ہوتے ہیں۔۔۔؟میں نے کہیں پڑھا تھا اب کے زمانے میں معجزے نہیں ہوتے۔۔۔"اس کا لہجہ مزید مرجھا گیا۔

"معجزے اللہ کی رحمت ہیں اور اللہ کی رحمت زمانے کی محتاج نہیں۔۔۔ہر وقت کسی نا کسی انسان کے ساتھ کہیں نا کہیں معجزہ ہو رہا ہوتا ہے۔۔۔معجزے آج بھی ہوتے ہیں مگر اب شناسائی کی وہ عینک نہیں رہی تشکر کا وہ احساس نہیں بچا۔۔۔"مصعب نے آہستگی سے کہتے ہوئے اس کے سامنے پانی کا گلاس کیا جسے وہ جانے کتنی ہی بار باتوں کے درمیان پیچھے سرکا چکی تھی۔

"معجزہ ہوتا کیا ہے۔۔۔؟ ناممکنات کا خوشگوار حقیقت میں ڈھل جانا۔۔۔ ہمیں لگتا ہے معجزہ صرف بی بی حاجرہ کے پانی کی تلاش میں پہاڑیوں پر بھاگنے پر۔۔۔ حضرت اسمائیل علیہ السلام کے ایڑھیاں رگڑنے پر اللہ صبحان تعالی کا وہاں سے پانی کا چشمہ نکال دینا ہے۔۔۔ جبکہ اگر دیکھا جائے معجزہ کیا ہوا۔۔۔؟ پانی کا چشمہ ناممکنات میں سے تھا۔۔۔ صحرا میں پانی کا مل جانا خوشگوار حیرت۔۔۔ اللہ نے اس مشکل کو۔۔۔ تکلیف کو آسان کر دیا۔۔۔ تکلیف کی آسانی معجزہ ہی تو ہے۔۔۔"

روبابا حیرانی سے ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھتی چلی گئی۔

"ایسا نہیں ہے کیا۔۔۔؟ ہمیں کتنی بار محسوس ہوتا ہے ہم موت کے منہ سے واپس آئے ہیں۔۔۔ سڑک پر چلتے کتنی بار ہم گاڑی کے ساتھ ٹکرانے سے بچتے ہیں۔۔۔ کتنی بار چلتے چلتے ہمارا پاؤں پھسلتے پھسلتے بچتا ہے۔۔۔ کہیں نا کہیں ڈاکٹر کسی کے پیاروں کو جواب دے چکے ہوتے ہیں۔۔۔؟ لیکن اللہ پاک اسے زندگی سے نواز دیتا ہے۔۔۔ یہ کیا ہے۔۔۔؟ معجزہ نہیں ہے کیا۔۔۔؟ معجزے ابھی بھی ہوتے ہیں۔۔۔ ہمیں دکھائی نہیں پڑتے۔۔۔ یاں شاید ہم دیکھنا نہیں چاہتے۔۔۔" اس نے وقفہ لیا۔ "وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا انشاءاللہ۔۔۔"

مصعب نے ایک بار پھر پانی کا گلاس بڑھایا اور اب کی بار اس نے گلاس اٹھا کر گھونٹ گھونٹ پیا۔

"بھوک لگی یاں نہیں۔۔۔؟"

وہ اثبات میں سر ہلا گئی، مصعب مسکرا دیا۔ غم میں کھانا چھوڑ دینا تو انسان کی عادت ہوتی ہے اور محبوب کے شریک غم ہو جانا حسن محبت۔۔۔ کبھی کبھی ایک جملہ۔۔۔ایک مسکراہٹ۔۔۔ ایک نظر۔۔۔بھاری بھاری الفاظ اور طویل طویل جملوں پر سبقت لے جاتی ہے۔۔۔

کہتے ہیں نا کہ اللہ کے ہر کام میں کوئی بہتری ہوتی ہے، ایک شام کسی موڑ پر احمد کا روبایا کو مل جانا اللہ کی جانب سے کئی لوگوں کی زندگیوں میں آسانی کر گیا تھا۔۔۔ کبھی کبھی ہم یونہی کسی سے ٹکرا جاتے ہیں اور زندگی کی منازل طے کرتے چلے جاتے ہیں پھر ایک مقام پر جا کر ہمیں احساس ہوتا ہے کہ وہ کسی کا یونہی ٹکرا جانا نہیں تھا وہ اللہ صبحان تعالی کی جانب سے متعین شدہ تھا۔۔۔ یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا، روبایا کیلئے محض احمد کا ٹکرا جانا فطری تھا مگر اللہ پاک کو روبایا سے انسانیت کا کام لینا مقصود تھا۔۔۔احمد کے اندر کی چنگاری کو ہوا دینا تھا۔۔۔اس سب میں مصعب کا شامل ہونا تھا اور پھر یوں کئی لوگوں کی مشکلات کو آسان کر دینا تھا۔۔۔

پہلے جو محض بھیک مانگ رہے تھے اب انہوں نے چوریاں بھی شروع کر دی تھیں جس کی مخبری احمد نے کی تھی اور جیسے ہی ان کے سرپرستوں کو اس بات کا ادراک ہوا انہوں نے اس کو یہ سوچ کر پیٹا تھا کہ وہ مر چکا ہے مگر جیسے مصعب نے کہا تھا معجزے آج بھی ہوتے تھے، سو اس کے ساتھ بھی ہوا تھا اور اللہ پاک نے اسے نئی زندگی سے نواز دیا تھا۔۔۔اس نے کہا تھا وہ اس اندھیرے میں روشنی کی امید نہیں کر سکتا تھا مگر روبایا کہ ایک جملے نے کبھی اس کا پیچھا

نہیں چھوڑا تھا۔۔۔وہ احمد تھا،اس کا کام اس کے نام کو ذیب نہیں دیتا تھا اور یہی جملہ اس کی طاقت بن گیا تھا۔

پولیس نے ان کے خلاف کریک ڈاؤن کیا اور اس کریک ڈاؤن کے سلسلے میں کی گئی تفتیش میں کئی اور باتیں کھلتی چلی گئیں۔۔۔بھکاری مافیا منظر عام پر آ گیا۔۔۔خالی پلاٹ میں جھونپڑیاں لگانے کی اجازت کے پس پشت غریبوں کا حق استحصال کرنے جیسے جرائم اور روبایا پر حملہ کرنے کے جرم کی ساری کڑیاں آپس میں ملتی چلی گئیں۔۔۔ان سب کو اک دوسرے کا مسیحا بنا کر بھیجا گیا تھا۔۔۔۔

بلآخر پولیس نے اپنا کیس مضبوط بنا کر عدالت میں پیش کر دیا تھا جس بنا پر مجرموں کو سنگین سزائیں سنائی جا چکی تھیں۔اس بار پولیس نے کیس میں کوئی شکوک و شبہات نہیں رہنے دیئے تھے،ثبوت و گواہان کے ساتھ کورٹ میں اٹھائے جانے والے ہر سوال کو مد نظر رکھتے ہوئے کیس پر کام کیا گیا تھا اور ثابت کیا تھا پولیس چاہے تو ملزمان کبھی کورٹ سے بھی کوئی رعایت حاصل نہیں کر سکتے۔۔۔

دوپہر میں دستر خوان لگا ہوا تھا اور اس وقت میز کے گرد لگی کرسیوں پر وہ سب براجمان تھے۔ مصعب بھی آج دوپہر کا کھانا کھانے گھر آیا ہوا تھا۔روبایا کے دماغ میں گزرے زمانے کی کوئی بھلی بھلی سی یاد لہرائی تھی اور وہ دھیما سا مسکرا دی۔کھانا کھاتے ہوئے مصعب کی نظر روبایا پر

پڑی تو اس کے ہاتھ تھم گئے۔۔۔یہ محبت کے ادراک کا پہلا لمحہ نہیں تھا مگر محبت کے لہام کا جو جو لمحہ بھی قسمت میں تحریر ہوتا ہے وہاں ہر شہ تھم جاتی ہے پھر بھلے یہ تحریر۔۔۔یہ احساس۔۔۔زندگی کے اوراق پر کتنی ہی بار کیوں نا دہرایا گیا ہو۔۔۔

روبایا کی سرسری سی نظر اٹھی تو وہ سامنے بیٹھے شخص کے دل کا حال اس پر عیاں کرنے گئی۔۔۔ اس نے فوراً سے جزبذ ہوتے نظریں واپس سے اپنے کھانے کی جانب موڑ لیں۔

"روبایا۔۔۔تمہارا دل تمہیں بیوقوف بنا رہا ہے۔۔۔بیوقوف بنا رہا ہے۔۔۔بیوقوف بنا رہا ہے۔۔۔بیوقوف بنا رہا ہے۔۔۔"اس نے بڑبڑاتے ہوئے پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگایا۔

"سکھی! کون بیوقوف بنا رہا ہے تجھے۔۔۔؟"دادو کے سوال پر اس نے ہڑبڑا کر ان کی جانب دیکھا، مصعب نے شہادت کی انگلی کو موڑے لبوں پر رکھتے اپنی مسکان کو چھپایا۔

"ک۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔"اس نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا، دادو کے چہرے پر اطمینان کے کوئی آثار نہ پا کر اس نے دوبارہ سے کہنا شروع کیا۔"دنیا۔۔۔دنیا کی بات کر رہی تھی دادو۔۔۔ کتنی چالاک ہوتی ہے۔۔۔کبھی کسی کے پیچھے اور کبھی کسی کے پیچھے۔۔۔"

مصعب نے آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھا، روبایا نے دھیرے سے سر کو سوالیہ انداز میں جنبش دی جیسے کہہ رہی ہو "کیا۔۔۔؟"

"ہاں یہ تو تو صحیح کہہ رہی ہے۔۔۔"دادو مطمئن ہو گئیں اور روبایا نے بھی شکر کا قلمہ پڑھا۔

مصعب کھانے کی میز سے اٹھ کھڑا ہوا، وہ لنچ آورز میں آیا ہی دادو کو لینے تھا۔

"بے بے تیار ہیں آپ۔۔۔؟"

روبابیا نے حیرانگی سے دادو کی جانب دیکھا۔"دادو۔۔۔کس چیز کیلئے۔۔۔؟"

"میرے ساتھ میرے فلیٹ پر جانے کیلئے۔۔۔"مصعب نے دانت نکالے۔"آج میں اپنے فلیٹ پر شفٹ ہو رہا ہوں تو بے بے بھی ساتھ چل رہی ہیں۔۔۔"

وہ فوراسے اپنی نشست چھوڑتی کھڑی ہو گئی اور ایک بار پھر سے مصعب کو مکمل طور پر نظر انداز کرتی دادو سے مخاطب ہوئی۔"دادو۔۔۔؟"اس نے بے یقینی سے دادو کو دیکھا۔"کیا آپ کا پوتا سچ کہہ رہا ہے۔۔۔؟"

"یہ آپ کو دادو کے پوتے پر یقین کیوں نہیں آتا۔۔۔"

"دیکھ سکھی!"

"یہ غلط ہے دادو۔۔۔"وہ روہانسی ہوئی۔"یہ ناانصافی ہے۔۔۔"

"آہاں ناانصافی۔۔۔جو اتنے دن بے بے تمہارے گھر رکی ہیں۔۔۔"وہ ایک بار پھر سے ایک دوسرے کے مد مقابل آ گئے تھے۔

"میں اپنی دادو سے مخاطب ہوں۔۔۔"

"تو دادو کے پوتے سے بھی مخاطب ہو کر دیکھیئے کبھی بیزار نہیں ہوں گی۔۔۔"

"پیٹو۔۔۔" دادو نے اسے ڈپٹا۔ "دیکھ اب اتنے دن تیرے ہاں رہ لی ہوں کچھ دیر اس کے گھر بھی تو رہنے دے۔۔۔ آخر اس کے طور طریقے چال چلن دیکھوں، چھڑا چھانٹ یہاں رہتا ہے کیا کرتا پھرتا ہے اس پر بھی تو نظر رکھنا ضروری ہے۔۔۔" دادو نے اپنے طریقے سے معاملہ رفع دفع کروانے کی کوشش کی۔

"میرا دل نہ بھلائیں دادو۔۔۔ میں بتا رہی ہوں وہاں بھلے آپ اپنے پوتے کے گھر رہیں مگر یہاں آپ کو میرے گھر ہی رہنا پڑے گا۔۔۔ بس۔۔۔" اس نے مان سے کہا۔ "ہاں جب میں گھر نہ ہوں تب بھلے یہ آپ کو لے جائیں مگر پانچ بجے سے پہلے آپ کو گھر آنا ہو گا۔۔۔"

"یہ مہربانی بھی کیوں۔۔۔" مصعب نے بھنا کر کہا۔ وہ کندھے اچکا گئی۔

"یہ کیا بات ہوئی بے بے، اب کیا آپ یہاں آ کر کبھی بھی میرے گھر نہیں رہا کریں گی۔۔۔؟" وہ بھی شکوے پر اتر آیا۔

"اچھا نا پیٹو۔۔۔ تیرے تو ویسے بھی آنے جانے کے اوقات کا کوئی پتا نہیں ہوتا۔۔۔" انہوں نے پوتے کے خفا سے چہرے پر پیار بھری نگاہیں ڈالیں۔ "چل ابھی تیرے ساتھ تیرا فلیٹ دیکھنے چلتی ہوں۔۔۔" انہوں نے روبایا کی جانب دیکھا جس نے تائید میں سر ہلایا۔ دادو اس کے سر کا بوسہ لیتی باہر کی جانب چل دیں۔

"ویسے ایک طریقہ ہے دادو ہم دونوں کے ساتھ رہ سکتی ہیں۔۔۔" اس کا لہجہ یک دم تبدیل ہوا تھا۔

روبایا نے تعجب سے دیکھا۔

"اگر دونوں شہروں میں ہمارے گھر مشترک ہو جائیں۔۔۔"اس کے چہرے پر بڑی جاندار قسم کی مسکراہٹ تھی۔روبایا ابھی بھی ناسمجھی سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیوں ناں تمہارے اور میرے مکان کو ہمارا گھر بنالیا جائے۔۔۔"اس کی آنکھیں اندھیرے میں دیئے کی مانند چمکنے لگیں۔

روبایا نے اس کی بات پر فوراً سے اپنے آس پاس دیکھا،وہاں کوئی نہیں تھا۔اس کی نگاہیں بتا گئی تھیں کہ دل تک پیغام پہنچ چکا ہے۔مصعب تھوڑا سا اس کی جانب جھکا۔"ویسے وہ ضدی لڑکی روبایا عثمانی ہے۔۔۔اور روبایا عثمانی ہی رہے گی۔۔۔گنوایا بھی اسے ہی تھا اور اب پاؤں گا بھی اسے ہی۔۔۔"اس نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ گاگلز اپنی آنکھوں پر پہنے تھے اور پھر اک آخری نگاہ اس پر ڈالتے ہوئے باہر چلا گیا۔

روبایا پیچھے دم بخود سی کھڑی رہ گئی۔

آج کافی عرصے بعد اس کا گھر سے نکلنا ہوا تھا،اتنے وقت کے کام جو اس کی راہ تک رہے تھے انہیں کرتے کرتے اس وقت کافی اندھیرا چھا چکا تھا۔وہ اپنا بیگ بازو میں ڈالتی ہاتھ میں گاڑی کی چابیاں اٹھاتی ابھی اٹھی ہی تھی جب اس کے موبائل پر بیل ہوئی۔روبایا کان سے فون لگاتی آفس سے نکل آئی۔

"السلام علیکم۔۔۔" وہ اپنے لہجے کو جتنا سیدھا کر سکتی تھی اتنا کیا۔

"روبایا! تم میرے فلیٹ پر آسکتی ہو۔۔۔" دوسری جانب سے بنا سلام کا جواب دیئے سوال کیا گیا تھا۔ لہجہ عجلت والا تھا۔

"سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔؟" اس نے جلدی سے ڈرائیونگ نشست پر بیٹھتے ساتھ والی سیٹ پر اپنا ہینڈ بیگ پھینکا اور گاڑی سٹارٹ کرتے ریس پر زور بڑھا دیا۔

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے تم یہاں آجاؤ پلیز۔۔۔" روبایا کو وہ آواز سے کچھ پریشان لگا تھا۔ اگلے ہی پل مصعب کو اس کی ریش ڈرائیونگ یاد آئی اور وہ فوراً سے پھر سے بول اٹھا۔ "گاڑی تیز چلانے کی ضرورت نہیں۔۔۔"

"ہوا کیا ہے، کچھ تو بتاؤ۔۔۔؟"

"تم آجاؤ پلیز۔۔۔"

"لیکن مص۔۔۔" اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری جانب سے دھماکا سنائی دیا تھا۔ روبایا کی آنکھیں پھیلیں، پتلیوں میں خوف ہی خوف کے سایے پھیلتے چلے گئے۔

"مصعب۔۔۔" وہ بلا اختیار ہی چیخ اٹھی، مگر سامنے سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا، لائن کٹ چکی تھی۔

وہ گاڑی کو جہاز کی سی رفتار بنائے اس کے فلیٹ پر پہنچی تھی۔ لفٹ بند ہونے والی تھی جب اس نے جلدی سے اپنا بیگ دروازے میں کرتے لفٹ کو بند ہونے سے روکا اور اس میں سوار ہوئی۔ لفٹ میں سوار لوگ عجیب نظروں سے اسے گھور رہے تھے مگر اسے پرواہ کب تھی، وہ بس جلد سے جلد دسویں فلور پر پہنچنا چاہتی تھی۔ لفٹ بھی گویا اس کا امتحان لینے پر تھی ہر فلور پر رکتی اس کا صبر آزماتی رہی، جیسے ہی دسویں فلور پر لفٹ کھلی وہ بھاگتی ہوئی نکلی اور ہانپتے ہوئے اس کے فلیٹ کی بیل بجانے لگی، ایک ساتھ کئی بیلز دیتی چلی گئی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ دروازہ توڑ دے۔

"ایس پی صاحب۔۔۔" بیل کے بٹن پر ہاتھ رکھے وہ چلانا شروع ہو گئی تھی۔ "مصعب۔۔۔ ڈی ایس پی۔۔۔ افف دروازہ کیوں نہیں کھل رہا۔۔۔" وہ پیچھے ہوتے ہوئے اپنا بیگ دروازے پر مارنا شروع ہو گئی۔ "ایس ایچ او۔۔۔" پریشانی میں کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی محض چیخنے چلانے کے۔

وہ بیل پر واپس سے ہاتھ رکھنے جا رہی تھی جب "ٹک" کی آواز آئی اور دروازہ کھلا، اس کا ہاتھ تھما۔ مصعب نے دروازہ کھولا اور پہلے اس کی نظر روبابا پر پڑی اور پھر اس کے پیچھے پریشان حال کھڑے پڑوسی پر جو اپنے دروازے میں سے جھانک رہا تھا۔

مصعب نے ہلکا سا ہاتھ اٹھایا۔"سب ٹھیک ہے۔۔۔"اس نے پڑوسی سے کہا،روبایا اسے دھکا دے کر اندر آئی تھی۔اس کے ہاتھ پاؤں ابھی بھی پھولے ہوئے تھے اور سامنے گھپ اندھیرا پا کر حالت مزید خراب ہونے لگی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا،اندھیرے میں محض مصعب کا وجود دکھائی دے رہا تھا۔

"مصعب۔۔۔"وہ جلدی سے واپس اس کی جانب بڑھی۔"تم۔۔۔تم ٹھیک تو ہو۔۔۔؟کیا ہوا ہے۔۔۔"

وہ خاموشی سے آگے بڑھا،روبایا بھی پریشان سی اس کے پیچھے بڑھی۔

"مصعب۔۔۔کیا ہوا ہے۔۔۔؟پلیز مجھے بتاؤ۔۔۔تم خاموش کیوں ہو۔۔۔"وہ اس کی باتوں کے جواب میں کچھ نہ بولا تو روبایا نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ کر اسے روکتے ہوئے پلٹنے پر مجبور کیا۔

"مصعب۔۔۔"

اس سے پہلے وہ جملہ مکمل کرتی ایک ساتھ سبھی بتیاں جل اٹھی تھیں اور تینوں جانب سے اس پر پارٹی بومر پھوڑے گئے،ایک بار پھر سے یک دم "ٹھاہ" کی آواز پر وہ اچھل کر رہ گئی۔دادو کے ساتھ ارسہ اور حسین بھی اس کے گرد کھڑے مسکرا رہے تھے مگر جو اسے نظر آیا تھا وہ سامنے کھڑا مصعب اپنے چہرے پر دو مربع میل کی مسکراہٹ لئے تھا۔۔۔روبایا کی آنکھیں پل بھر میں غصے سے لالا انگارہ ہوتی جلنے لگیں۔

"آپ کی ایسی کی تیسی۔۔۔"اس نے بے ساختہ ہی دانت پیس کر کہا۔

وہ بھاگ کر دادو کے پیچھے ہوا۔

"دادو آج بیچ میں سے ہٹ جائیں، آج ان کی درگت بنا کر چھوڑوں گی۔۔۔"وہ جارحانہ انداز میں آگے بڑھی تھی، اپنا مذاق اڑائے جانے کا الگ غم تھا کہ کٹورے بھیگنے لگے تھے۔ مصعب دادو کو چھوڑتا اک ہی جست میں صوفہ پھیلانگتا اس کی پہنچ سے دور ہوا تھا۔اس کے پیچھے بھاگتے اس کا پاؤں رگ میں الجھا اور وہ وہیں گھٹنوں کے بل زمین پر گرتی پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔ پاؤں تو محض ہلکا سا الجھا تھا مگر وہ شاعر کیا کہتا ہے؛

کبھی خود پہ کبھی حالات پہ رونا آیا

بات نکلی تو ہر اک بات پہ رونا آیا

ہم تو سمجھے تھے کہ ہم بھول گئے ہیں ان کو

کیا ہوا آج یہ کس بات پہ رونا آیا

کس لئے جیتے ہیں ہم کس کیلئے جیتے ہیں ہم

بارہا ایسے سوالات پہ رونا آیا

کون روتا ہے کسی اور کی خاطر اے دوست

سب کو اپنی ہی کسی بات پہ رونا آیا

پہلے محض انکار تھا مگر اب اس کی محبت کا استعمال کر کے اسے بیوقوف بنایا گیا تھا، وہ کم سے کم اس سے اس بات کی توقع نہیں کرتی تھی، اسے خود پر بھی غصہ آنے لگا تھا جو اس کے آنسوؤں کی روانی میں مزید شدت لے آیا۔

"ہائے میرے اللہ۔۔۔" دادو سر پکڑتی اس کی جانب بھاگی تھیں اور باقی سب کے ساتھ ہی مصعب بھی۔

"سکھی کیا ہوا ہے۔۔۔" دادو نے جھکتے ہوئے اس سے کہا۔

"روبایا مذاق تھا۔۔۔" مصعب نے پاس ہوتے اسے کہا تھا اور روبایا کا واپس سے فشار خون بلند ہو گیا، روبایا نے اک نظر گھور کر اسے دیکھا اور پھر غصے سے اس کو پیچھے دھکا دے دیا، وہ جو گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا پیچھے کو جا گرا۔ حسین اور ارسہ دونوں سر جھکا گئے اگر جو مصعب ان کی دانتوں کی نمائش دیکھ لیتا۔

روبایا بے بے کے ساتھ لگ گئی "دادو۔۔۔" اس نے ہچکی لی۔ "میرے۔۔۔ میرے ساتھ اتنا برا کیا ہے مصعب نے۔۔۔" بات کے ساتھ ساتھ آنسو بھی بہہ رہے تھے۔ اس نے اپنے ہاتھ ان کے سامنے کئے جن میں ابھی بھی کپکپاہٹ تھی۔ "یہ دیکھیں میرے ہاتھ۔۔۔" اس نے یوں کہا جیسے کوئی بیماری لگ گئی ہو اور پھر دادو کا ہاتھ اپنے دل پر رکھ دیا۔ "آپ کیا جانیں میں یہاں کیسے پہنچی ہوں۔۔۔ آئندہ آپ کا پوتا کال کرے یاں آپ کی پوتی میری بلا سے۔۔۔ اتنا

چھوٹا سا دل ہے میرا۔۔۔ سنیں۔۔۔"دل کی رفتار تو حقیقتا تیز تھی،دادو نے خفگی سے مصعب اور ارسہ کو دیکھا جن کا یہ پلین تھا۔

"آپ ان کو یہاں سے بھیج دیں دادو۔۔۔مجھے ان کو دیکھنا بھی نہیں ہے۔۔۔"

"جناب آفت یہ آپ کی دادو کا نہیں میرا گھر ہے۔۔۔"مصعب نے غلط وقت پر غلط جملے میں غلط شرارت کر دی تھی۔اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا روبابا غصے سے اٹھی تھی اور اپنا بیگ پکڑتی آنسو بہاتی تن فن کرتی اپنا بیگ پکڑ کر باہر نکل گئی۔

مصعب بھی اس کے پیچھے ہی لپکا تھا۔

"اوہ آفت۔۔۔"

اسے اپنے پیچھے آتا دیکھ کر روبابا بھاگتی لفٹ میں داخل ہوئی اور عین بٹن دبا کر اس کے منہ پر لفٹ کا دروازہ بند کر گئی۔مصعب فورا سے پیچھے ہٹا تھا۔"مصعب بخاری۔۔۔خدا تمہاری خیر کرے۔۔۔"وہ کہتا ہوا سیڑھیوں کی جانب بھاگا تھا۔

وہ دس فلور ہانپتے کانپتے سیڑھیوں سے نیچے آیا تھا۔۔۔کس لئے محض ان لمحوں کو تھام لینے کیلئے۔سامنے ہی ارسہ نے لفٹ سے نکلتے جیسے ہی اسے دیکھا واپس سے اپنی رفتار تیز کرتی باہر نکل گئی۔مصعب بھی پیچھے بھاگا تھا۔

"ارسہ۔۔۔یار۔۔۔"وہ اس کے پاس پہنچ چکا تھا مگر وہ تو گویا کانوں میں روئی ٹھونسے چل رہی تھی۔"صفائی دینے کا موقع تو دو۔۔۔"

وہ خاموش سینے پر بازو باندھے چلتی رہی جب ساتھ چلتے مصعب نے اسے بازو سے پکڑتے گھمایا تھا۔اس نے خفگی لئے بھیگی پلکیں اٹھاتے اسے دیکھا۔

"آئیم سوری روبایا۔۔۔"

"کس لئے۔۔۔؟"

"جو بھی آج ہوا۔۔۔"

"آج کیا ہوا اس سید مصعب بخاری۔۔۔؟"

"میں نے جیسے تمہیں بلایا۔۔۔"

روبایا تلخی سے مسکرادی۔"جس طرح بلایا یاں پھر جیسے میرا مذاق اڑایا۔۔۔؟میں آپ کی وجہ سے کس قدر پریشان ہو کر یہاں پہنچی ہوں آپ کو اندازہ بھی ہے اس بات کا۔۔۔نہیں آپ نے تو مذاق اڑانا تھا نا سو اڑالیا۔۔۔"

"واللہ روبایا۔۔۔ایسا کوئی خیال میرے دماغ میں نہیں آیا۔۔۔"

"مجھے اب اعتبار نہیں۔۔۔؟"

"مگر کیوں۔۔۔"

"جذبات جھٹلائے جانے کے بعد احساسات کا مذاق اڑائے جانے کہ بعد بھی آپ کو لگتا ہے مجھے اعتبار ہونا چاہئیے۔۔۔"

"یاجناب آفت۔۔۔"مصعب نے اپنے منہ پر ہاتھ پھیرااوراس کے بازو کی تنی پکڑ کراسے کھینچتاہوااپنے ساتھ لئے چل دیا۔

"ایس پی کے بچے۔۔۔۔"وہ غرائی۔

"ایس ایس پی۔۔۔"مصعب نے چلتے چلتے پیچھے کومڑ کر تصحیح کی۔

"میرابیگ چھوڑو،مجھے جاناہے۔۔۔"

"ایسے کیسے جاناہے،جو ہم نے اتنی تیاری کی،اپنی حق حلال کی کمائی سے چیزیں خریدیں ان کا حساب کون دے گا۔۔۔"وہ ویسے ہی اس کا بیگ پکڑے لفٹ میں داخل ہوا تھا،لوگ عجیب نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"میری بہن کی بہن ہے۔۔۔"مصعب نے صفائی میں کہا،سامنے والے صاحب الجھے پھر ہنس دیئے۔

"آج کل کے بچے بھی ناں زراسی لڑائی کیاہو جائے ایک دوسرے کو بہن بھائی ماننے سے انکاری ہو جاتے ہیں۔۔۔"

"یاصبور۔۔۔"مصعب نے زیر لب کہااور لفٹ کادروازہ کھولے نکلا،روبایا بھی ناچاراس کے کھینچتی آئی۔

"سید مصعب بخاری، اگر تمہیں لگتا ہے نا کہ تم یہ دوستی، پرانے پڑوسی ہونے کا رعب جما لو گے تو میں بتا دوں یہ تمہاری بھول ہے۔۔۔" وہ اس کے پیچھے پیچھے چلتی بول رہی تھی۔ "میں کبھی تمہیں معاف نہیں کروں گی۔۔۔"

"میں اپنا جواب بعد کیلئے محفوظ کرتا ہوں۔۔۔"

"بعد میں تمہارے ہاتھ آؤں گی تو جواب دو گے۔۔۔"

وہ جیسے ہی فلیٹ میں داخل ہوئی ارسہ فوراً اس کی جانب لپکی اور اسے بازوؤں کے گھیرے میں لیا، روبایا غصے سے اسے پیچھے ہٹانے لگی مگر اس نے گھیرا تنگ کر دیا۔

"اپنے بھائی سے بھی ناراض ہیں سالی صاحبہ۔۔۔؟" حسین نے پاس آ کر پوچھا۔ روبایا نفی کر گئی۔ حسین مصعب کو دانت دکھاتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"اور مجھ سے۔۔۔؟" روبایا نے اس کی جانب دیکھا۔

"ایس ایچ او سے پوچھو ناجن کو بتا کر آئی ہو۔۔۔" اس نے ناراضگی سے کہا۔ "اور ہاں بھئی اب روبایا کو کیوں کچھ بتاؤ گی۔۔۔"

"ارے میرے بھائی کی جناب آفت بتا دیتی تو سرپرائز کیسے دیتی۔۔۔؟"

"یہ تم دونوں بھائی بہن نے کیا لگا رکھا ہے 'میری بہن کی بہن'" حسین کے سوال پر روبایا نے ماتھے پر بل ڈالے مصعب کو گھورا۔ "میرے بھائی کی جناب آفت 'میں بتادوں انتہائی فضول ڈائیلاگ ہیں۔۔۔"

"حسین آپ نے مغرب پڑھ لی۔۔۔" ارسہ نے خالصتا بیویوں والے انداز میں آنکھیں دکھائیں تو سب ہنس دیئے، دادو بھی نماز پڑھ کر آچکی تھیں۔ ناراضگیوں کا دورانیہ طویل ہونے لگے تو رشتے اپنی اصل جگہ سے ہٹنے لگتے ہیں اور پھر ان خالی جگہوں پر بدگمانیاں خیمے ڈالنے لگتی ہیں اور اس بات کا اندازہ ان سب کو ہی تھا۔

ان سب نے کیک کاٹنے کے بعد مل کر ایک ساتھ کھانا کھایا تھا۔ وہ سب اک ساتھ بہت خوش تھے، بے بے تھک کر سونے جاچکی تھیں۔ وہ آج اس قدر خوش تھیں روبایا نے بھی ان کے یہاں رکنے پر ضد کرنا مناسب نہیں سمجھا پھر اسے ابھی اور رکنا تھا، ارسہ اسے ابھی اتنی جلدی جانے دینے کیلئے راضی نہیں تھی۔

حسین اور مصعب کہاں مصروف تھے انہیں معلوم نہیں تھا اور نہ ہی ان دونوں نے معلوم کرنے میں کوئی خاص دلچسپی دکھائی تھی۔ آج بھی ان کی دوستی ویسی ہی تھی جیسے عرصہ دراز پہلے تھی، جہاں ساتھ بیٹھتے نہ گزرتے وقت کا اندازہ ہوتا نہ کچھ چھوٹ جانے کا خوف۔۔۔ وہ دونوں بالکونی پر رکھے جھولے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ روبایا پاؤں جھولے پر رکھے ارسہ کے

کندھے سے سر ٹکائے ہوئے تھی جبکہ ارسہ آہستہ آہستہ اپنے پاؤں کے ساتھ جھولا جھلا رہی تھی۔

"تم خوش تو ہو ناں حسین کے ساتھ۔۔۔؟" روبایا نے ہر ملاقات کی طرح اب بھی وہی سوال دہرایا۔

"تمہیں میرے چہرے سے دیکھ کر کیا لگتا ہے۔۔۔؟" اس کے چہرے پر چاند کی کرنیں نحال ہو رہی تھیں۔

"خوش لگتی ہو۔۔۔ماشاءاللہ لگتا ہے چاند ستارے تمہاری جھولی میں ڈال دیئے گئے ہوں۔۔۔"

"ایسا ہی ہے۔۔۔اچھا ہمسفر مل جائے تو یونہی محسوس ہوتا ہے جیسے چاند تارے آنگن میں اتر آئے ہوں۔۔۔" اس کی آنکھیں اس کا چہرا اس کے الفاظ کا بہت خوبصورتی سے ساتھ نبھا رہے تھے۔روبایا خاموشی سے واپس سے چاند کو تکنے لگی۔

"کیوں نا چائے پی جائے اور پرانی یادیں تازہ کی جائیں۔۔۔چاندنی۔۔۔رات کا یہ پہر۔۔۔کھلی فضا۔۔۔دو پرانے دوست اور ان کی نہ ختم ہونے والی باتیں۔۔۔"

"چھوڑو، کیسی یادیں کیسی چائے۔۔۔؟ایس پی صاحب کے گھر کوئی الائچی ولائچی نہیں ہو گی۔۔۔"

"ارے ایسے کیسے نہ ہو گی، بھائی کو بھی اب الائچی والی چائے بھانے لگی ہے۔۔"ارسہ شرارت سے کہتی ہوئی ٹیرس سے چلی گئی۔

روبایا اب دھیرے دھیرے سے جھولے کو جھلانے لگی تھی۔دل کو اطمینان تھا ارسہ خوش تھی مگر ساتھ ہی دل کی رفتار اتھل پتھل ہوئی تھی وہ جو کہہ گئی تھی۔

اسے کیسے معلوم پڑ گیا تھا، مصعب کے رویے میں تو کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی پھر۔۔۔؟

مصعب کب سے بالکونی سے ٹیک لگائے اسے دیکھ رہا تھا۔اک پل کو دل نے کہا تھا وہ یونہی کھڑا چاندنی کا اس کے چہرے پر اترنا دیکھتا رہے اور رات بیت جائے مگر اظہار کیلئے دل گنجائش پیدا کر گیا تھا۔وہ دھیرے سے مدھم سے قدم لیتا اس تک آیا اور عین اس کے سامنے کچھ ہی فاصلے پر لگی ریلنگ کے ساتھ پشت ٹیکتا اس کی جانب منھ کئے کھڑا ہو گیا۔اس کے چہرے پر مسکان تھی یوں جیسے طویل مسافت کے بعد سائبان مل گیا ہو۔۔۔اس کی نظروں میں والہانہ پن تھا، روبایا زیادہ دیر اس کی جانب دیکھ نہ پائی تو نظریں پھیر گئی۔ابھی بہت سے شکوے تھے۔

"یہ دل آپ کی معافی کا طلبگار ہے۔۔۔"

"پولیس والی حرکتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔"

"ہر کوئی ایک جیسا نہیں ہوتا۔۔۔"

"بالکل کچھ ایکسپلوائٹ کرتے ہیں اور کچھ مذاق اڑاتے ہیں۔۔۔"ایک بار پھر خود کو بیوقوف بنائے جانے پر غصہ آنے لگا تھا۔

"روبایا۔۔۔"اس نے تحمل سے کہا۔"مذاق اڑایا نہیں تھا مذاق کیا تھا۔۔۔"

"واہ کیا کہنے آپ کے ایس پی صاحب۔۔۔آپ یہاں اڑایا اور کیا میں فرق کرتے رہیں وہاں بھلے سامنے والے کا اوپر کا ٹکٹ کٹ جائے۔۔۔"روبایا نے اسے شرمندہ کیا۔"اور آپ کا کیا۔۔۔؟آپ کو تو مل جانی تھی نامفت کی بریانی کی پلیٹ۔۔۔"

مصعب اک لمحے کو چپ ہوا پھر اس نے روبایا کی جانب دیکھا۔

"تم صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔آیم سوری مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔۔"

روبایا نے گردن اکڑائے اس کی جانب دیکھا یوں جیسے اندازہ لگانا چاہ رہی ہو آیا وہ سچ میں شرمندہ ہے بھی یاں نہیں۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔"بلآخر مان ہی گئی۔

"تھینک یو۔۔۔"مصعب جذب سے کہتا دوسری بات کی جانب آیا۔

"کس لئے۔۔۔"

"میرے لئے سب کچھ بھول بھال کر آجانے کیلئے۔۔۔مجھے اہم جاننے کیلئے۔۔۔اور۔۔۔"

اس کے سوال پر اس کا دل بھی بخود ہوا تھا اور لب دھیمے سے ڈھلے۔"اور۔۔۔؟"وہ سوال کر کے پچھتائی، جانے اس کا دل آج کیا سننے کا طلبگار تھا۔

"میرے لئے فکر مند ہونے کیلئے۔۔۔اپنی جان کو میری خاطر داؤ پر لگانے کیلئے۔۔۔"

وہ اپنی حد جانتا تھا، اسے اظہار تمنا اور اظہار حق میں فرق کرنا آتا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔" وہ جھٹلا گئی، معاف تو کر دیا تھا مگر اپنی بیوقوفی پر غصہ آنا ابھی کم نہیں ہوا تھا اوپر سے مصعب کا انداز۔۔۔

وہ روبایا عثمانی تھی جسے دوستی، دشمنی و محبت میں التفات پسند نہیں تھے۔ اتنے سالوں بعد وہ اس کے متعلق اتنا تو جان ہی چکا تھا۔

"ایسا ہے۔۔۔؟" مصعب نے کچھ فاصلہ سمیٹا" اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہو تمہارے دل میں میری کوئی مخصوص جگہ نہیں ہے۔۔۔ مصعب بھی وہی اہمیت رکھتا ہے جو باقی سب رکھتے ہیں ۔۔۔ کہو مصعب کو نقصان پہنچ جانے کے خوف میں اور کسی دوسرے کو نقصان پہنچ جانے کے خوف میں کوئی جذباتی باڑ نہیں۔۔۔" مصعب آہستہ آہستہ قدم لیتا عین اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔ وہ نظریں جھکا گئی۔ مصعب گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا، دونوں کی نظریں ملی، روبایا کے دل نے رفتار پکڑی اور یہاں وہ واپس سے نگاہیں اپنے ہاتھوں پر جما گئی۔

"میری جانب دیکھو روبایا اور کہو سید مصعب بخاری محبت صرف تم کرتے ہو روبایا عثمانی نہیں ۔۔۔" وہ چند پل اسے دیکھتا رہا۔ "میں جانتا ہوں تمہیں اعتبار نہیں ہے اور تم ٹھیک ہو۔۔۔ میں یہ بھی جانتا ہوں میں نے تمہارا دل دکھایا ہے۔۔۔" وہ رکا اور اس کی جانب دیکھا۔ "اور مجھے ان دونوں باتوں کا بہت ملال ہے۔۔۔ کاش میں پہلی بار میں ہی تمہارا ہاتھ تھام لیتا۔۔۔" وہ خاموش ہوتا روبایا کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

"کچھ تو کہو۔۔۔ کیا اتنا برا اظہار کرتا ہوں۔۔۔؟" اسے تشویش ہوئی۔ "ابھی حد سے تجاوز کر جانے کی آڑ ہے، فی الوقت یہ قبول کر لو۔۔۔ ورنہ یقین مانو یہ ایس ایس پی محبت میں اتنا کورا نہیں ہے۔۔۔"

"تم کیا ہو مصعب۔۔۔ تم کیا چاہتے ہو۔۔۔ میں الجھ کر رہ گئی ہوں۔۔۔" اس نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا حقیقت میں اتنا ہی الجھا ہوا ہوں۔۔۔" اس نے آنکھیں چھوٹی کئے پوچھا۔

روبایا نے اک گہری سانس لی اور نفی میں سر ہلا گئی۔ "تم الجھے ہوئے نہیں ہو مگر مجھے الجھا گئے ہو۔۔۔"

مصعب اس کے جھولے سے ٹیک لگاتا اسے سننے لگا، وہ پہلے اسے بولنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ وہ پہلے بولنے کی حقدار تھی اور وہ خود پہلے سننے کا متمنی تھا۔

"تم۔۔۔ آپ کی آنکھیں اقرار کرتی ہیں اور آپ کی زبان انکار کر دیتی ہے۔۔۔ آپ کو یاد ہے نا یہاں آنے سے پہلے ہمارا جھگڑا کس بات پر ہوا تھا۔۔۔؟ کیوں مجھے اس سب میں الجھا رہے ہیں۔۔۔؟ ہمارے رشتے میں اتنی تو گنجائش نکلتی ہے نا کہ ہم ایک دوسرے کے جذبات سے نہ کھیلیں۔۔۔ عمر کا اک حصہ ہے جو ساتھ گزارا ہے، یوں تذلیل۔۔۔"

"روبایا۔۔۔" وہ سرعت سے سیدھا ہوا۔ "پلیز۔۔۔ کچھ بھی ایسا مت کہنا جو تمہارے لئے پچھتاوا اور میرے لئے شرمندگی کا باعث بن جائے۔۔۔" مصعب نے اسے ٹوک دیا۔

"پھر آپ بتائیں اب واپس سے آپ کی آنکھوں میں وہی رنگ کیوں دکھنے لگے ہیں۔۔۔"

"صرف آنکھوں میں ہی کیوں میں اپنی محبت کا اقرار بھی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

"مگر کیوں۔۔۔یوں اچانک۔۔۔؟اب ایسا کیا ہو گیا۔۔۔؟آپ نے میری مدد کی میں اس کیلئے ممنون ہوں مگر احسان کے بدلے دل گروی رکھوا دینے کی قائل نہیں ہوں۔۔۔اگر آپ بے بے،ارسہ یاں ایسی کسی بھی اور وجہ کے سبب کر رہے ہو تو مت کرو۔۔۔"

"تمہیں لگتا ہے کہ میں اتنا بڑا فیصلہ کسی کی مرضی سے کرنا تو دور اس میں کسی کا مشورہ لینا بھی پسند کروں گا۔۔۔"

"پھر اب کیوں۔۔۔"وہ جھنجلا اٹھی۔

"آپ نے مجھے انکار کر دیا تھا، پھر کتنے ہی عرصے تک نہ آپ کو میرا پتا تھا نہ ہی مجھے۔۔۔نہ ہی آپ میرے لئے کوئی احساس رکھتے تھے اور پھر ایک دن ہماری ملاقات ہوتی ہے اور آپ کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔"وہ حقیقتا الجھی ہوئی تھی۔"مجھے پہلی نظر کی محبت پر یقین نہیں۔۔۔میرے نزدیک محبت وقت کے ساتھ پروان چڑھتی ہے۔۔۔میں محبت میں خوبصورتی سے زیادہ سیرت کے حق میں ہوں۔۔۔"

اس کے لہجے میں حقارت نہیں تھی۔۔۔ہاں بہت سے سوال تھے۔۔۔الجھن تھی۔۔انہوں نے عمر کا اک خاص حصہ اک دوسرے کے ناک پر دم کئے رکھا تھا مگر کبھی بے عزت کرنے کا تصور نہیں رہا تھا۔

وہ کہہ رہی تھی اور وہ خاموش بنا مداخلت کئے اسے سن رہا تھا۔۔۔اتنے سالوں کی جان پہچان میں یہ بات تو واضح ہو چکی تھی وہ دونوں کچھ موضوعات پر مذاق کے قائل نہیں تھے۔۔۔

وہ کچھ ہچکچائی اور وہ بھانپ گیا۔

"اگر مجھے تمہارا ہاتھ تھامنے کا اختیار ہوتا تو تم محسوس کر لیتی کہ ہمارے بیچ ہچکچاہٹ کا کوئی گزر نہیں۔۔۔" وہ ابھی تک ویسے ہی گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا، یہی وہ جگہ تھی جہاں سے وہ اس کی آنکھوں میں جھانک سکتا تھا۔

"کیا پہلی نظر کی محبت حسن پرست نہیں بناتی۔۔۔؟" وہ رکی۔"اور حسن پرستی کہاں ختم ہوتی ہے۔۔۔؟ حاصل کی دہلیز پر۔۔۔؟ تمنا اور حاصل کے بیچ غاصبیت ہے۔۔۔اور حاصل کی دہلیز پر ہوس۔۔۔"

مصعب نے اک گہری سانس لی، وہ محض جذباتیت کی حد تک حساس نہیں تھی بلکہ اس کی فطرت میں حساسیت تھی جو غور و فکر مانگتی تھی۔

"میں پہلی نظر کی محبت پر یقین رکھتا تو اب تک ہم نامحرم نہ ہوتے۔۔۔ تمہیں آسیہ کے ایک کیس نے یہ سب سیکھا دیا ہے اور میں۔۔۔" وہ رکا۔۔۔ضبط کیا۔۔۔اس کی باتیں غلط نہیں تھیں۔۔۔"دن میں جانے کتنی ہی آسیہ کو دیکھتا ہوں، کیا میں کچھ محسوس نہ کرتا ہوں گا۔۔۔" وہ کچھ لمحوں کیلئے ٹھہر گیا۔

"میری آنکھوں میں تب جو محبت کی تحریر تھی آج بھی وہی ہے۔۔۔واللہ میری آنکھوں نے کبھی تمہیں دھوکا نہیں دیا۔۔۔" وہ گویا تڑپ اٹھا تھا۔ "تمہارے معاملے میں یہ ہمیشہ سچائی کی عکاس رہی ہیں، تم نے جو محسوس کیا تھا وہ سب سچ تھا، مگر میں تب اقرار نہیں کر سکتا تھا۔۔۔"

روبایا نے یک دم سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ "میں شادی نہیں کرنا چاہتا تھا اور میں نے انکار کر دیا۔۔۔" مصعب نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "مجھے تمہارے تاثرات ابھی بھی یاد ہیں، تمہاری آنکھوں میں اپنی ذات کر لے کر پنپتا شک دیکھنا کسی صورت آسان نہیں تھا۔۔۔ تم اسے خود شناسی کہہ سکتی ہو، میں جانتا تھا میں تمہیں خوش نہیں رکھ پاؤں گا۔۔۔ تم کیسے میرے ساتھ خوش رہ سکتی تھی۔۔۔؟ تم میں زندگی کے رنگ سانس لیتے ہیں۔۔۔" وہ مسکرایا۔

"تمہیں زندگی جینے کا فن آتا ہے اور مجھے زندگی گزارنے کا۔۔۔ تم اچھی لگتی تھی، اچھی لگتی ہو اور اچھی لگتی رہو گی۔۔۔ میں ہرگز تمہیں اپنی محبت کے گرداب میں الجھا کر زندگی کو بے رنگ کرنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ تم ہنستی۔۔۔ آزاد فضاؤں میں اڑتی اچھی لگتی ہو۔۔۔" وہ دل و جان سے مسکرایا۔ "مجھے لگتا تھا تم زندگی بھر میرے ساتھ نہیں چل پاؤ گی۔۔۔ اس قدر متضاد خیالات میں میں الجھ کر رہ گیا تھا۔۔۔ گزرتے وقت کے ساتھ دل بھی کہنے لگا سید مصعب بخاری اگر تم روبایا عثمانی کو خود کے سانچے میں ڈھالنا نہیں چاہتے تو تم خود کیوں نہیں اس کے سانچے میں ڈھل جاتے۔۔۔"

"پھر ڈھل گئے کیا۔۔۔؟" روبایا نے اپنے ہاتھوں پر سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم بتاؤ۔۔۔" وہ بانہیں کھولے سامنے آیا، یوں جیسے شخصیت کا پہلو نہیں اپنے کپڑے دکھا رہا ہو۔ "ڈھلنے کا نہیں پتا مگر اب تمہارے رنگ اوڑھنے لگا ہوں۔۔۔ اب ناران کی گلیوں میں تمہارے سنگ چلتے مسکرانے کا دل چاہتا ہے۔۔۔ چاند کی پہلی راتوں میں کاغان کے پہاڑوں پر تمہارے ساتھ بیٹھ کر نیچے وادیوں میں ٹمٹماتی روشنیوں کو دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ مری میں بدلوں کو محسوس کرتے ہوئے تمہارے ساتھ الائچی والی چائے پینا چاہتا ہوں۔۔۔ یونہی بے خود ہو کر کچھ نادانیاں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔"

وہ دم سادھے سن رہی تھی، اس کے اظہار پر گہری پلکیں کبھی سایہ فگن ہو جاتیں اور کبھی اٹھتی تو اس کی ہم نظر ہو جاتیں۔

"آپ نے کہا تھا ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے پھر اب محض محبت نے سوچ بدل دی۔۔۔؟" وہ اپنے ہر سوال کا جواب چاہتی تھی۔ مصعب چند لمحے اس کا چہرہ تکتا رہا، جانے کیوں اس کے سوال پر ایک خوشی ہوئی تھی۔ وہ دکھتی لاابالی سی تھی مگر اس کے اس سوال نے اس کی ذہنی پختگی کو ظاہر کر دیا تھا۔

"محبت محض نہیں ہوتی روبابیا عثمانی اور میں ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہوں، شادی کیلئے ذہنی ہم آہنگی ہونا شرط ہے۔۔۔" اس نے شرارت کی۔

"پھر مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔۔۔؟ کیا آپ نے مجھے اپنی تقریر کیلئے یہاں بٹھار کھا ہے۔۔۔؟"
وہ جھنجھلا گئی، وہ اس سے سیدھا سیدھا اعتراف سننا چاہتی تھی مگر وہ باتوں میں الجھا رہا تھا۔اک جانب اقرار کرتا تھا اور دوسری جانب پھل جھڑی جلا بیٹھتا تھا۔

مصعب زیر لب مسکرایا اور پنجوں کے بل اس کے سامنے آن بیٹھا۔جب بولا تو لب و لہجہ جذبات سے چور تھا۔

"میں چاہتا ہوں میرے آنگن میں تمہارا چاند اترے۔۔۔میرے مقدر کے فلک پر تمہاری ان ستارہ سی آنکھوں کے سنگ تارے شب بھر ٹمٹماتے رہیں۔۔۔تمہاری ہنسی کی گونج۔۔۔ تمہاری مسکراہٹ کی کھلکھلاہٹ میں رات کی سرگوشیاں مدھم پڑنے لگیں۔۔۔"اس نے آسمان سے اترتی چاندی میں دھیرے سے مدھم لہجے میں کہا اور روبایا نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔مصعب سمجھ نہیں پایا آیا چاندنی زیادہ پرکشش تھی یاں اس کی آنکھیں۔۔۔اور سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اس کے دل نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کی آنکھیں زیادہ پرکشش تھیں۔

"اور ذہنی ہم آہنگی۔۔۔"اس نے گہری سانس لی۔"ہم دونوں کا مقصد ایک ہے۔۔۔زندگی کو لے کر نظریہ ایک ہے۔۔۔سب سے اہم بات ہم دونوں کی نظر میں محبت کی تعریف ایک ہے۔۔۔کیا تمہیں نہیں لگتا ہم میں ذہنی ہم آہنگی ہے۔۔۔؟"مصعب نے اک لمحے کو بھی اس پر سے نظریں نہیں ہٹائی تھیں،اس کے چہرے کے سبب چاندنی بھی بھلی بھلی سی محسوس ہونے لگی تھی۔

عجب منظر تھا، فلک سے اترتی چاندنی نے اس کے گالوں پر بکھرتے گلال کو پر نور کیا تھا اور مصعب بخاری کا دل محبت میں ڈوب گیا تھا۔ اسے اپنے سوال کا جواب مل گیا تھا۔ وہ بے ساختہ ہی ہنس اٹھا، روبایا بھی مسکرائی۔

"میری دعا ہے تمہارے پاؤں تلے مخملی گلاب بنے رہیں، تمہارے قدم مستحکم رہیں۔۔۔ میری رفاقت کبھی تمہارے لئے پچھتاوا نہ بنے۔۔۔ میرا وجود تمہارا ملال نہ بنے۔۔۔"

روبایا مسکرائی اور اس کے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیا۔

"میں جانتی ہوں سید مصعب کے ہوتے ہوئے میرے قدم کبھی نہیں لڑکھڑائیں گے۔۔۔ ۔۔۔آپ نے کبھی میری ذات کی نفی نہیں کی اور کسی بھی عورت کیلئے یہ بات بہت اہمیت رکھتی ہے۔۔۔ آپ نے کبھی ارسہ اور میری سوچ کو نسوانیت سے مشروط نہیں کیا۔۔۔"اس کی آنکھیں سامنے بیٹھے شخص کی خوبیوں کی متعرف تھیں۔۔۔

"حیرت ہے اس سب کے باوجود بھی ہماری لڑائی ہوتی ہے۔۔۔"مصعب کی بات پر دونوں ہنس دیئے۔"چلو اب سے میں تمہارے حق میں دستبردار ہو جایا کروں گا۔۔۔"

"ہاہ۔۔۔"روبایا کا منھ کھلا۔"ارے یوں تو زندگی بے رنگ ہو جائے گی۔۔۔"

"روبایا عثمانی کے ہوتے ہوئے زندگی کبھی بے رنگ نہیں ہو سکتی۔۔۔"وہ جذب سے بولا۔

روبایا نے اپنے بال کان کے پیچھے اڑسے، مصعب کو اس کا یہ روپ بھلا بھلا سا لگا۔

"اب اٹھ جائیں اس سے پہلے گھٹنے جواب دے جائیں۔۔۔" اس نے ہنسی ضبط کئے کہا، مصعب نے اسے آنکھیں چھوٹی کئے دیکھا تو وہ کھلکھلاتی ہنس اٹھی۔

مصعب پنجوں کے بل سے اٹھتا اپنے ایک گھٹنے کو زمین پر ٹکائے اور ایک گھٹنے کو کھڑا کر گیا۔ روبایا دنگ سی اسے دیکھنے لگی۔ مصعب نے اپنی ہتھیلی اس کے سامنے کی، روبایا کی سوالیہ نظریں اٹھیں اور مصعب نے اپنی ہتھیلی کھول دی۔ شفاف ہتھیلی پر رکھی ڈبیا میں انگوٹھی گول گول گھوم رہی تھی۔

روبایا کی آنکھیں پہلے اشتیاق سے پھیلیں اور اگلے ہی لمحے جھجک آڑے آگئی۔

"پہن کر نہیں دکھاؤ گی۔۔۔؟" مصعب نے آنکھوں سے اشارہ کیا۔

روبایا ڈبیا میں سے انگوٹھی نکالتے ہوئے اپنے بائیں ہاتھ میں پہننے لگی۔

"دائیں ہاتھ میں پہنتے ہیں۔۔۔" وہ اسے ٹوک گیا۔

"پہنتے نہیں پہنائی جاتی ہے جو آپ بعد میں پہنائیں گے۔۔۔ انشاءاللہ۔۔۔" اس نے اپنا ہاتھ سامنے کیا، انگوٹھی میں موجود نگینوں پر آسمان سے اترتی کرنیں پڑیں تو وہ جگمگا اٹھے۔

"اب اٹھ جائیں۔۔۔"

وہ اس کو دیکھ رہا تھا جب روبایا کچھ جذبذب سی ہوئی۔

"ایک آخری بات۔۔۔"مصعب نے مسکین سی شکل بنائی۔"میں دادو سے بات کرلوں۔۔۔؟"

روبایانے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔

"نکاح کیلئے کل کادن کیسا رہے گا۔۔۔؟"

مصعب کے سوال پر روبایاکا منھ کھلا، مصعب کی آنکھیں ملتجائی ہوئیں جس کامان روبایانے ہی رکھنا تھااوراس نے رکھ لیا تھا۔اس نے واپس سے اثبات میں سر ہلادیا۔

ابھی روبایانے رضامندی میں سر ہلایاہی تھاکہ دروازے کی اوٹ میں چھپے حسین اورارسہ پلیٹ میں مٹھائی رکھے "مبارک۔۔۔مبارک۔۔۔"کی آوازیں بلند کرتے آن وارد ہوئے۔

ان چاروں کے چہرے کھل اٹھے تھے۔زندگی میں آسانیاں آرہی تھیں اوردل تشکر سے نرم پڑتاجارہاتھا۔۔۔

وہ اس وقت پیسٹل بلیو اور ہلکے گرے کے امتزاج کا شیفون کا جوڑا پہنے ہوئے تھی، جس کے بازوؤں کے اختتام پر ہلکے سفید تلے سے کڑھائی کی ہوئی تھی اور کلائی کے پاس ننھے ننھے پرل لگے ہوئے تھے۔ہم رنگ دوپٹا گلے میں لہرارہاتھا، شفاف ہتھیلیاں مہندی کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں اور چہرے سے شفق پھوٹ رہی تھی۔

مصعب بھی سفید رنگ کی ملائم قمیص کے اوپر پیسٹل بلیو اور ہلکے گرے رنگ کے امتزاج کی بنا بازوؤں والا ویسٹ کورٹ پہنے ہوئے تھے۔ نکاح خوش اسلوبی سے پڑھایا جا چکا تھا اور مٹھائی و مبارک باد کا سلسلہ بھی اختتام پذیر ہو چکا تھا۔ بے بے تو گویا صبح سے ہواؤں میں تھیں، کہاں پہلے دونوں کی شادی کی فکر تھی اور اب خیر سے دونوں کی طرف سے ہی وہ بے فکر ہو چکی تھیں

۔

مصعب اور روبایا دونوں اس وقت کچن میں تھے، روبایا پاؤں لٹکائے سلیپ پر بیٹھی اور گود میں مصعب کا ویسٹ کورٹ رکھے بڑے انہماک سے اسے دیکھ رہی تھی جو بہت دلجوئی سے اپنی مہارت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ آنچ دھیمی کرتے ہوئے وہ اس کی جانب متوجہ ہوا، نگاہوں میں محبت کا جہاں لئے اس کی جانب دیکھا تو وہ چھینپ گئی۔

"کب تک یہاں بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے۔۔۔"

"جب تک ایس پی صاحب کچن میں موجود ہیں۔۔۔"

"یہ مجھے سپورٹ دینے کیلئے کھڑی ہو یاں پھر سمجھوں دیدار یار کا بہانہ ہے۔۔۔" مصعب چند قدم لیتا اس کے پاس آیا۔

روبایا نے شرمیلی سی مسکان لئے اس جڑھ دی۔ "ایس ایچ او صاحب۔۔۔"

"یاصبور۔۔۔"وہ جیسے دو قدم آگے آیا تھا ویسے ہی دو قدم پیچھے ہوا۔"اب تو میرا صحیح منصب یادر کھ لو۔۔۔"اس نے تاسف سے سر ہلایا۔"میرا نام تو یاد ہے ناں۔۔۔"وہ واپس سے اس کے پاس کھڑا ہوتا اپنی پشت سلیپ سے ٹیک گیا۔

"اب اتنا بھی مذاق نہیں سید مصعب بخاری۔۔۔"

مصعب مسکرادیا۔"اچھا لگا۔۔۔"

"کیا۔۔۔؟"روبایا نے گردن موڑے اس کی جانب حیرانی سے دیکھا۔

"تمہارا یوں پکارنا۔۔۔"اس کی آنکھیں شرارت سے چمکیں وہی روبایا نے آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھا۔اس نے جان بوجھ کر اسے اپنا نام لینے پر اکسایا تھا۔

"ٹچ۔۔۔ٹچ۔۔۔کم سے کم آج کے دن تو دو نمبری چھوڑ دیں ایس پی صاحب۔۔۔"روبایا مصنوئی افسردگی سے بولی۔

"تمہیں سچ میں لگتا ہے میں تمہارے ساتھ دو نمبری کرتا رہا ہوں۔۔۔؟"اس نے اپنا بازو روبایا کے گرد پھیلا دیا،وہ اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ گئی۔

"اگر کہوں ہاں تو۔۔۔"

"دکھ ہو گا۔۔۔"

"اگر کہوں نہیں تو۔۔۔؟"روبایا نے واپس سے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔

"اطمینان قلب عطا ہو گا۔۔۔"مصعب نے گردن جھکائے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

روبابانے واپس سے اس کے کندھے کے ساتھ اپنا سر لگا دیا۔"ناراضگی کے باوجود بھی آپ کی سنتی رہی کچھ تو ہو گا نا جو دل آپ کے ساتھ بغاوت پر اعمادہ ہونے کے بجائے آپ کیلئے بغاوت پر اڑ گیا۔۔۔دماغ نے لاکھ تاویلیں گڑھیں مگر ہر اندیشہ۔۔۔ہر غلط فہمی مدھم پڑتی گئی۔۔۔"اس نے بات کے اختتام پر ایک آخری بار سر اٹھا کر مسکراتی آنکھوں سے مصعب کی جانب دیکھا اور پھر سلیپ سے اترتی پلیٹس اٹھاتی دستر خوان لگانے چلی گئی۔ بریانی تیار ہو چکی تھی۔

سب میز کے گرد لگی کرسیوں پر پہلے سے ہی اپنی نشست سنبھالے ہوئے تھے۔ مصعب نے بریانی والی ٹرے میز پر رکھی۔

"آہا۔۔۔واہ بھئی کیا بات ہے، نکاح کی دعوت میں دلہا کے ہاتھ کی بریانی۔۔۔"حسین نے پر جوش ہو کر اپنے ہاتھ مس کئے۔

"ہماری ویڈنگ اینیورسری پر حسین تم ہمیں نہاری کھلاؤ گے۔۔۔"ارسہ نے آنکھیں پٹپٹاتے حسین کو دیکھا۔"وہ بھی اپنے ہاتھوں سے بنی۔۔۔"

مصعب نے ارسہ کی کرسی گھسیٹ کر پیچھے کرتے ہوئے اس کیلئے جگہ بنائی، وہ ابھی تک اس کے انتظار میں ہی کھڑی تھی۔ یہ چھوٹے چھوٹے عمل ہی ہوتے ہیں جو محبت کو تقویت بخشتے ہیں۔ اس کے بیٹھنے کے ساتھ ہی مصعب بھی اپنی نشست سنبھال گیا۔

بے بے بسم اللہ کر کے بریانی نکالنا شروع کر چکی تھیں۔

"ویسے اس سیز فائر کی توقع ہم کب تک کر سکتے ہیں۔۔۔"ارسہ کی زبان پر کھجلی ہوئی۔

مصعب نے روبایا کی پلیٹ میں بریانی ڈالتے اس کی جانب بڑھائی۔"یہ لیں نا صرف اپنے شوہر کی حق حلال کی کمائی کی بلکہ اس کے خود کے ہاتھوں سے بنائی گئی بریانی۔۔۔"مصعب کی آنکھوں میں شرارت لہرائی۔

اس کے کہنے پر روبایا کو اپنے دادو سے کہے جانے والے جملے یاد آئے،دادو اور روبایا دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتی مسکرادیں۔مصعب بھی اپنے لئے بریانی نکالنے لگا تھا،اس کے چہرے پر اس قدر اطمینان تھا کہ دو میل کے فاصلے سے بھی دکھائی پڑ جاتا۔

"وہ الگ بات ہے بھائی نے اس دوران ایک سیکنڈ کیلئے بھی اے سی بند نہیں کیا۔۔۔"ارسہ نے بھی بھائی پر چوٹ کرنا فرض سمجھا۔

"چلیں یہ سب تو ہو گیا اب ماں جی کس کے ساتھ رہیں گی۔۔۔؟"حسین نے پرانا مدعا اٹھایا۔

"میرے ساتھ۔۔۔"تینوں نے یک مشت کہا۔روبایا اور مصعب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا پھر فورا تصحیح کی۔

"ہمارے ساتھ۔۔۔"

ارسہ نے فورا سے حسین کو کہنی ماری۔"ماں جی ہمارے ساتھ رہیں گی۔۔۔"

"نہیں بے بے میرے ساتھ رہیں گی۔۔۔"مصعب بھی اڑ گیا تھا۔

ان کی میں میں شروع ہو گئی تو روبایا نے حالات کی سنگینی دیکھ کر اپنا پتہ پھینکنے کی کی۔

"دادو۔۔۔"اس نے روہانسی شکل بنائی۔"دو تلواریں تو ایک میان میں رہ سکتی ہیں مگر آپ کا پوتا اور میں ایک ساتھ۔۔۔نہ نہ۔۔۔"اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

مصعب اپنی کہنی میز پر کھڑی کئے باقائدہ اس کی جانب گھوما تھا اور آنکھیں چھوٹی کئے سر کو ہلکا سا خم دیا گویا پوچھ رہا ہو'ایسا ہے کیا؟'روبایا نے اس کی جانب گھومتے ہوئے بائیں آنکھ دبائی اور وہ بے ساختہ ہی سر پیچھے کو گرائے ہنستا چلا گیا۔ سبھی نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھنے لگے تھے، روبایا اپنی نشست پر ٹھیک ہوتی پلیٹ پر جھک گئی۔

بے بے کی آنکھیں نم ہو گئیں۔انہوں نے کہاں سوچا تھا اس بڑھاپے میں ان کی اولاد ذاتی مفاد کے بجائے اپنی ماں کے ساتھ کے حصول کیلئے لڑ رہی ہو گی۔ان کی جوانی کو ثمر لگ گیا تھا،ان کی ریاضتیں ضائع نہیں گئی تھیں۔ان کی اولاد ان سے بیزار نہیں ہوئی تھی نہ ہی ان سے اکتائی تھی،اب ہاتھوں میں نہ تو پہلے والی جان رہی تھی نہ ہی قدموں میں ویسی مضبوطی پھر بھی اولاد کی وہی تمنا برقرار تھی جب وہ معاشرے کی سختی سے انہیں اپنی آغوش میں چھپا لیا کرتی تھیں۔ ان کے بڑھاپے نے ان کی اہمیت کو کم نہیں کیا تھا،ان کے بچوں کو ان کے سایہ شفقت کی ضرورت تھی۔ان کا مقام اولڈ ایج ہوم میں نہیں ان کی زندگیوں میں تھا۔

از قلم عزہ اقبال